188646

UNIVERSAL LIBRARY
OU_188646
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۳۳۵/ا   Accession No. ۵۶۵۲

Author ا ب ر م   5652

Title نظم اکبری جلد ۵

This book should be returned on or before the date last marked below.

سلسلۂ آصفیہ

جلد پنجم

OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY

نظام اکبری

ترجمہ رولرز آف انڈیا دربیان حالات اکبر مصنفۂ کرنل جی بی مالیسن سی ایس آئی و مصححہ
سر ولیم ولسن ہنٹر کے سی ایس آئی

جسمین

بابر کی مختصر سوانح عمری اور بنظیر لیاقت اور فتح ہندوستان کا ذکر اور کچھ ہمایون کا تذکرہ اور پھر جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ دہلی کی مکمل سوانح عمری و فتوحات ہند اور بالتفصیل اسکے نظام سلطنت اور طرز حکمرانی اور اسکی
خوبیون اور مغلیہ سلطنت کی بنا ڈالنے مین جو جو بکھیڑے اور سب سے بڑھکر ہندوؤنکے ساتھ اوسکی رعایتین کرنیکا بیان ہے

اور جو

بعہد مبارک مہد

حضرت خاقان ابن خاقان سکندر شکوہ دارا دربان میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ
نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ سادس والی دکن خلد اللہ ملکہ

زیر نگرانی

شمس العلماء مولوی سید علی صاحب ام [illegible] اے [illegible] ایل ایل بی ایف جی ایس
ایڈیشنیٹ رائل سکول
ممبر آف دی ایشیاٹک سوسائٹی آف [illegible]
ممبر آف دی نارتھ آف انگلینڈ انسٹی ٹیوشن
ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال
بی ایل گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی
ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ
مترجم میڈیکل جورس پروڈنس انگریزی و تمدن عرب اور
مستند تقریرات دربارہ معدنیات و صفائی وغیرہ ممالک محروسہ

سررشتہ علوم و فنون مین ترجمہ ہوکر

مطبع شمسی باہتمام محمد ابراہیم خان اکبرابادی

فہرست مضامین نظام اکبری

باب اوّل

توجیہ مقصد

نمبر	مضمون	صفحہ
۱	بیان مقصد	۲
۲	ہندوستان میں شاہنشاہی قایم کرنیکا خیال سب سے اوّل بابر کو ہونا	
۳	بابر کو اصلاح طرز سلطنت کا موقع نہ ملنا اور ہمایون میں اس امر کی لیاقت کا نہونا	۴
۴	شیرشاہ کی لیاقت اور ہمایون کا ہندوستان میں مکرر آنا۔	۵
۵	ہمایون کا طرز حکمرانی پچھلے افغانون کا سا ہونا اور اس طرز حکومت کا نقصان	۶
۶	اکبر کا بادشاہ ہونا اور بیرم خان کو معزول کرکے نئے طرز کی حکمرانی کا خیال دل میں جمانا۔	۷
۷	خلاصہ مضامین بالا۔	۸
۸	اس کتاب کے مضامین کا تین حصون میں تقسیم کرنا۔	۹
۹	اکبر کے بیان کے دو حصے اور کتاب کی اصل غرض	؍؍

باب دوم

بابر کا ابتدائی بیان اور اُسکا خاندان

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۰	تیمور اور اوس کا خاندان اور اوسکی ایسی بڑی سلطنت جس سے دنیا میں کسی کی سلطنت بڑی نہیں ہوئی۔	۱۱
۱۱	تیمور کی سلطنت کے ٹکڑے اور	

بابر کے باپ عمر شیخ مرزا کے مرنے پر
بابر کا ملک فرغانہ کا مالک رہنا۔ ۱۲
۱۲ بابر کا حملہ سمرقند پر اور سمرقند اور فرغانہ
کا اوس کے قبضہ سے نکل جانا۔ ۱۳
۱۳ بابر کا فرغانہ لیکر کھو دینا اور پھر
سمرقند لینا۔ ۱۴
۱۴ بابر کی قسمت کی گردشیں اور اوسپر
انواع واقسام کے حوادث ۱۵

باب سوم

بابر کا کابل کو فتح کرنا

۱۵ کابل کی سلطنت اور اوس کی
گرد و نواح کی حکومتیں ۔ ۱۷
۱۶ بابر کا قبضہ کابل پر ۱۷
۱۷ بابر کا ہندوستان کی حکومت میں
داخل ہوکر لوٹ جانا۔ ۱۸
۱۸ بابر کا والی ہرات کی مدد کو جانا
اور والی ہرات کا مرنا۔ ۱۹
۱۹ شیبانی خان کا بلخ کو لینا اور
بابر کا ہرات کی سیر کرکے واپس ہونا ۲۰
۲۰ واپسی میں بابر کو برف سے تکلیف
ہونا اور کابل کی بغاوت کا فرو کرنا ،،
۲۱ شیبانی خان کا قبضہ ہرات پر
اور قندہار کی اطاعت ۲۲
۲۲ بابر کا قبضہ قندہار پر اور مال غنیمت
کا ہاتھ آنا۔ ،،
۲۳ شیبانی خان کا قندہار کو لینا
اور بابر کا جلال آباد کو لوٹ جانا ۲۳
۲۳ بابر کی چڑھائیاں شمالی ملکوں پر ۲۴
۲۵ بابر کے معاملات کوہستانی افغانوں
سے اور قندہار کا لینا۔ ۲۵

۲۶ شاہ حسن کا بابر کے نام سے سندہ پر قبضہ کرنا۔ ۲۵

باب چہارم

بابر کے حملہ ہندوستان پر

۲۷ ہند کے زمانہ قدیم کے حالات پر تاریکی۔ ۲۷

۲۸ غزنوی غوری خلجی تغلق لودی خاندانون والون کی ہند مین حکومتین ״

۲۹ ہندوستان مین طوائف الملوکی ۲۸

۳۰ ابراہیم لودہی کا عروج اور اوسکی نالائقی سے بغاوتین پیدا ہونا اور علاءالدین اور دولت خان لودی کا بابر کو ہندوستان کے قبضہ کے واسطے بلانا۔ ۲۹

۳۱ ان بادشاہان مذکورہ کی حکومت کی جڑ ہندوستانیون کے دل مین نہ جمنا اور فاتح اور مفتوح کے مقاصد ایک نہ ہونا۔ ۳۱

۳۲ بابر کے تین ابتدائی حملہ ہندوستان پر ۳۲

۳۳ بابر کا چوتھا حملہ اور لاہور کو لیکر واپس جانا۔ ۳۳

۳۴ بابر کا علاءالدین کو مدد دینا مگر اوسمین ناکامیاب رہنا۔

۳۵ بابر کا پانچوان حملہ اور پانی پت مین پہنچنا ״

۳۶ بابر کی فتح ابراہیم لودی پر اور دہلی آگرہ پر قبضہ۔ ۳۵

باب پنجم

بابر کی حالت ہندوستان مین

۳۷ باقی ہندوستان کی حالت پر

نمبر	مضمون	صفحہ
	بابر کی نظر	۳۷
۳۸	بابر کا بڑا خدشہ ہندوؤن کی طرف سے جو کبھی مسلمانون کے دل سے بتابع نہین ہوسے تھے	۳۸
۳۹	رعایا کا بابر کے آنے پر پچھلے مسلمانون کے بھاگنے سے خوف زدہ ہوکر بھاگنا۔	〃
۴۰	بابر کی فوج کا ارادہ اپنے وطنون کو جانے کے لئے اور بابر سے برہم ہونا۔	۳۹
۴۱	بابر کا ہندوستان کے چھوڑنے کو پسند نکرنا۔	۴۰
۴۲	بابر کا اپنے لشکر کو ہند مین رہنے کیلئے راضی کرنا۔	〃
۴۳	رعایا کا اپنے گھرون کو واپس آنا اور ابراہیم کی فوج کا بابر کی اطاعت کرنا۔	۴۱
۴۴	راناسانگا کی عظیم الشان قوت	۴۲
۴۵	بابر کا دشمنون سے دفعیہ کی تدابیر کرنا۔	۴۲
۴۶	بابر اور سانگا کا طرفین سے مقابلہ کو جانا۔	۴۳
۴۷	بابر کا شراب سے توبہ کرنا۔	۴۴
۴۸	بابر کا سانگا کو شکست دیکر میوات اور دوآبہ کے ملک کو اور چندیری کو لے لینا اور لودی سردارونکو لکھنو کی طرف شکست دینا۔	
۴۹	جونپور اور بہار مین لودھیون کی مخالفت بابر سے۔	۴۵
۵۰	بابر اور عسکری کا دشمنون کی	

	تنبیہ کے لیے روانہ ہونا	۴۶
۵۱	دشمنون کی قوت۔	"
۵۲	بابر کا محمود لودہی اور شیر شاہ کو بہگانا۔	۴۷
۵۳	نصرت شاہ بادشاہ بنگالہ کا قبضہ گہاگرا اور گنگا کے ملاتک	"
۵۴	بابر کا نصرت شاہ کو شکست دیکر مغربی بہار پر قبضہ کرنا۔	"
۵۵	بابر کی علالت کا حال سنکر ہمایونکا آگرہ کو آنا اور ہمایون کا بیمار ہونا۔	۴۸
۵۶	بابر کا ہمایون کے اچہا ہونیکے لئے خود اوسکے گرد قربان ہونا۔	۴۹
۵۷	بابر کی وفات	"
۵۸	بابر کی لیاقت	۵۰
۵۹	بابر کے بیٹے اور اوسکی وصایا	۵۱
۶۰	بابر کا مختلف ملکون کو متحد المقصد نکرنا۔	۵۲

باب ششم

ہمایون کا حال اور اکبر کا ابتدائی زمانہ

۶۱	ہمایون کی عدم لیاقتی۔	۵۴
۶۲	ہمایون سے شیر شاہ کا حکومت چہین لینا۔	"
۶۳	اکبر کی پیدائش	۵۵
۶۴	ہمایون کا حمیدہ بیگم سے نکاح	"
۶۵	ہمایون کے مصائب اور اکبر کی پیدائش کے وقت ہمایون کی خوشی۔	۵۶
۶۶	اکبر کا مرزا عسکری کے ہاتھ پڑجانا	۵۷
۶۷	ہمایون کا قندہار اور کابل کو اور اوسکے ساتھہ اکبر کو بھی کامران	

	ت سے لینا۔	۵۸
۶۸	کامران کا قبضہ کابل اور اسی کے ساتھ اکبر پر	۶۰
۶۹	ہمایون کا محاصرہ کابل پر اور کابل اور اکبر کا پھر اوس کے ہاتھ آنا	۶۱
۷۰	ہمایون کا تالی خان جاکر کامران کو مطیع کرنا	״
۷۱	کامران کا ہمایون سے باغی ہوکر کابل کو اور نیز اکبر کو پھر سے لینا	۶۲
۷۲	کابل اور نیز اکبر کا ہمایون کے پھر ہاتھ آجانا۔	۶۳
۷۳	ہمایون کی قطعی فتح کامران پر اور ہندال کا قتل اور عسکری کا مکہ جانا	״
۷۴	ہمایون کا ہندوستان پر حملہ کی تدابیر کرنا۔	۶۴

باب ہفتم

ہمایون کا حملہ ہندوستان پر اور اوسکی موت

۷۵	شیر شاہ کی لیاقت اور اوسکی موت۔	۶۵
۷۶	سلیم شاہ اور اوسکا قدیمی طرز حکومت کے خرابے کو جاننا۔	۶۵
۷۷	محمد شاہ عادل اور ہیمو بقال	۶۶
۷۸	ہندوستان کی طوائف الملوکی	״
۷۹	ہمایون کا پنجاب میں آنا	״
۸۰	ہمایون کا سکندر شاہ کو کوہستان میں بھگاکر دہلی پر قبضہ کرنا۔	۶۷
۸۱	ہمایون کو ہیمو اور سکندر کا کھٹکا اور اکبر کو سکندر کے دفعیہ کے لئے بھیجنا	۶۸

۸۲ ہمایون کا انتقال اور اکبر کا بادشاہ ہونا۔
۸۳ اکبر کو اندیشہ ہیمو کی طرف سے اور صوبہ دار کابل کی بغاوت۔ ۶۹
۸۴ تاردی بیگ کا انتظام دہلی مین اور اکبر کی سلطنت کی منادی۔ ″

باب ہشتم

اکبر کی لڑائی باپ کے تخت کیلئے

۸۵ اکبر اور بیرام خان کا سکندر شاہ کو مانکوٹ تک بہگا کر جالندہر کو لوٹنا۔ ۷۱
۸۶ ہیمو کا قبضہ دہلی آگرہ پر۔ ۷۲
۸۷ اکبر کا بیرام خان کی رائے کے مطابق دہلی پر جانا۔ ۷۲
۸۸ بیرام خان کا تاردی بیگ کو سنی مذہب کی عداوت کے باعث قتل کرنا اور اکبر کی ناراضی بیرام خان سے ۷۴
۸۹ علی قلی خان زمان کا ہیمو کی توپخانہ کو لینا اور اکبر کا پانی پت پہنچنا ۷۴
۹۰ اکبر کی فتح اور بیرام خان کا ہیمو کو قتل کرنا۔ ۷۵
۹۱ اکبر کا قبضہ دہلی پر ۷۷

باب نہم

سولھوین صدی مین ہندوستان کی حالت

۹۲ حکومت دہلی کی وسعت۔ ۷۸
۹۳ گجرات کی سلطنت کی قوت ″
۹۴ جودہپور جے پور بیکانیر جیسلمیر وغیرہ ہندو ریاستین ۷۹

۹۵	پچھلی مسلمان سلطنتون کے صوبون مین اتحاد کا نہونا۔	۸۰
۹۶	اسلام کی حکومت مین ہندوؤن کی خوشحالی اور مذہبی آزادی	۸۱
۹۷	صوبون مین شاہی صوبہ دار کی فوج کا رہنا۔	"
۹۸	اسلامی حکومت کے زمانہ مین ہندوؤن اور مسلمانون کے منافع اور مضرتین یکسان ہونا اور عدل والنصاف کا بخوبی انتظام اور رعایا کا مرفہ الحال ہونا۔	۸۲
۹۹	صوبہ دارون کا صوبون کے اندرونی انتظام کا مالک ہونا مگر ان مین عدل والنصاف بخوبی ہونا۔	۸۳
۱۰۰	شاہی فوج کا بادشاہ کے ذاتی خدام سے مرکب ہونا۔	۸۳
۱۰۱	بابر اور ہمایون وغیرہ کی حکومت شخصی ہونا اور ایک بادشاہ کو دوسرے بادشاہ کے حکم منسوخ کرنیکا اختیار ہونا۔	۸۴
۱۰۲	ہمایون کا طرز حکمرانی اور ملک کا صوبون مین منقسم کرکے وہان فوج رکہنا اور اوس سے اصلاح کا نہونا۔	۸۴
۱۰۳	بابر ہمایون وغیرہ کی طرز حکمرانی کی خرابی کیوجہ سے اونکی سلطنت کا تخم مفتوحہ ملکون مین نہ جمنا۔	۸۵
۱۰۴	اکبر کی نئی عمر مین سلطنت کا ہاتھ آنا اور اوس مین انتظامی لیاقت	

	کی قابلیت۔	۸۷

باب دہم

بیرام خان کی اتالیقی۔

۱۰۵	اکبر کا حلیہ	۸۹
۱۰۶	اکبر کا اخلاق	۹۰
۱۰۷	اکبر مین انتظامی اور سیکھنے کی لیاقت۔	۹۱
۱۰۸	اکبر کی بے تعصبی مذہب مین	،،
۱۰۹	اکبر کا سرداری اور شاہنشاہی کے لائق ہونا۔	۹۲
۱۱۰	ہیمو کی فوج کا تعاقب کرنا اور اکبر کا آگرہ کو لینا۔	،،
۱۱۱	اکبر کا حملہ سکندر شاہ پر اور اس سے مانکوٹ لے لینا اور سکندر کا بنگال کو چلا جانا۔	۹۳
۱۱۲	ہمایون کی بہن سے بیرام خان کی شادی	۹۴
۱۱۳	اکبر کا رنج بیرام خان کے اختیارات سے۔	،،
۱۱۴	بیرام خان کے برخلاف لوگوں کا اکبر سے چغلیان کھانا اور اکبر کا اوسکے قابو سے نکلنے کا ارادہ۔	۹۵
۱۱۵	اکبر کا دہلی جاکر خودمختار رہونا۔	۹۶
۱۱۶	اکبر کا خودمختاری کا اشتہار اور بیرام خان کو مکہ جانے کا حکم دینا۔	،،
۱۱۷	بیرام خان کا علامات امارات واپس بھیجنا۔	۹۸
۱۱۸	بیرام خان کی بغاوت اور شکست	

نمبر	مضمون	صفحہ
	اور حج جانے مین مارا جانا	۹۸
۱۱۹	اکبر کا ملکی انتظامات کیطرف خود متوجہ ہونا۔	۱۰۰
	باب یازدہم	
	اکبر کی سلطنت کے حالات	
۱۲۰	اکبر کی عملداری کی وسعت	۱۰۱
۱۲۱	اکبر کے خیالات کی تصویر پچھلی حکومتون کے انعدام کی نسبت	۱۰۱
۱۲۲	اکبر کے ایسے قوانین بنانیکا خیال کہ سب لوگ اوس سے متحد المقصد ہوجائین۔	۱۰۲
۱۲۳	اکبر کا ہندوستان کو فتح کرنیکا ارادہ۔	
۱۲۴	اکبر کا مالوہ پر قبضہ اور جونپور سے حملہ کو ہٹانا اور میرٹھ کو لے لینا	۱۰۴
۱۲۵	بیجا گڈہ اور برہانپور کا ہاتھہ آکر نکلجانا اور پھر مالوہ کا ہاتھ آنا	۱۰۵
۱۲۶	اکبر کا دشمنون کو اپنا ملازم کرکے دوست بنا لینا۔	۱۰۶
۱۲۷	اکبر کی دایہ کے بیٹے کا وزیر اعظم کو قتل کرنا اور اکبر کا اوس سے قصاص لینا۔ اور دایہ کا بیٹے کے غم سے انتقال۔	״
۱۲۸	گکھر قوم کی بغاوت اور اوسکا فرو ہونا۔	۱۰۷
۱۲۹	کابل کے ہنگامہ کا اور ابوالمعالی کی بغاوت کا فرو ہونا اور اوس کا قتل۔	۱۰۸
۱۳۰	اکبر کا قبضہ چنار ہوشنگ آباد پر اور مانڈو کے صوبہ دار کی	

	بغاوت کا فرو ہونا۔	۱۰۸
۱۳۱	اکبر کا والی خاندیس کی بیٹی سے نکاح۔	۱۰۹
۱۳۲	اکبر کا آگرہ کے قلعہ کو بنوانا۔	۱۱۰
۱۳۳	اذبکوں کی بغاوت۔	۱۱۱
۱۳۴	اکبر کا بغاوت کے فرو کرنے کی طرف متوجہ ہونا اور باغیوں کے سرغنہ کا حاکم بنگالہ سے مدد مانگنا	۱۱۲
۱۳۵	شاہی فوج کی شکست	۱۱۳
۱۳۶	اکبر کا صلح کو منظور کرنا اور باغیوں کو اپنا دوست بنا لینا۔	"
۱۳۷	اکبر کا قبضہ رہتاس پر اور اوڑیسہ سے پیش کش آنا۔	"
۱۳۸	اکبر کا شوق چوگان بازی سے اور اوس کھیل کا یورپ میں جانا	۱۱۴

۱۳۹	کابل اور لاہور کے فساد اور اونکا فرو ہونا۔	۱۱۴
۱۴۰	جونپور کی بغاوت تھانیسر میں جوگی اور سنیاسیوں کی لڑائی اور دہلی کے صوبہ دار کی بغاوت	۱۱۵
۱۴۱	مشرقی بغاوت کو اکبر کا فرو کرنا	۱۱۶
۱۴۲	چتور کا قلعہ	۱۱۷
۱۴۳	اکبر کا چتور کو فتح کرنا۔	"
۱۴۴	اکبر کا رنتھمبور کو فتح کرنا	۱۱۸
۱۴۵	فتح پور سیکری کا آباد ہونا اور شیخ سلیم چشتی سے اکبر کا اولاد کی درخواست کرنا۔	۱۱۹
۱۴۶	شاہزادہ سلیم کا پیدا ہونا اکبر کا فتحپور سیکری کو اپنا مسکن بنانا اور شیخ معین الدین چشتی کی	

	زیارت کرنا۔	۱۱۹
۱۴۷	اکبر کا ناگور جانا اور جودھپور بیکانیر کے راجاؤن کا اوسکے پاس حاضر ہونا اور اکبر کا پنجاب جاکر لوٹ آنا۔	۱۲۰
۱۴۸	گجرات مین بدعملی اور اکبر کا ارادہ اوسکی فتح کا۔	۱۲۱
۱۴۹	اکبر کا حملہ گجرات پر	۱۲۲
۱۵۰	اکبر کا گجرات کے مالک ہونیکا اعلان اور احمد آباد کو دار الحکومت قرار دینا۔	"
۱۵۱	اکبر کا بھروچ اور سورت پر فوج بھیجنا اور سورت مین اپنے طرفدارون سے قتل کی خبر سنکر سارسہ کو جانا۔	۱۲۳
۱۵۲	اکبر کی دشمن پر فتح اور راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ کی لڑائی مین شرکت۔	۱۲۴
۱۵۳	بھروچ اور سورت کا اکبر کے قبضہ مین آنا اور بادشاہ کا آگرہ کو جانا۔	۱۲۵
۱۵۴	سارس کے باغی سردار کا پنجاب تک جاکر زخمی ہوکر مرنا اور قلعہ کانگرہ کا اکبر کے ہاتھہ نہ آنا۔	"
۱۵۵	اکبر کا گجرات کو بلوہ کی خبر سنکر جانا۔	۱۲۶
۱۵۶	اکبر کا گجرات نو دن مین پہونچنا	۱۲۷
۱۵۷	بہادرانہ طور پر اکبر کا باغیون کو شکست دینا۔	۱۲۸
۱۵۸	اکبر کا گجرات کا بندوبست	

	کھکے اور راستہ مین اجمیر	
	کی زیارت اور ٹوڈرمل سے	
	ملکر واپس آنا۔	۱۲۸
۱۵۹	اکبر کے مقبوضات اور بنگالہ	
	کی فتح کا ارادہ۔	۱۲۹
۱۶۰	اکبر کا فوج کشی کے وقت رعایا	
	کے نقصان کا معاوضہ دینا	۱۳۰
۱۶۱	بنگالہ کی حالت	۱۳۱
۱۶۲	بادشاہ بنگالہ اور صوبہ دار جونپور	
	سے چھیڑ چھاڑ۔	۱۳۲
۱۶۳	اکبر کا پٹنہ مین اپنی محاصر فوج	
	کے پاس پہنچنا۔	۱۳۳
۱۶۴	اکبر کا پٹنہ کو لیکر داؤد خان کا	
	تعاقب کرنا۔	"
۱۶۵	اکبر کا اپنے جدید مفتوحہ ملک	

	کا بندوبست کرنا۔	۱۳۴
۱۶۶	بنگالہ کی فتح۔	"
۱۶۷	اکبر کا سیر و شکار اور اجمیر	
	کو جانا۔	۱۳۵
۱۶۸	اکبر کا غیر مزروعہ زمینون کو ترغیب	
	دیکر مزروعہ بنوانا۔	۱۳۵
۱۶۹	اکبر کے ملک کی وسعت اور	
	مغربی ہند مین قحط و وبا۔	۱۳۷
۱۷۰	اوڑیسہ کی فتح اور داؤد خان	
	کا قتل	"
۱۷۱	عبادت خانہ کی تعمیر اور اسمین	
	علما و زہاد وغیرہ اہل کمال کا	
	مجلس کرنا۔	۱۳۸
۱۷۲	رانا ئے میواڑ کا اکبر کو بیٹی دینے	
	سے انکار اور لڑائی جھگڑے	۱۳۹

۱۷۳	رانا پرتاب سنگھ سے لڑائی اور اکبر کا میواڑ اور مالوہ وغیرہ کو جانا۔	۱۳۹
۱۷۴	ایک حاجی کا یورپ سے کچھ نفیس چیزین لانا اور اکبر کا پنجاب اور اجمیر کو جا کر آنا۔	۱۴۱
۱۷۵	اکبر کی سلطنت کا عروج اور امن چین۔	"
۱۷۶	اکبر کا محصول راہداری اور جزیہ کو موقوف کرنا	۱۴۲
۱۷۷	اکبر کا حکیم مرزا کے حملہ کو روکنے کیلئے پنجاب جانا۔	"
۱۷۸	مراد کا کابل کو بھیجا جانا	۱۴۳
۱۷۹	مراد کا حکیم مرزا کو شکست دینا اور اکبر کا کابل اور پنجاب کا بندوبست کر کے واپس آنا۔	۱۴۳
۱۸۰	بنگالہ کی بغاوت اور اوسکا فرو ہونا۔	"
۱۸۱	سلیم کی شادی راجہ بھگوانداس کے خاندان مین۔	۱۴۴
۱۸۲	ہندوؤن کا اکبر کی اطاعت دل سے کرنا اور اونہین فوائد کا حاصل ہونا۔	۱۴۵
۱۸۳	ہندوؤن کو اکبر کے ساتھ ازدواج وغیرہ سے فائدہ ہونا اور اونکا اوسے اوتار سمجھنا۔	۱۴۶
۱۸۴	ہندوؤن کا مسلمانون کے ساتھ ازدواج کی برائی کو دل سے بھلانا	۱۴۷

۱۸۵	اکبر کا کابل کی حفاظت کے لئے کوچ کرنا اور سورت کی لڑائی مین بیربل کا مارا جانا اور وادی خیبر مین آخر کار اسکی فتح۔	۱۴۷
۱۸۶	کشمیر کے حملہ کا بیان	۱۴۸
۱۸۷	کشمیر کی فتح اور کابل مین مانسنگھ کا صوبہ دار ہوکر بنگالہ مین بھیجا جانا۔	۱۴۹
۱۸۸	سندھ کی فتح اور اکبر کا کشمیر کابل جانا اور واپس ہونا۔	۱۵۰
۱۸۹	کاٹھیاوار اور کچھ کی فتح اور سندھ کی کامل فتح	۱۵۱
۱۹۰	بہھر کی بغاوت فرو ہونا اور اکبر کا سری نگر جانا اور آنا اور اوڑیسہ کی کامل فتح۔	۱۵۲
۱۹۱	دولت آباد واسیر اور احمد نگر کی فتح	۱۵۳
۱۹۲	دکن مین اکبر کے سردارونکی ناموافقت اور مراد کا مرنا اور ابوالفضل کا قتل۔	
۱۹۳	جہانگیر کی عداوت ابوالفضل سے۔	۱۵۴
۱۹۴	شاہزادہ سلیم کی بغاوت اکبر سے	۱۵۵
۱۹۵	سلیم کی مزاج سے بغاوت کی بو کا کامل فرو ہونا اور اورچھے کے راجہ کا ابوالفضل کو قتل کرنا اور اکبر کا اوس پر فوج بھیجنا۔	۱۵۶
۱۹۶	رانا پرتاپ سنگھ کی مصیبت اور	

	پھر اوسکا میواڑ پر قبضہ اور اودیپور آباد کرنا۔	۱۵۷
۱۹۷	سلیم کی بے توجہی میواڑ کی لڑائی مین اور اکبر کے پاس اوسکا آنا۔	۱۵۸
۱۹۸	اکبر کا رنج اولاد کیطرف سے اور اون کی شراب نوشی	۱۵۹
۱۹۹	اکبر کی جانشینی کے لئے مانگھ وغیرہ کا خسرو کو تجویز کرنا	۱۶۰
۲۰۰	اکبر کا سلیم کو جانشینی کے لئے نامزد کرنا اور خسرو کو بنگالہ دینے کی تجویز	"
۲۰۱	اکبر کی تعظیم امرا کے دل مین اور شاہزادہ خسرو کے خسر اور راجہ مان سنگھ کے شاہزادہ سلیم کا طرفدار ہونا	۱۶۱
۲۰۲	اکبر کی وصیت اور سلیم کو بادشاہ بنا کر مرنا۔	۱۶۲
۲۰۳	اکبر کے عہد کی آزادی مذہب اور ہر طبقے کے حقوق کے مساوات۔	"
	باب دوازدہم	
	اکبر کے اصول اور اوس کا اندرونی انتظام	
۲۰۴	اکبر کا بنی نوع بشر کی روحانی خواہشون کو جانچنا اور اوسکے ذہن کی اثر پذیر قوت۔	۱۶۵
۲۰۵	مصنف کے نزدیک مسلمانونکا دوسری قومون کو ذلیل سمجھنا۔	۱۶۶

۲۰۶	اکبر کے خیال مین دوسرے مذاہب کی خوبیون کا جمنا۔	۱۶۷
۲۰۷	اکبر کا رفتہ رفتہ ایک ہی مذہب مین صداقت کو منحصر سمجھنا	۱۶۸
۲۰۸	فیضی اور ابوالفضل کے خیالات کا اثر اکبر پر	۱۶۹
۲۰۹	فیضی کا اکبر کی خدمت مین پہونچنا اور اوس کی قدر	۱۷۱
۲۱۰	فیضی کے شعر وسخن اور علمی لیاقت	۱۷۲
۲۱۱	ابوالفضل کی علمی لیاقت اور خیالات	״
۲۱۲	ابوالفضل کا فاضل اصفہانی کی کتاب کو بغیر دیکھے درست کرلینا۔	۱۷۳
۲۱۳	ابوالفضل کا دربار اکبری مین جانا اور اوس کا مذاق	۱۷۴
۲۱۴	اکبر کا ابوالفضل سے خوش ہونا۔	
۲۱۵	اکبر سے پہلے حکومتون کے نقص اور ہند کے باشندونکی طینت۔	
۲۱۶	اکبر کا پچھلے حکمرانون کی نقص حکمرانی کو دیکھکر ہندوون کی طبیعت کے موافق طرز حکومت قایم کرنے کی تجویز۔	۱۷۵
۲۱۷	ابوالفضل کے سوالات پر علما کی بیہودہ گفتگوئین اور اکبر کا اون سے ناراض ہونا اور ابوالفضل کا بادشاہ کے روحانی اور جسمانی ہادی ہونے کا سوال پیش کرنا	۱۷۶
۲۱۸	اکبر کا جدید طرز حکمرانی کی تحقیق کے واسطے علما کی	

	محفلین مقرر کرنا	١٧٨
٢١٩	ابوالفضل کے سوال کا بڑا اہم ہونا۔	١٨٠
٢٢٠	علما کا و بکر اکبر کو مجتہد ماننا	١٨١
٢٢١	فتویٰ بالا پر علما کی دستخطون کے نتائج۔	״
٢٢٢	اس فتوی سے اکبر کو مذہبی آزادی کا ملنا	١٨٢
٢٢٣	اس فتوی سے ابوالفضل کی ترقی اور قتل	١٨٣
٢٢۴	اکبر کا عدالت سے متعصب مسلمانون کا نکالنا۔	״
٢٢۵	ابوالفضل و فیضی کے معاملات ملکی مین مداخلت۔	١٨۴
٢٢٦	اکبر کا ایک نیا مذہب ایجاد کرنا اور ہندوون اور پارسیون کی مشابہت اوس مین ہونا۔	١٨۴
٢٢٧	اکبر کی مجلس مین گوا کے پادری کا داخل ہونا۔	١٨٦
٢٢٨	کتنے ہی مذہبون کے علما کی بحث اور ایک پادری کا مسلمان علما کو بند کردینا۔	״
٢٢٩	پادری کا مسلمانون کو صداقت کے اظہار کے لئے آگ مین گھسنے کو کہنا اور اون کا بغلین جھانکنا۔	١٨٧
٢٣٠	اکبر کے مباحثہ کے ختم پر تقریر	١٨٨
٢٣١	اکبر کا عقیدہ	״
٢٣٢	اکبر کا میلان زردشتی مذہب	

	کی طرف اور اوسکے مذہب کا اوس کے مرنے پر مرجانا اور اوسکے قوانین بھی رفتہ رفتہ خراب ہوجانا۔	۱۸۹
۲۳۳	ہندوؤن مین ستی کی رسم	۱۹۱
۲۳۴	اکبر کا ستی کی رسم کو موقوف کرنا	۱۹۲
۲۳۵	اکبر کا جیمل کی رانی کو ستی ہونے سے بچانا۔	״
۲۳۶	اکبر کا شیخی کرنے والے علما سے نفرت کرنا۔	۱۹۳
۲۳۷	خان اعظم مرزا عزیز کا دین الٰہی مین داخل ہونا۔	۱۹۴
۲۳۸	اکبر کے دربار کے علما	۱۹۵
۲۳۹	عبدالقادر بدایونی	۱۹۶
۲۴۰	اکبر کا علمی شوق اور کتابون کا جمع کرنا۔	۱۹۷
۲۴۱	ابوالفضل و فیضی کے اصول کا رفاہ عامہ پر مبنی ہونا۔	
۲۴۲	پچھلے مسلمان سردارون کی اولاد کا اکبر سے راضی نہونا۔	۲۰۰
۲۴۳	اکبر کا کسیکو لونڈی غلام نہ بنانا۔	״
۲۴۴	اکبر کا ہندو جاترین پر سے محصول موقوف کرنا۔	۲۰۲
۲۴۵	جزیہ کے سبب سے اہلکارون کے مظالم۔	۲۰۴
۲۴۶	اکبر کا جزیہ لینے کو موقوف کرنا۔	۲۰۵
۲۴۷	اکبر کا ازدواج ثانی کو جاری کرنا اور نابالغ بچون کی شادی	

	کو اور قربانی کے جانورون کو مارنے وغیرہ سے ممانعت کرنا۔	۲۰۶
۲۴۸	اکبر کا نماز روزہ مین کمی کرانا ختنہ کی مزاحمت گاے کے ذبح کرنے کی ممانعت خنزیر کے گوشت کے فروخت کرنیکی اجازت اور کتون کو پاک جاننا اور شراب خواری کا رواج دینا۔	۲۰۷
۲۴۹	اکبر کا ڈاڑہی منڈوانا۔	۲۰۸
۲۵۰	اکبر کا اپنے رشتہ دارون سے محبت کرنا۔	۲۰۹
۲۵۱	اکبر کے بیٹون کی موت اور جہانگیر کی بغاوت پر اکبر کا صبر و تحمل۔	۲۰۹
۲۵۲	اکبر کی قیافہ شناسی اور توہمات کا معتقد ہونا اور آئین جہانداری کو غور سے بنانا۔	۲۱۰
۲۵۳	اکبر کا شوق شکار اور گانے بجانے کا اور ذہن مین اختراع کی قدرت	۲۱۲
۲۵۴	اکبر کی گوشت سے نفرت اور میوون کا شوق۔	۲۱۳
۲۵۵	اکبر کی تقسیم کے اوقات اور ایک وقت کھانا کھانا۔	״
۲۵۶	اکبر کی تجویز ہندوون سے پختہ میل جول کے اور ہمایون کا ہندوون کو دوست بنانا۔	۲۱۴

۲۵۷	اکبر کا ہندوؤن سے بیٹیان لیکراون سے رشتہ کرنا	۲۱۵
۲۵۸	رجپوتون کا اکبر کو دوست سمجھنا اور سلیم کا بیاہ بھگوانداس کی بیٹی سے۔	۲۱۶
۲۵۹	رجپوتون کا مسلمانون کی اطاعت کرنا	″
۲۶۰	اکبر کا اصول نفاق پیدا کرنا اور ملا صاحب مورخ پر اعتراض	۲۱۷
۲۶۱	شاہ جہان کا ہندو رانی کے پیٹ سے پیدا ہونا اور اوس سے اوسکی سلطنت کی خوبی۔	۲۱۸
۲۶۲	اکبر کی [illegible]ان	۲۱۹
۲۶۳	شیرشا[illegible] کے اصول مالگذاری	″
۲۶۴	اکبر کا شیرشاہی اصول مالگذاری کو جاری کرنا۔	۲۲۰
۲۶۵	حیثیت اراضی کی تشخیص	۲۲۱
۲۶۶	بندوبست دہ سالہ	″
۲۶۷	کروریون کا تقرر اور پچھلے دستور کا پھر جاری کیا جانا	۲۲۲
۲۶۸	اجارہ کی موقوفی اور گانون کے مقدم	۲۲۳
۲۶۹	کارندون کی رشوت ستانی اور وظیفہ خواردن کے اقسام۔	″
۲۷۰	سررشتہ صدر کی اصلاح۔	۲۲۴
۲۷۱	شیرشاہی جاگیردارون کی جاگیرین لے لینا۔	۲۲۵
۲۷۲	علما، فضلا سے اکبر کا جاگیرین	

	چھین کر اکبر کا ملک بدر کرنا۔	۲۲۵
۲۷۳	اکبر کے اصول مالگذاری پر الفنسٹن صاحب کا اعتراض اور اسکی تردید ۔	۲۲۶
۲۷۴	راجہ ٹوڈرمل اور اوسکی پوجا	۲۲۷
۲۷۵	اکبر کی فوج اور ہاتیون کا شاہی علامت ہونا۔	۲۲۸
۲۷۶	صوبہ دار اور فوجدار	۲۲۹
۲۷۷	اکبر کے قوانین کا ماخذ قران شریف تہا۔	،،
۲۷۸	مشرقی ملکون مین بادشاہ کو اپنا جاہ وجلال دکہانا ضرور ہے ۔	۲۳۰
۲۷۹	اکبر کا تہوارون کے دن جاہ وجلال اور اوس کی	
	سالگرہ	۲۳۱
۲۸۰	تہوارون کے دن کے لباس اور آرائشین اور نمائشین	۲۳۲
۲۸۱	اکبر کی نیت مین اتحاد مملکت پیدا کرنا اور پہلے مسلمان بادشاہون کا قرآنی آیتون کے معانی بگاڑ کر ہندوون پر ظلم کو جائز ٹھہرانا	۲۳۳
۲۸۲	اکبر کا کلمہ شہادت کو تبدیل کرنا اور مصنف کے نزدیک اوسکی دلیل اور قران کی تعلیم کا بزور شمشیر سکہایا جانا۔	۲۳۴
۲۸۳	قرآن کی وجہ سے ہم مخلوق مین اتحاد نہ پیدا ہو سکنے	

	کی سبب سے اکبر کا پیغمبر بننا۔	۲۳۵
۲۸۴	اکبر کا اسلام کو شمشیر کا مذہب بننے سے روکنا اور ہندوؤن کی حمایت کرنا۔	۲۳۶
۲۸۵	اکبر کی کشور کشائی کی وجہ اور مذہبی عداوت کا دور کرنا	؍؍
۲۸۶	اکبر کا کہنا کہ مین قرآن کے سچے اصول کو پھیلانا ہون۔	۲۳۷
۲۸۷	مذہب ہنود زردشتی نصرانی وغیرہ مذہبون کی ترقی اور اکبر کے مزاج کی نرمی	۲۳۸
۲۸۸	اکبر کے اصول پر چلنے سے انگریزون کی سلطنت کا قیام	۲۳۹
۲۸۹	اکبر کا مقابلہ اوس کے ہمعصر یورپ کے بادشاہون سے اور جہانگیر کی حکومت کا اکبر کے بنائے ہوئے اصول کے سبب سے قیام	

[illegible]

سلسلۂ آصفیہ

جلد پنجم

نظام اکبری

ترجمۂ رولرز آف انڈیا دربیان حالات اکبر مصنفۂ کرنل جی بی مالیسن سی ایس آئی و مصححۂ
سر ولیم ولسن ہنٹر کے سی ایس آئی

جسمین

بابر کی مختصر سوانح عمری اور بے نظیر لیاقت اور فتح ہندوستان کا ذکر اور کچھہ ہمایون کا تذکرہ اور پھر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
دہلی کی مجمل سوانح عمری و فتوحات ہند اور بالتفصیل اوسکے نظام سلطنت اور طرز حکمرانی اور اوسکی خوبیون اور مغلیہ
سلطنت کی ہندوستان مین جڑ پکڑنے اور سب سے بڑھکر ہندوونکے ساتھہ اوسکی رعائتین کرنے کا بیان ہے

اور جو

بعہد مبارک مہد

حضرت خاقان ابن خاقان سکندر شوکت دارا دربان میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ
نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ سادس والی دکن خلد اللہ ملکہ

وبہ ہدایت ونگرانی

شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ ایف۔ جی۔ ایس
ایسوشیئیٹ رایل اسکول آف مائینس لندن
ممبر آف دی ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ ایرلینڈ
ممبر آف دی نارتھ آف انگلینڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجنیرس
ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال و بمبئی
بی ایل گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی
ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ
مترجم میڈیکل جورس پروڈینس از انگریزی و تمدن عرب از فرانسیسی وغیرہ
معتمد تعمیرات وریلوے ومعدنیات وصفائی وغیرہ ممالک محروسہ سرکار نظام

سررشتۂ علوم وفنون مین ترجمہ ہوئی
اور مطبع شمسیہ حیدرآباد دکن مین طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل.

توجیہ مقصد

جس عظیم الشان بادشاہ نے ہندوستان مین مغلیہ حکومت کو جما دیا اور باستقلال تمام اوسے قایم کردیا اوسکی مختصر سوانح عمری مین مین نے جس غرض سے یہ رسالہ لکھا ہے اوس مقصد کو مین یہان بایجاز و اختصار بیان کرتا ہون اُمید ہے کہ ناظرین مجھے اس سمع خراشی سے معاف فرمائینگے۔

یہ خیال کہ ایک ایسی سلطنت قایم کیجاے سب سے پہلے اکبر کے ہی دل مین نہین آیا تھا۔ بلکہ اوسکے جدامجد بابر بادشاہ نے ہندوستان کا ایک بہت بڑا حصہ فتح کرلیا تھا لیکن

ایک ایسے قلیل پانچ برس کے عرصہ مین جو فتح ہندوستان سے اوس کی موت تک گذرا اوسکو بہت ہی کم ایسے مواقع ملے کہ جس مین وہ مدبر سلطنت کے عبائے گرامی کو زیب و زینت بخشتا اور اون مین وہ اپنے انتظامی لیاقت کا اظہار کرتا۔ اوسکے مخالفین جنہین اوسنے گرایا اور معزول کیا تھا اور نیز یہان کے باشندے دونو اوسے صرف ایک فاتح ہی سمجھتے تھے اور اسکے سوا اوسے اور کچھ نہین جانتے تھے چونکہ وہ ایک بے نظیر لیاقت کا آدمی تھا اور اوسکی تمام عمر لڑائی جھگڑون مین گذری تھی اسلئے وہ درحقیقت ایک ایڈونیچرز (اولوالعزم اور جانباز تھا۔ گو وہ ایسا ویسا ایڈونیچر نہین بلکہ اس صفت خاص مین اوس کا درجہ نہایت ہی بڑھ چڑھ کر تھا۔ جودت طبع اور دانشمندی کے لحاظ سے اپنے معاصرین اور ہم عہد لوگون سے نام آوری مین بازی لے گیا تھا اوس نے زمانہ کے مصائب کی کشمکش کے مدرسہ مین سبق پڑھا تھا اور کابل کے مقام سے ہندوستان کی پریشان حالت کو دیکھکر اوس کے میدانون پر ایسی فوج کے ساتھ تاخت کی تھی کہ جسکا روکنے والا اور سدراہ کوئی نہ ہوسکتا تھا۔ یہ سب بابر کے اوصاف ہین جو ایک ایسا شخص تھا کہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے ترقی مین بہت آگے بڑھا ہوا اور دل کا فیاض مزاج کا محبت والا خیالات مین بلند نظر تھا۔ تاہم ہندوستان سے جو اوسے تعلق تھا اوسکے لحاظ سے وہ ایک فاتح کی بہ نسبت کچھ ہی زیادہ تھا۔ اوسے اس کی فرصت ہی نہین ملی کہ وہ اوسکے سوا کوئی اور انتظام جاری کرنے کی تجویز سوچتا جو اوسنے اپنی تمام عمر بھر دیکھا تھا اور جو اوس سے پہلے ہندوستان مین پٹھانون نے جاری کیا تھا۔ وہ انتظام یہ تھا کہ بڑے بڑے لشکرگاہ ہوتے تھے جن سے ملک پر حکومت

یکجا تی تھی اور اون لشکرون پر ایک ایسا شخص حاکم ہوتا کہ جو بادشاہ کا خاص دوست اور ہوا خواہ ہوتا تہا اور صوبہ کے وسط مین کہین پر رہا کرتا تھا - یہ سوال تو حل طلب ہے جسکا کہ ابھی تک فیصلہ نہین ہوا ہے کہ بابر کا اصلی خیال ان دونو باتون مین سے کونسا تہا کہ آیا وہ وسط ایشیا مین سلطنت قایم کرنا چاہتا تہا - یا اوس کا ارادہ تہا کہ ہندوستان مین اوسکی بنیاد جمائے[1] - اور حکومت یہان قایم کرے -

اس طرز کی حکومت مین اس ملک کے باشندون کی بہبودی اور رفاہ سے کچھ بحث نہی اگر بابر زندہ رہتا جس نے کہ ایک عرصہ تک زندہ رہکر اپنی بڑی بڑی لیاقتون کا ثبوت دیا ہے تو ممکن ہے کہ اپنے پر پوتے کی طرح اس بات کو معلوم کر لیتا کہ اس قسم کا طرز حکمرانی کسیطرح عملاً کافی ووافی نہین ہے کیونکہ اوس مین وہ بڑا اصول اتحاد و اتفاق کا نہ تھا کہ جس سے فاتح اور مفتوح کے مقاصد ملکر ایک ہو جاتے اور نہ اوس مین محبت بڑہانے اور رفع تعصب کے ذرایع تھے - اوسکی جڑ زمین مین نہین گڑی تھی اگر قسمت کی گردشون کی ہوائین چلیتین تو اوسکا قایم رہنا دشوار تھا - ہم نے بابر کے تزک کو دیکھا ہے کہ جس مین اوسنے اپنے دل کے بہید کھولے ہین اور اپنی تمام غلطیون کا اقرار کیا ہے اور اپنے تمام ارادون کی تفصیل لکھی ہے اسوجہ سے ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر بابر کو موقع ملتا تو تعجب نہین

---

(۱) ہماری راے مین اوسکے مفصل حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا ارادہ بالاستقلال ہندوستان مین رہنے کا نہ تہا گو اوسے ضرورتاً مرتے دم تک یہین رہنا پڑا - اوسکے ہر ایک اشارہ کنایہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جب ہندوستان کی فتح کامل ہو جاتی تو کابل یا سمرقند کی طرف چلا جاتا -

کہ وہ اس اصول کو قایم کرجاتا ۔ مگر اوسے موقع ہی نہ ملا ۔ پانی پت کی لڑائی کے کہ جس سے اوسے ممالک مغربی شمالی پر قبضہ حاصل ہوا اور اوسکی موت کے درمیان اتنا تھوڑا فاصلہ ہے کہ وہ اپنے فتوحات کے سرانجام اور ملکون کو فتح کرنے کے سوا اور کسی بات کا خیال ہی نہ کرسکتا تھا ۔ وہ ہندوستان مین فاتح کے طور پر آیا اور پانچ برس تک جو آگرہ مین اوسنے حکومت کی تو بھی فاتح کے ہی طور پر رہا اوسکی حیثیت اسکے سوا اور کچھہ نہ بدلی ۔ اور کشور کشا سے شہریار نہ ہوسکا ۔ اوسکے بیٹے ہمایون کو مشیت ایزدی نے وہ اوصاف ہی عطا نہین کئے تھے کہ جن سے وہ اوسکام کو سرانجام دیتا جو بابر سے بہ مجبوری رہ گیا تھا ۔ اوسکا مزاج وہمی اور متلون تھا اور نیز اوس کی لیاقتون مین قوت مخترعہ کی کوتاہی تھی اس سبب سے وہ اس فرض کی انجام دہی کے لایق ہی نہ تھا اوس نے آٹھ برس ہندوستان مین حکومت کی مگر اوس حکومت کے استحکام کے لئے جو مدتون رہنے والی تھی اوسکی بنیاد مین ایک اوسنے پتھر بھی زیادہ نہ کیا ۔ جب اس عرصہ کے بعد اوسکی حکومت کی عمارت پہلے افغانی حکومتون کی طرح اسی وجہ سے کہ اون کی جڑ اس ملک مین جمی ہوئی نہ تھی گر پڑی تو میدان جنگ مین ایک ہی شکست کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو کچھہ بابر نے دریاے سندہ کے اسپار حاصل کیا تھا وہ سب یک لخت ایک ہی جھٹکے مین جاتا رہا اور ہندوستان بظاہر ہمیشہ کیلئے مغلون کے ہاتھ سے نکل گیا ۔

بابر کا بیٹا ایک بڑے لایق سپہ سالار سے دب گیا اور اوس لایق سپہ سالار نے اچھی طرح پر فوراً اوس کی جگہہ لیلی مگر مغلون کی قسمت اچھی تھی اور ہندوستان کے باشندون

کی قسمت اون سے بھی زیادہ زور پر تھی کیونکہ گو وہ لایق سپہ سالار بڑا ہی لایق فائق شخص تھا - مگر اس سردار کے خیالات مین بھی جو اوسے وراثتاً ملی تھی اون پہلے افغان سردارون کے خیالات سے کسی خاندان کی حکومت جمانے اور سلطنت کے پائدار کرنے مین ایک ذرّہ بھی تفاوت اور فرق نہ تھا اوس کی طرز حکومت اور طریق حکمرانی مین ہندوستان کے کرورون آدمیون کی استمالت اور استرضا کا خیال بھی نہ تھا اوس نے بھی اسی بات پر قناعت کی تھی کہ مفتوحہ ملکون کے اضلاع مین لشکرگاہ قایم کر کے حکمرانی کیجائے - اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ جب وہ مر گیا تو سلطنت کے اور مدعی کھڑے ہو گئے اور چند روز مین ایسا سخت ہنگامہ اوٹھہ کھڑا ہوا کہ سنہ ۱۵۵۴ع مین ٹھیک اوسوقت سے چودہ برس بعد جبکہ ہمایون قنوج کے میدان سے بھاگا تہا وہ دریاے سندہ سے پار پھر اوتر آیا - اور شمالی ہند کو لے لیا - وہ اب بھی جوان تھا مگر مستحکم سلطنت قایم کرنے کے لئے اوسی طرح اس وقت بھی ناقابل تھا کہ جیسے وہ اوسوقت تھا جبکہ اوسے باپ سے سلطنت میراث مین ملی تھی -

اوس کی تحریرات سے جو اوسکے مرنے کے بعد باقی رہے ہین معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو اونہین پورانے قواعد پر حکمرانی کرتا جن کا نظم و نسق کتنے ہی پچھلے حاکمونکے اور نیز خود اوسکے ہی ہاتھون مین چکنا چور ہو چکا تھا - اور بنا بنایا کھیل ایک لمحہ مین برباد ہو گیا تھا اوس نے اپنے مرنے کے کچھہ ہی پہلے ہندوستان کے انتظام کا ایک طرز تجویز کیا تھا - یہہ وہی پورا طرز تھا کہ جدا جدا لشکرگاہ معینہ مقامات پر مقرر کیے جائین - اور باہم اون کو ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ ہو - بلکہ سب پر بادشاہ کی نگرانی رہے - واقعی

یہ تو مفتوحہ ممالک کی حفاظت کے لئے بہت ہی اچھا طرز تھا لیکن یہہ طرز کسی طرح پر اس عرض کے لئے کافی نہین ہوسکتا تھا کہ متفرق صوبون کو اوس سے ملا کر باہم پیوست کر دیا جاے اور اون کے تمام باشندے اپنے مقاصد مین ہم آہنگ اور متحد الراے ہو جائین -

وہ حادثہ جس سے ہمایون پانی پت کی اوس دوسری لڑائی سے پہلے مرگیا تھا جس سے کہ چودہ برس کی ننی سی عمر مین بابر کی بادشاہی اکبر کے ہاتھ آگئی تھی ہر طرح پر اوس وقت ہندوستان کے لئے نہایت خوش قسمتی کا باعث ہوا- کیونکہ اگرچہ ہمایون ایک عرصہ دراز تک یہان نہین رہا اور اس عرصہ مین کتنے ہی سال تک قسمت کی گردشون کو جھیلتا پھرا- مگر اس زمانہ مین نہ تو اوس نے کچھ بے سیکھا سیکھا اور نہ کچھ سیکھا ہوا بھولا دیا اور اوس لڑکے کی لیاقتین جو اوسکے بعد تخت و تاج کا مالک ہوا اور جس پر باوجود خردسالی کے اس قدر خطرات پڑ چکے تھے اور زمانہ کے نشیب و فراز سے اس قدر کثرت سے اوٹھانا پڑے تھے کہ جو کسی معمولی آدمی کی تمام زندگی مین ہوا کرتے ہین ابھی تک محک امتحان پر پرکھی نہ گئی تہین - البتہ اوسکے پاس ایک ایسا شخص تھا کہ جسے اوس زمانہ مین اوّل درجہ کی سپہ سالاری کی لیاقت حاصل تھی مگر اوسنے بھی حکمرانی کے طرز کا سبق اپنے شاگرد کے باپ کے (یعنی ہمایون کے ہی) ناشایستہ مدرسہ مین پڑھا تھا - مگر اس لڑکے کے دماغ مین اور بڑے بڑے اوصاف کے ساتھ قوت اختراعی و ابداعی کا وصف بھی موجود تھا- جس زمانہ مین اوس نے اپنے نام سے اپنے نامی گرامی سپہ سالار کو پانچ برس

تک حکومت کرنے کی مہلت دی اوس لڑکے نے بنظر تعمق اون اسباب پر غور کیا کہ جس سے
تمام پچھلے شاہی خاندان برباد ہو گئے تھے اور جس سے اون کی جڑ اس ملک مین پایدار
نہو سکی تھی۔ جب اوس نے ان تجویزون کو سوچکر دل مین پختہ کر لیا تو اوسنے عنان حکومت
اپنے ہاتھ مین لیلی۔ اور ایسا خاندان قایم کیا کہ جب تک وہ خاندان اوسکے اصول پر قایم رہا
تب تک اوس کی سرسبزی مین فرق نہ آیا۔ اور جب اوسکو زوال شروع ہوا تو صرف
اوسے ایک بڑے اصول یعنی مذہبی آزادی کے قیام اور استمالت و استرضاء رعایا کے
اصول کو چھوڑنے اور فراموش کرنے سے ہوا۔

مجھے یقین ہے کہ مین نے اس اوپر کے خلاصہ سے ناظرین پر یہہ بات ظاہر و ثابت
کردی ہے کہ اگرچہ بعض اعتبارات سے ہندوستان مین بابر مغلیہ خاندان کی حکومت
کا بانی مبانی تہا مگر اوس نے صرف ایک ہی خیال کشور کشائی کا اپنے جانشین کے دلمین
منتقل کیا تھا۔ واقعی **ہمایون** کو ورثہ مین صرف یہی ایک خیال ملا تھا اور چونکہ اسکے
ساتھ اور کوئی خیال نہ تھا اسلیئے جو کچھہ اوسکے باپنے پیدا کیا تھا اوس نے سب کھودیا۔
یہ سچ ہے کہ آخر کار اوس نے اوس ملک کا ایک حصّہ واپس لے لیا مگر جو لیا وہ صرف ایک
فاتح کے ہی طور پر لیا۔ البتہ اوسکے پوتے نے ایسی زمین مین اپنے خاندانکی جڑ قایم کی کہ اوسنے
زمین کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اور اوس سے درخت کی شاخین پھوٹین اور مفتوحہ قومون
کے عیش و آرام اور مسرت اور خوشحالی کے پھول پھل اوس مین اچھے خوشنما اور
بکثرت لگے۔

یہی بحث ہے کہ جسکے اظہار کے واسطے مین نے یہ چند آیندہ کے ورق تحریر کیے ہین
یہ کتاب خود بخود میرے نزدیک تین حصّون مین تقسیم ہونے کے قابل معلوم ہوتی ہے
ایک حصّہ مین تو مین نے بابر کا حال بیان کیا ہے کہ جس نے ہندوستان کے حملہ آور
اوس کے فتح کا خیال اپنے دل مین پیدا کیا تھا وہ بڑا نامی گرامی شخص تھا اور اگر وہ کسی
اور زمانہ مین بھی ہوتا تو بھی نامی گرامی ہی ہوتا - وہ گو اپنے صرف اڑتالیس ہی برس کی
عمر مین مر گیا - مگر اوس نے اپنے پیچھے ایسے نوشتہ چھوڑے ہین - کہ جنہین دلچسپی
اور نیز استفادہ کی غرض سے اس وقت اونیسوین صدی عیسوی کے اخیر پر بھی پڑہا
جاتا ہے - یہ مجھے زیادہ تر ضروری معلوم ہوا ہے کہ ناظرین کی خاطر کے لئے مین اوسکے
بیان مین کچھ زیادہ صفحات تحریر کرون کہ "مضمون اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ" یعنی پوتے کے
کامون مین دادا کی ہمت اور جفاکشی اور دلی شرافت و نکوئی اون کو معلوم ہونے مین
کچھ دقت نہ پڑے ہمایون کا بیان جسکے حالات ٹھیک طور پر پہلے حصّہ کے متعلق ہین
مین نے صرف اسی قدر ذکر کرنا ضروری سمجھے ہین کہ جس سے اوس کی سلطنت کے
جاتے رہنے کے اسباب معلوم ہو جائین اور اوس نامور کی ابتدائی حالات جس کے
باب مین یہ کتاب لکھی گئی ہے اور جو سندہ مین ہندوستان سے باپ کے بھاگنے کے
وقت پیدا ہوا تھا تحریر مین آ جائین -

باقی دو ثلث کتاب کا حصّہ اکبر کے بیان مین ہے لیکن اس مین بھی مضامین کو
مین نے تقسیم کر دیا ہے اس دو ثلث کے پہلے حصّہ مین مین نے اوس کی سلطنت کے

ملکی معاملات کا حال اوسکے ہم عصر مسلمان مورخون کی کتابون سے اونہین کی تحریر کے بموجب لیکر بیان کیا ہے اور دوسرے باب مین جو کتاب کا آخری باب ہے مین نے اوس کی تصویر پر رنگ آمیزی کرنے اور خط وخال کے دکھانے کی کوشش کی ہے۔ آئین اکبری وغیرہ کتب کی تحریرات کی بنا پر مین نے یہہ بات دکھائی ہے کہ وہ کیسا منتظم اور ملکی امورات کو کیسا ترتیب دہندہ تھا اور اوس طریق کا کیسا پہیلانے والا تھا کہ جسے ہم انگریزون نے اوس سے بہت کچھ میراثا مین پایا ہے اور سیکھا ہے۔ اور وہ اختلافات جو پانچ سو برس سے چلے آتے تھے اور وہ تعصب جو ہر زمانہ مین برابر موجود رہا تھا اوس کا کیسا دور کرنے والا تھا۔ مین نے اوسے کہین شوہر کہین باپ اور کہین آدمی بتایا ہے جس لئے باوجود اوس مذہبی تعلیم کے جس مین ہر اوس شخص سے دشمنی کرنے کے لئے جابجا ہدایت وتاکید ہی جو اوس سے عقیدہ مین خلاف ہو اپنی عقل سے باز آوے تمام کام لیا۔ اور اپنی چال چلن کو اپنی عقل کی ہدایت و رہنمائی کی بنیاد پر قایم کیا۔ یہہ باب میرے نزدیک مین خود ہی کہتا ہون کہ تمام کتاب مین نہایت ہی دلچسپ ہے۔ اور ناظرین مجھے معاف فرمائین مین نے یہ تمام بیانات جو اس سے پیشتر اس کتاب مین درج کئے ہین اور اون کی سمع خراشی کی ہے وہ سب اسی غرض کے بیان کے لئے کیے ہین۔

باب دوم

بابر کا ابتدائی زمانہ اور اوسکا خاندان

بیہر باس قوم کے سردار کے گھر مین جو مغلون کے ایک خالص قوم ہے اور شہر سبز مین سمرقند سے تیس ۳۰ میل شمال کو ایک لڑکا ۹ اپریل ۱۳۳۶ء کو پیدا ہوا جو اس خاندان مین سب سے بڑا نامی گرامی شخص گذرا ہے۔ اس لڑکے کی ذات مین جس کا نام تیمور تہا اور جوماں کی طرف سے چنگیز خان کی نسل سے پیدا ہوا تھا خدا نے وہ جوہر ودیعت کئے تھے کہ جس سے کسی کو اپنے ساتھیون پر حکمرانی کرنے اور اونہین قابو مین لانے کی لیاقت بخوبی حاصل ہوتی ہے پھر اس لیاقت کو کام مین لانے کے لئے خوش قسمتی سے نہایت ہی عمدہ مواقع اوسے مل گئے تھے۔ چنگیز خان کی اولاد نرینہ مین جو لوگ ہوئے وہ رفتہ رفتہ سست اور مردہ دل ہوگئے تھے اور ۱۳۶۰ء مین یہ خاندان سلسلہ ذکور کی طرف سے بالکل نیست و نابود ہوگیا تھا۔ اس وقت تیمور چوبیس ۲۴ برس کا تھا۔ جب اوس نے جگہہ خالی دیکھی تو اوس پر اپنا پیر جمایا اور قسمت کے چند تغیر و تبدیلیون کے بعد کامل سربلندی حاصل کی۔ اور سمرقند مین اپنا مستقر قرار دیا اور دریاے جیحون[1] اور سیحون[2]

(۱) جیحون

(۲) صیحون

کے درمیان کے تمام ملک کا بالاستقلال حاکم بن بیٹھا۔ اسکے بعد اوس نے فتوحات
کے اوس سلسلہ کو چھیڑا کہ جو اوس کی زندگی کے اختتام ہی پر ختم کو پہونچا۔ اوس نے
مغلستان پر یعنی اوس خطۂ زمین پر جس کے جنوب مین کوہستان تبت دریاے سندہ
و مکران اور شمال مین سائبیریا کا ملک ہے اپنی حکومت کو جمایا۔ اور نیز قبچاق پر بھی جو دریاے
صیحون کے پائین حصّہ سے لیکر بحیرہ ہاے ارال (یا خوارزم) و خضر کے شمال مین
چلا گیا ہے اور جس مین دریاے دان و والگا کے زرخیز قطعات اور یوکسا ئین کی کچھ کچھ
زمینین بھی داخل ہین عمل دخل کر لیا۔ پھر ہندوستان کو فتح کیا اور جو لوگ کہ ڈارڈنلیس
اور دہلی کے درمیان کے رہنے والے تھے اونکو محکوم بنایا۔ جب وہ ۱۸ فروری ۱۴۰۵ء
کو مرا ہے تو اوس نے ایسی بڑی وسیع سلطنت چھوڑی جس سے بڑی سلطنت دنیا مین
کبھی نہین ہوئی۔

اوسکے مرنیکے بعد اوسکی سلطنت بہت جلد ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اگرچہ اوسکے پر پوتے
ابو سعید نے کچھ کچھ پھر اوسکو سنبھالا لیکن ۱۴۶۹ء مین اس کی موت سے جو اردبیل
کے قریب کوہستان کی گھاٹیون مین اوسپر نازل ہوئی اور اوسکے لشکر کی شکست سے
اوسکے ملک کے اوس کے بیٹون مین از سر نو حصّے بخرے ہوگئے۔ عمر شیخ مرزا اوسکے
تیسرے بیٹے کو صوبہ فرغانہ ملا جسے خوکند (یا قوقند) دار السلطنت کے سبب سے صوبہ
خوکند (قوقند) بھی کہتے تھے۔ عمر شیخ مرزا بابر کا باپ تھا اور بڑا صاحب حوصلہ اور اپنی
سلطنت کی توسیع کے درپے رہا کرتا تھا۔ لیکن اوس کے خاندان کے اور آدمیون کے

دلون مین بھی یہی ہمت و جوش پھیلا ہوا تھا - وہ بھی یہی چاہتے تھے چنانچہ جب یہ سنہ ۱۴۹۴ع مین ایک اتفاقیہ صدمہ سے مرا ہے تو وہ درحقیقت اکسی[1] کے مقام پر جو ایک قلعہ ہے اور جسے اوسنے اپنا دارالحکومت بنایا تھا محصور تھا - اس وقت اوس کا بڑا بیٹا بابر جو صرف بارہ برس کی عمر کا تھا اکسی سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر اندجان مین پڑا ہوا تھا - اور دشمن اندجان[2] پر بڑھتا چلا آ رہا تھا بابر نے اپنے باپ کے مرنے کے دوسرے ہی روز ۹ جون کو قلعہ پر قبضہ کر لیا - اور غنیم سے پیغام و سلام شروع کئے ان پیغام سلام سے تو کچھ فائدہ کی توقع نہ تھی - مگر دشمن کے لشکر مین باہم رشک و حسد کی آگ بھڑکی ہوئی تھی - اور باہم جدا جدا فریق فریق ہو رہے تھے اس سے اوسے یہ فائدہ ہوا کہ تمام بقیہ ملک فرغانہ کا اوسکے قبضہ مین بچ رہا - مگر خوجند[3] مرغینان[4] اور یوراتیوپی[5] بڑے عمدہ عمدہ شہر اوسکے تصرف سے نکل گئے -

جب یہ حملہ آور چلا گیا تو دو برس تک یہ لڑکا امن چین سے رہا اور اپنے تمام سرداروں کو فراہم کر کے موقع کا منتظر رہا ہی مین سمرقند مین جو وسط ایشیا مین نہایت ہی عمدہ مقام تھا کچھ جھگڑا اوٹھ کھڑا ہوا اور وہ سنتے ہی اوس پر جھپٹ پڑا اور نومبر سنہ ۱۴۹۷ع مین اوسے چھین کر قابض ہو گیا - لیکن چونکہ اوس نے اپنی فوج کو لوٹ کی اجازت نہ دی اسلئے اون مین سے ہزارون اوسے چھوڑ کر چلدئے - مگر پھر بھی اوس نے اوسے نہ چھوڑا

---

(۱) اکسی یا خسے　　(۲) اندجان　　(۳) خوجند

(۴) مرغینان　　(۵) یوراتیو

جب یہ خبر آئی کہ فرغانہ پر غنیم نے حملہ کیا ہے تو وہ آخر کار اوسے چھوڑکر چلا آیا جسوقت کہ وہ چلا ہے تو اوس وقت وہ نہایت بیمار تہا اور جب وہ فرغانہ مین پہونچا تو اوسے معلوم ہوا کہ دار الحکومت پر دشمن کا قبضہ ہوگیا ہے - اب اوس وقت وہ درحقیقت بادشاہ بے ملک تھا - وہ خود لکھتا ہے کہ "مین نے اندجان کے بچانے کے واسطے سمرقند کو چھوڑا تہا مگر اسوقت مجھے معلوم ہوا ہے کہ مین نے بغیر اسکے کہ دوسرے پر قبضہ کرون پہلے کو بھی ہاتھ سے کھو دیا ہے -

مگر پھر بھی وہ کوشش کئے گیا - اور فرغانہ لے لیا - لیکن اب فرغانہ اوس قدر نہ تھا کہ جس قدر وہ پہلے تہا پھر اوس نے ایک مرتبہ اور سمرقند پر حملہ کیا - لیکن ازبکون نے اوسکے محاصرہ کو اوٹھا دیا اور چونکہ اس عرصہ مین خود اوس کے ملک مین دشمن آکر قابض ہوگیا تہا اس لئے وہ اپنی پیدایش کی جگھ کیش[1] کی طرف کو لوٹ گیا - غرض بہت سے فراز و نشیب اور قسمت کی گردشون کے بعد اوسنے اون چند بقیہ رفیقون کی تائید سے جو اوس کے پاس ابھی تک باقی تھے واپس ہوئے اور سمرقند پر تاخت کرنے کا ارادہ کیا - مگر یہ بڑا خطرناک کام تھا کیونکہ اوسکے کل ہمراہیون کی تعداد صرف دو سو چالیس[240] تھی - اوّل حملہ مین تو اوسے شکست ہوئی مگر پھر اوس نے حملہ کیا - اس وقت اوسے کامیابی ہوئی اور بڑے موقع پر کامیابی ہوئی - کیونکہ اہل قلعہ کے سب سے آخری آدمیون نے جبھی کی اطاعت قبول کی ہے - کہ اسی مین ازبکون کے سردار کا مقدمۃ الجیش

(۱) کیش

اپنی فوج لئے ہوئے اوس مقام کے بچانے کے لئے نمودار ہوا لیکن اوسے بے نیل مرام لوٹنا پڑا۔

اس پر بھی بابر اپنے مفتوحہ ملک کو قابو مین نہ رکھ سکا۔ دوسرے سال ازبک فوج لیکر آے اونکے دفعیہ کے لئے بابر نے شہر کے باہر بخارا کی سڑک پر ایک مضبوط مقام پر مورچہ جمائے۔ جہان اوس کے دہنی بازو کی حفاظت دریاے کوہک سے ہوتی تھی۔ اگر وہ اسی مقام پر پڑا رہتا اور دشمن کا انتظار کرتا تو غالباً وہ دشمن کو ہٹا دیتا کیونکہ اس موقع پر دشمن کا پہونچنا محال تھا۔ مگر نجومیون نے اوس کی راے کے برخلاف اوسے یہ ترغیب دلائی کہ ازبکون کی فوج پر وہان سے نکلکر وہ حملہ کرے جب نکلنے کے بعد لڑائی ہوئی تو اوسے قریب قریب فتح حاصل ہو چکی تھی۔ مگر آخر کار اوسے شکست ہو گئی۔ اور شہر کے شہر پناہ کے اندر اوسے پناہ لینا پڑی۔ یہان وہ پانچ مہینے رکا رہا۔ اس عرصہ مین اوسکے پاس کھانے پینے کی تنگی ہو گئی۔ اسلئے دشمن سے اوسنے اجازت لی۔ اور اپنے ہمراہیون کے ساتھہ شہر چھوڑ کر نکل گیا۔ اور یوراتیوپی کو سیدھا روانہ ہوا۔ بعد کو دھکاٹ ایک گانون مین جا پڑا جسے یوراتیوپی کے حاکم وقت نے اوسے جاگیر مین دیا تھا۔ اس کے بعد تین برس تک اوس پر زمانہ کے بڑے بڑے حوادث پڑتے رہے کبھی تو وہ آوارہ سرگردان دشت و بیابان کی خاک چھانتا۔ کبھی وہ جا کر کسی کا تخت لے لیتا۔ مگر ہمیشہ خوش رہتا۔ اور ہمیشہ اوسے یہ اُمید رہتی کہ مین آخر کار کامیاب ہونگا۔ اور جو کام کرتا اوسے ہمیشہ

جانفشانی اور ہمت سے کرتا۔ اوس نے فرغانہ لینے کی پھر کوشش کی اور پھر اوسے چھوڑنا پڑا۔ اس پر وہ چند آدمیون سے جنکی تعداد دو تین سو تھی خراسان پر چل کھڑا ہوا۔ یہ ایک جنون سا معلوم ہوتا ہے مگر یہ جنون بھی حکمت سے خالی نہ تھا۔ جس طرح وہ خراسان کو گیا۔ اور جو اوسکے جانے کا نتیجہ ہوا اوس کا بیان ہم آیندہ باب مین کرینگے۔

باب سوم

بابر کا کابل کو فتح کرنا

اس زمانہ مین کابل کی سلطنت مین صرف صوبجات کابل وغزنین کا علاقہ تہا جسے ہم مشرقی افغانستان کے نام سے پکار سکتے ہین - ہرات مین جداہی ایک خود مختار حکومت تھی جو اس عہد مین ایشیا بھر مین سب سے بڑی مانی جاتی تھی - اور قندہار باجوڑ - سوات و پیشاور مین اپنے اپنے حاکم تھے جنہین کابل سے کچھ تعلق نہ تھا - میدان کے اور سرحدی گھاٹیون کی قومون نے خود اپنے ملک کا جداہی بادشاہ بنا رکھا تھا - کوہستانی فرقہ بھی خود مختار تھے - اور ایسی سرکشی کرتے تھے کہ جیسے اون کی اولاد حال کے زمانہ تک کرتی رہے تھے - کابل مین اس وقت قریب قریب بدعملی کی سی حالت ہو رہی تھی عبدالرزاق ابوسعید کا پوتا جس کا پچھلے باب مین ذکر آچکا ہے کچھ دن پہلے یہان حاکم تہا اوس پر محمد مقیم والی قندہار کے بیٹے نے آکر چھاپا مارا اور شہر سے نکالدیا - مگر اس بادشاہ نے کل کی خبر نہ رکھی - اور ایسے حکومت کرنے لگا کہ تمام دنیا مین گویا بالکل امن چین ہے - اور ادہر کوئی کسیطرح کا صدمہ نہ آئیگا -

پہلے مین لکھ چکا ہون کہ بابر ادہر اودہر پھرتے پھرتے تنگ گیا تھا اور خراسان پر جانے کا ارادہ کیا تہا اس لئے وہ دریائے آکسس کے پار اوترا - اور سلطان خسرو

حاکم وقت کے بیٹے باقی سے ملگیا اور آخیر مین آکر کچھ روز تک ٹھہرا رہا۔ پھر جب اوسنے سنا کہ سلطان خسرو کے ملازم مغلون نے بغاوت کی ہے تو وہ تالیخان کیطرف چلا گیا کہ اس موقع سے کچھ فائدہ اوٹھائے۔ ان دونو مقامات کے درمیان یہ مغل اوسسے آملے۔ اور اون سے حال معلوم ہوا کہ سلطان خسرو اپنی بقیہ فوج کو لئے ہوئے کابل کو جارہا ہے۔ یہ دونون لشکر اس قدر قریب تھے کہ دونو سردارون کا باہم آمنا سامنا ہوگیا۔ اور چونکہ خسرو کی فوج جوق جوق بابر کے پاس چلے آئے اس لئے اوسے بالکل بابر کا مطیع ہونا پڑا۔ جب اس طرح اوسے قوت حاصل ہوگئی تو بابر نے کابل پر دھاوا کیا اور محاصرہ کرکے اکتوبر ۱۵۰۴ء مین اوسے لے لیا۔ یہ جو یکایک اوسکے اقبال نے پلٹا کھایا اوس سے وہ کابل اور غزنین کا بادشاہ ہوگیا اور فرغانہ کی حکومت سے جو اوسے ورثہ مین ملا تھا اور کھو گیا تھا بدرجہا بڑہکر زبردست حکومت ملگئی۔

بابر جبھی کہ یہان بادشاہ ہوا۔ اور اوس نے اپنے کو نئی حکومت کا حاکم سمجھا ہے کہ اوسے ایک ضلع بھیرا نام پر جو دریائے جہلم کے جنوب مین تھا اور اس لئے ہندوستان کے حدود کے اندر تھا حملہ کرنے کا بولاوا آیا۔ ایسے بولاوے کی تو وہ خدا سے آرزوئین ہی کررہا تھا بھلا اوس سے وہ کیونکر انکار کرتا تیار ہوکر فوراً جلال آباد کو چل دیا۔ جنوری ۱۵۰۵ء کا مہینا تھا۔ جب سلطان بابر نے ایشیا کے اس خطہ دلپذیر کو اوّل اوّل دیکھا تو اوسے اوس کی نسبت ایک خیال پیدا ہوا جسے اوسنے اپنے تزک بابری مین لکھا ہے اور کچھ شک نہین کہ یہی خیال حملہ کرتے وقت اوسکے جانشینون کے

دل مین بھی آیا ہوگا۔اور یہ ہی اوس کے فتح کے ارادہ پر جمے رہنے کا بڑا بھاری سبب خیال مین آتا ہے وہ لکھتا ہے کہ "مین نے نہ کبھی پیشتر کسی گرم ملک کو دیکھا اور نہ ہندوستان کو کبھی مین آیا۔جب مین وہان پہونچا تو یکایک ایک نئی دنیا میری نظر کے سامنے آئی وہان کی گھاس درخت وشجر حیوانات سب اور ہی قسم کے تھے مین دیکھکر ایک حیرت مین رہگیا اور میری حیرت بجا بھی تھی۔" وہ بعدازان وادی خیبر سے پیشاور کو چلا مگر دریاے سندھ کو عبور نہ کیا۔کوہاٹ۔بنگش۔بنو دشت دامن مین ہوتا ہوا ملتان کو روانہ ہوا۔یہان سے وہ دریاے سندھ کے کنارہ کنارہ کچھ روز چلتا رہا۔پھر مغرب کو لوٹ کھڑا ہوا اور براہ چوتیالی وغزنین کابل پہونچ گیا۔اس تاخت کو ہندوستان پر بابر کا پہلا حملہ کہا کرتے ہین مگر چونکہ وہ اس ملک کے صرف حدود پر سے آیا تھا۔اسلیے اس تاخت کو حملہ نہین کہہ سکتے بلکہ اوس سے صرف ملک کی دیکھہ بھال منظور تھی۔ اس سے اوسے نہایت اشتیاق ہوا کہ جبھی اوسے موقع ملے تو فوراً وہ اور آگے کو بڑہکر اوسے دیکھے۔

لیکن اور فاتحون کی طرح جنھون نے ہندوستان کی تسخیر کی طرف توجہ کی ہے اوس نے یہ بڑا ضروری سمجھا کہ پہلے قندھار کو لے لینا چاہیئے اندرونی جھگڑون نے اس مین اوسے دیر تو لگائی مگر جب ہی کہ اون سے اوسے اطمینان حاصل ہوا تو اوسنے بیرونی معاملات پر توجہ کی۔اوسکا قدیمی دشمن شیبانی خان اس وقت پھر سمرقند مین حکومت کر رہا تھا اور کچھہ کچھہ چھوٹے موٹے فتوحات کے بعد اوسنے بلخ کے محاصرہ کا

ارادہ کیا تھا۔ سلطان حسین مرزا والی ہرات اوس کی اس ترقی سے گھبرایا اور اوس پر حملہ کرنے کے لئے بابر سے امداد کا ملتجی ہوا بابر نے فوراً منظور کر لیا۔ اور جون ۱۵۰۶ء مین کابل سے چل کھڑا ہوا اور کھمرد مین پہونچکر رسد جمع کرنے کے لئے وہان قیام کیا۔ وہ ابھی رسد کا ہی انتظام کر رہا تھا کہ اوسے مخبرون نے آکر خبر دی کہ سلطان حسین مرزا مر گیا۔ یہ سنتے ہی اوسنے فوراً کوچ کر دیا۔ اور آٹھ سو میل چلکر سلطان متوفی کے بیٹونکی فوج سے دریائے مرغاب پر جا شامل ہوا۔

سلطان مذکور کے بجائے اوسکے دو بیٹے متفق ہو کر حاکم ہوے تھے بابر نے دیکھا کہ وہ خوبصورت خوش سلیقہ اور ذی تمیز تو ہین مگر بزدل اور عیش وعشرت کے بندے ہین۔ اور شیبانی سے جفاکش دشمن کے مقابلہ مین وہ بالکل ٹھیر نہین سکتے۔ غرضکہ یہ دونو تو اپنے لشکر مین عیش ونشاط مین ہی مشغول رہے اور شیبانی خان نے بلخ کو بھی لے لیا۔ بعدازان ان دونوین بہت بحث اور مباحثہ ہوا۔ اور یہ قرار پایا کہ اب تو لوٹ چلین اور موسم بہار مین پھر حملہ کرین۔ موسم سرما سرپر آگیا تہا۔ اور اگرچہ بابر کے نزدیک مناسب نہ تہا مگر اون دونو کے کہنے سے ہرات مین اون کا مہمان ہوا۔ جب اوس نے اِس دارالحکومت کو دیکھا ہے تو اوسکے بیان مین اوس نے اپنے تزک کے صفحہ کے صفحہ رنگ ڈالے ہین بیس روز تک وہ نئے نئے مقامات کو یہان دیکھتا رہا۔ اور ۲۴ دسمبر کو برابر سیر کر کے اسکے بعد اپنے مکان کو کوچ کیا۔

ہمارے ملک والے (انگریز) جو ۱۸۷۹ء - ۱۸۸۰ء کی لڑائی مین افغانستان مین کام کرتے

رہے ہین وہ جان سکتے ہین کہ اس وقت بابر کا آنا کیسی مصیبت آزمائی کا مقام تھا۔
اور کس قدر سخت بلکہ غیر ممکن معلوم ہوتا ہے۔ ایام گرما مین یہ فاصلہ بیس روز مین طے ہوا کرتا
ہے یہ کوہستانی سڑک اگرچہ گرمیون مین بہت دشوار گذار نہین ہے مگر خاص جاڑے کے
جاڑون مین اوس پر چلنا بڑی جفاکشی کا کام ہے۔ سوائے اسکے جب بابر اودہر سے
آیا ہے تو برف بھی پڑ رہا تھا۔ اوسنے اپنے لشکر کی رہبری کا کام خود کیا۔ اور اُمید موہوم پر
محنت کرنے کے لئے کمر باندہی۔ اپنے لشکر کے آگے آگے ہولیا اور بے انتہا درماندگی
اور افسردہ دلی کی حالت مین اوسے وادی زیرین کے دامن تک نکال لایا۔ مگر اسجگہ
مایوسی کا سا عالم چھا گیا۔ برف کا طوفان زور پر تہا نیچے برف کے انبار لگ چکے تھے اور
گھاٹی ایسی تنگ تھی کہ بجز ایک آدمی کے دوسرا اوس مین ایک وقت واحد مین گھس بھی
نہ سکتا تھا۔ تب بھی بابر آگے بڑہے ہی گیا۔ اور شام کے ہونے پر ایک غار اوسے ایسا
ملگیا کہ جہان چند آدمی اندر ٹھہر سکتے تھے۔ مگر اس وقت اوسکی نیک مزاجی کو دیکھئے کہ
اوس نے اپنے آدمیونکو تو اوس کے اندر داخل کردیا اور ایک بیلچہ سے برف کو اپنے
ہاتھ سے کھود کر اپنے واسطے اوس غار کے منہ کے پاس ایک گڑہا بنایا۔ اسی عرصہ مین
جب لوگ اندر گھسے تو معلوم ہوا کہ وہ غار اس قدر بڑا ہے کہ اوس مین پچاس ساٹھ آدمی
سما سکتے ہین۔ اس پر بابر بھی اونکے ساتھ اندر گھسا اور جو کچھ تھوڑی سی خوراک تھی
سب کے ساتھ اوس مین شریک ہوگیا۔ دوسرے روز صبح کو برف باران کا طوفان
موقوف ہوا اور لشکر آگے کو چل دیا۔ آخر کار فروری کے اخیر پر وہ کابل جا داخل ہوا مگر وہان

اور ہی تماشا نظر آیا۔ کہ شہر مین بغاوت ہو رہی تھی اور اگرچہ قلعہ والے اس کے ہوا خواہ تھے لیکن وقت بڑا نازک آ گیا تھا مگر بابر بھی ایسے مواقع پر ہمت و دلیری مین کچھ کم نہ تھا اوس نے اپنے طرفدارون سے خبرون کا سلسلہ جاری کیا۔ اور نہایت عمدہ طور سے یکایک دشمنون پر جا پڑا اور اوس پر قبضہ کر لیا۔ پھر باغیون کے ساتھ جو اوسنے سلوک کیا وہ نہایت ہی ترحم آمیز تھا۔

۱۵۰۸ء کے موسم بہار مین شیبانی خان ازبک نے جس نے پہلے بابر کو سمرقند سے نکال دیا تھا بلخ پر حملہ کر کے اوسے لے لیا تھا۔ اور اسکے بعد خراسان پر چڑھائی کر کے ہرات پر بھی قبضہ کر لیا تھا قندھار جو کچھ ہرات کے حاکمون کا ماتحت سا تھا۔ میر زلنن بیگ کے بیٹون کے قبضہ مین آ گیا تھا۔ جو سلطان حسین مرزا کیطرف سے یہان کا گورنر رہا تھا اور اس وقت اوسکے بیٹون نے شیبانی خان کے مقابلہ مین بابر سے مدد مانگی تھی۔ اسلیے بابر قندھار کی طرف کو چلا۔ راستہ مین والیان سابق یعنی سلطان حسین کے خاندان والونکے ہوا خواہ اس سے آملے جو ادھر اودھر پھر رہے تھے۔ لیکن قبل اس سے کہ بابر قندھار پہونچے شیبانی خان نے زلنن بیگ کے بیٹون کو دبا دھمکا کر اپنا مطیع کر لیا۔ مگر اونھون نے بابر کو اس امر کی ایسے طور سے اطلاع دی کہ جس سے وہ غلطی مین نہ پڑ جائے اسیلئے بابر نے اپنے حقوق کے حصول کے واسطے فوج کو سنبھالا۔

اوس کی فوج تو کچھ بہت نہ تھی مگر اوسے اوس پر اور نیز اپنی دانشمندی پر بڑا

بھروسہ تہا۔ قندہار کی حالت مین انقلاب کے ہونے کی خبر اوسے قلات غلزی مین ملی تھی

اوسی جگہہ سے وہ دریاے ترنک کے پار ہوگیا۔ پھر وہان سے اوسنے اپنے خیالات

کو پختہ کیا اور لڑائی کا انتظام کرکے دریا کے کنارہ کنارہ بابا ولی کی طرف چلا جو قندہار

سے پانچ چھہ میل شمال کو ہے اور کالی شاد کی پہاڑی پر قبضہ کرلیا اوس کا ارادہ ہوا

کہ یہان آرام کرے اور گھاس چارہ کے فراہم کرنے کے لئے کچہہ آدمیون کو روانہ کیا

لیکن جب ہی کہ یہ لوگ لشکر سے روانہ ہوے ہین کہ اوس نے سنا کہ شہر سے پانچ ہزار

دشمن کے آدمیون نے اوسکی طرف کوچ کیا ہے۔ اوس کے پاس اسوقت صرف ایکہزار

آدمی مسلح تھے۔ باقی دانہ چارہ کے لئے گئے ہوے تھے۔ اوس بنے دیکھا کہ یہ وقت

ہچکچانے کا نہین ہے۔ اپنے آدمیون کو سنبھالا اور حفاظت کے لئے اونکو ترتیب دیا۔

اور دشمن کے حملہ کا منتظر ہو بیٹھا۔ دشمن کی فوج کے سردار اس وقت خود ذوالنون کے

بیٹے تھے اور بڑے دلیرانہ چلے آرہے تھے۔ لیکن بابر نے نہ صرف اونکے حملہ ہی کو

ہٹایا۔ اور دشمنون کو بہگایا۔ بلکہ تعاقب کرکے اونہین شہر مین جانے سے بھی روکدیا

اور تمام مال وخزانہ سمیت شہر پر قبضہ کرلیا۔ یہان اوسکو لوٹ مین بڑی دولت اور مال

ومتاع ہاتھ آیا۔ مگر بابر قندہار مین ٹھہرا نہین۔ اپنے بہائی نصیر مرزا کو اوس کی حفاظت

کے لئے چھوڑکر کابل کو چلا آیا۔ اور جولائی ۱۵۰۷ء کے اخیر مین اپنے تجربہ کے بموجب

وہان بڑی لوٹ اور نہایت نیک نامی کے ساتھ پہونچ گیا۔

جب ہی کہ وہ یہان پہونچا ہے اوسے خبر آئی کہ شیبانی خان قندہار کے سامنے

آگیا ہے اور اوس کے بھائی پر محاصرہ ڈالنے کو ہے چونکہ فنون جنگ کی مہارت اوسکے جبلت مین بس گئی تھی اُس نے سوچا کہ اس وقت سب سے عمدہ تدبیر یہی ہے کہ خود حملہ آور بنکر دشمن کو اپنے افزایش طاقت کا ثبوت دیا جاے ۔ صرف اوسے یہ تردد باقی رہگیا کہ ایسا ثبوت دینے کے لئے بدخشان پر حملہ کیا جاے جہان سے کہ سمرقند کو دھمکی دیجا سکتی ہے یا ہندوستان پر حملہ کیا جاے ۔ آخرکار اوس نے ہندوستان کے حملہ کو ترجیح دی اور جب ہی کہ اوسنے جلدی سے اپنی راے کے تردد کو دفع کیا اوسی کے ساتھ اوس نے اپنی راے کی تعمیل بھی شروع کردی ۔ اور دریاے سندھ کیطرف کوچ کھڑا ہوا ۔ اور دریاے کابل کے پائین کی طرف کو روانہ ہوگیا ۔ مگر جب وہ کچھ دنون جلال آباد مین آکر قیام پذیر ہوا تو اوس نے سنا کہ قندہار کو شیبانی خان نے لے لیا ۔ اس لئے جو تاخت کا مقصد تھا جب وہ جاتا رہا تو کابل کو الٹا لوٹ گیا ۔[1]

اگرچہ اس کے بعد بھی سات برس تک بڑے بڑے واقعات ہوئے ہین مگر مین اونہین سرسری طور پر بیان کرونگا ۔ اس مدت مین ۱۵۰۷ء سے ۱۵۱۴ء تک بابر نے شمال کی طرف کو جاکر ازبکون کو شکست دی اور بخارا اور سمرقند کو لے لیا لیکن ازبکون نے بھی لوٹ کر بابر کو کلملک پر ہزیمت دی اور اوس سے وہ دونو مقام چھین لئے اور جب اوسنے اونکے لینے کے لئے پھر کوشش کی تو گجدوان

(۱) بابر نے ہندوستان پر حملہ کرکے قندہار سے دشمن کو دفع کرنا چاہا ۔ اور اسی مصنف کتاب ہذا نے بڑی عمدہ تدبیر بتایا ۔ مگر ہمارے نزدیک یہ تدبیر جنون سے کم نہین ہے ۔

پر شکست ہوئی اور حصار[1] کو لوٹنا پڑا - جب کچھ عرصہ بعد اوس طرف اوسے مایوسی ہوگئی تو وہ کابل چلا آیا - یہہ واقعہ ابتدائی ۱۵۱۴ء کا ہے -

اس کے بعد بھی آٹھہ سال کے ایک مدت ہے جسے مین سرسری ہی طور پر لکھتا ہون - اس عرصہ مین بابر کوہستانی افغانون کے پیچھے پڑا رہا اور سوات کو لے لیا - اور آخر کو قندہار بھی ۱۵۲۲ء مین اعہد نامہ کی رو سے اوسے ملگیا - اوس وقت اوس نے قندہار اور اوسکے توابعات کو اون نیچی زمینون سمیت جو خاصکر دریائے ہیلمند کے پائین کیطرف کو ہین اپنے ممالک محروسہ مین داخل کرلیا -

اسی اثنا مین ذلنن بڑے بیٹے شاہ بیگ نے جو پہلے قندہار کا حاکم رہ چکا تھا سندہ کے ملک پر حملہ کرکے اوسے لے لیا تھا - اور بھکر کو دار الحکومت بنایا تھا - یہ شخص جون ۱۵۲۴ء مین مرگیا - جب ہی کہ یہ خبر نرساپور کے صوبہ دار شاہ حسن کو پہنچی جو خاندان تیموریہ کے بڑے ہوا خواہون مین سے تھا تو اس امیر نے بابر کے نام کی اوس ملک مین منادی کرادی اور تمام ملک سندہ مین اوس کے نام کا خطبہ پڑہوایا - گو اس باب مین مزاحمت پیش آئی مگر شاہ حسن نے تمام ملک کو فتح کرلیا - اور بابر کو اپنا بادشاہ مانکر حکومت

---

(۱) مشرقی ممالک کے تاریخ مین دو حصار اور بھی مشہور ہین - ایک تو ہندوستان مین ہے جو دہلی سے شمال کو تقریباً سو میل کے فاصلہ پر ہے دوسرا ملک فارس کے صوبہ آذربائیجان مین تخت سلیمان سے ۳۲ میل پر واقع ہے مگر یہ حصار جسکا کتاب مین ذکر ہے وہ شہر ہے جو دریائے آکسس کے ایک معاون دریا کے کنارہ پر آباد ہے اور بلخ کے شمال مشرق مین اوس سے ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہوا ہے -

کرنے لگا۔ آخرکار بابر کو ملتان والون نے ۱۵۲۵ء مین بلایا اور جب وہ اوس قلعہ پر آیا تو ایک بڑے لمبے محاصرہ کے بعد اگست یا ستمبر ۱۵۲۶ء مین دہاوا کرکے اوسے لیلیا۔ اوس زمانہ مین ہندوستان مین بڑے بڑے واقعات گذر چکے تھے اسی سال کے ۲۹ اپریل کو پانی پت کی لڑائی کے بعد ہندوستان بابر کے ہاتھ آگیا۔ قبل اس سے کہ مین اس مُلک پر اوسکے حملہ کا حال بیان کرون یہ ضرور ہے کہ نہایت مختصر طور پر اسکے قدیمی حاکمون کا حال بھی لکھدون۔

باب چہارم

بابر کے حملہ ہندوستان پر

مین ہندوستانی تاریخ کے اوس قدیم زمانہ کا حال جو شروع سے محمود غزنوی کے زمانہ یعنی آغاز گیارہوین صدی تک گذرا ہے کچھ لکھنا نہین چاہتا - فی الواقع اوس زمانہ کا تفصیلی حال مخلوق کو معلوم ہی نہین ہے - اسقدر جانتے ہین کہ دریاے سندھ سے راس کماری تک ہندوستان مین کتنی ہی قومین بستی تہین جنکے کتنے ہی جدا جدا زبانین تھین - بڑے بڑے مذہب اس عہد مین برہمنون اور بدہون اور جینیون کے تھے - اور جو جو لڑائیان اپنے اپنے دورون مین جگہہ جگہہ صوبجات مین اور اطراف واکناف کے بادشاہون کے درمیان واقع ہوئے ہین وہ اکثر مذہبی لڑائیان تھین -

سب سے پہلے جس نے اس انتظام مین خلل ڈالا وہ محمود غزنوی کا حملہ ۱۰۰۱ء کا تھا - لیکن اگرچہ محمود اور اوسکے غزنوی جانشین دہلی راجپوتانہ اور آخر کو گجرات کی انتہا تک پہونچے مگر عملاً اونکی حکومت کا استقلال پنجاب سے آگے نہ ہوا - دریاے ستلج سے جنوب مشرق کے ملک اس وقت بھی ہندوؤن کی ہی زیر حکومت رہے - لیکن ۱۱۸۶ء مین غور کے خاندان والون نے جس کی بنیاد ایک غوری افغان نے ڈالی تھی - غزنوی خاندان کو برباد کردیا - غور ایک مقام مغربی افغانستان مین ۱۲۰ میل جنوب مشرق کو

ہرات کے دریائے کابل کے کنارہ واقع ہے پھر اس غوری خاندان کی بھی باری آئی اور اوس سے بھی سنہ ۱۲۸۸ع مین خلجی خاندان والون نے اوکھاڑ کر اون کی جگہ خود لیلی - اس خاندان کے بادشاہون نے تینتیس۳۳ برس بڑے جاہ و جلال کے ساتھ دہلی اور اوسکے گرد و نواح کے علاقہ پر جسے اب ممالک مغربی و شمالی کہتے ہین حکومت کی اور نربدا پار دکن مین اپنے فتوحات کا سلسلہ پھیلایا - پھر سنہ ۱۳۲۱ع مین تغلق خاندان والون نے جو ترکی غلامون کی نسل سے تھے ان سے سلطنت لیلی - تغلق خاندان والے مخلوق کے بدل کرنیکے ڈھنگ کو نہین جانتے تھے - اسوجہ سے اونکے اکیانوے برس کی حکومت مین اوس ملک کے صوبہ کہ جن پر اونکے متقدمین حکومت کرتے تھے دہلی کی حکومت سے بتدریج علیحدہ ہوتے چلے گئے پھر جب تیمور نے سنہ ۱۳۸۸-۸۹ع مین اس شکستہ بازو حکومت پر حملہ کیا تو کام ہی تمام کر دیا - البتہ اس خاندان کے ایک شخص سلطان محمود کے ہاتھ مین بارہ سال اور بھی حکومت چلی آئی - اس کے بعد وہ ایک اور خاندان مین چلے گئے جو شاہی خطاب کا مستحق ہی نہین رہے - اس خاندان کا نام تاریخ مین سیدون کا خاندان ہے - یہہ لوگ شمالی ہند پر سینتیس۳۷ برس تک برائے نام حکمرانی کرتے رہے لیکن اوس مین اندرونی نااتفاقیون کے باعث کچھہ قوت نہ تھی اسلیئے لودی خاندان کے ایک زبردست افغان نے موقع پایا اور عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیلی -

ہندوستان مین اس زمانہ مین مسلمانون کی حکومت جدا جدا صوبون مین جدا جدا سرداروںکے ہاتھ مین تھی - اور طوائف الملوکی ہو رہی تھی کوئی اونکا ایک بڑا سردار نہ تھا اور

اوسکا حال اس طرح پر تھا کہ سنہ ۱۴۵۰ء مین دہلی اور اوس کے کچھ تھوڑے سے گرد نواح کے علاقہ پر سیدون کے خاندان کا ایک شخص حاکم تھا۔ دہلی سے چودہ میل کے اندر ہی احمد خان میوات کا خود مختار حاکم اور مالک تھا۔ سنبھل کے صوبہ پر جسے اب روہیلکھنڈ بولتے ہین اور جس کی سرحد دہلی کی دیوارون تک پہنچتی تھی دریا خان لودی حکومت کر رہا تھا۔ جلیسر مین جواب ضلع ایٹہ کہلاتا ہے عیسیٰ خان ترک قابض تھا۔ وہ ضلع جواب فرخ آباد کے نام سے مشہور ہے پرتاب سنگھ راجہ کے قبضہ مین تہا۔ بیانہ مین دولت خان لودی تہا اور لاہور دیبالپور سرہند پانی پت کے جنوب تک بہلول لودی کی حکمرانی تھی۔ پھر ملتان جونپور بنگال مالوہ گجرات مین الگ الگ اپنے اپنے بادشاہ تھے جب سید رفو چکر ہوے تو سنہ ۱۴۵۰ء سے سنہ ۱۴۸۸ء تک بہلول لودی نے جسے سلطان بہلول بھی کہتے ہین ان مین سے اکثر اضلاع پر مشرق کی طرف مغربی بہار کے شمالی خطہ تک اپنا سکہ چلایا۔ پھر جب اوس کا بیٹا سلطان سکندر تخت نشین ہوا تو اوسنے بہار پر قبضہ کر لیا اور بنگالہ پر بھی حملہ کیا مگر آخر کو وہان کے بادشاہ علاءالدین سے مغلوب ہوا۔ اور اقرار کیا کہ پھر اوس پر حملہ نہ کریگا۔ اس پر بھی وسط ہند کے ایک بڑے حصّہ پر تاخت و تاراج کی۔ جب وہ سنہ ۱۵۱۸ء مین مرا ہے تو وہ ملک جسے اب پنجاب کہتے ہین اور ممالک مغربی شمالی جونپور سمیت اور وسط ہند کا بڑا حصّہ اور نیز مغربی بہار سب اوس کی حکومت مین داخل تھے لیکن درحقیقت ان ملکون پر شاہی اقتدار برائے نام تھا لودی سردار جنھین سلاطین لودی نے ضرورتاً صوبجات کی حکومت کا انتظام سپرد کیا

تہا بادشاہ کے درحقیقت ایسے جاگیردار تھے کہ جنہین فوج کی تیاری کے لئے ملک دیدئے گئے تھے وہ اپنی اپنی حکومت کے علاقون مین بالکل اپنی مرضی کے خودمختار تھے اور اپنے ہی فرامین کی تعمیل کرانے پر اصرار کرتے تھے اس انتظام کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب سکندر لودی مرا تو کئی بڑے بڑے امیرون نے جو نام کی اطاعت کو بھی پسند نہین کرتے تھے بالاتفاق یہ ارادہ کیا کہ اوسکے بیٹے ابراہیم کو صرف دہلی کی سلطنت دین۔ اور سلطان متوفی کی مملکت کو جونپور کے سوا باہم تقسیم کرلین۔ جونپور کی حکومت ابراہیم کے چھوٹے بھائی کو ایک جداہی سلطنت کے طور پر دینا قرار پایا تھا مگر یہ شرط تھی کہ وہ دہلی کے ماتحت رہے۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب پہلے پہل یہ تجویز ابراہیم کے روبرو پیش کی گئی تو غالباً مجبوری کے سبب سے اوسنے اسے منظور کرلیا تھا۔ مگر جب خانجہان لودی اوس کے ایک رشتہ دار نے سرزنش اور ملامت کی تو اوس نے اپنی مرضی کو پلٹ دیا اور اپنے بھائی کو جو جونپور کو روانہ ہوچکا تہا واپس طلب کیا۔ بھائی نے واپسی سے انکار کیا۔ اور خانہ جنگی شروع ہوئی جس مین ابراہیم فتحمند ہوا۔ جب اوس کا بھائی ۱۵۱۸ء مین مرگیا تو ابراہیم نے اپنے دل چلے امیرون کو قابو مین لانے کی کوشش کی۔ اس پر اونھون نے بغاوت کی مگر ابراہیم نے اوسے فروکیا۔ لیکن اوس نے اپنے فتح پر ایسے ظالمانہ حرکتین کین جو ناراضی کے رفع کرنے سے کوسون دور تھین اون سے نئی بغاوتین پیدا ہوگئین۔ بہار اودھ جونپور کے امیرون نے ہتیار اوٹھا لئے۔ پنجاب کا بھی یہی حال ہوا۔ اور خانہ جنگی بڑے جوش خروش سے شروع ہوگئی اور دونو طرف اقبال

وادبار نے اپنا اثر دکھایا۔ جب علاء الدین سلطان ابراہیم کا چچا بابر کے لشکر مین اوس وقت بھاگ کر گیا ہے جب کہ وہ قندہار کے اضلاع مین امن چین قایم کر رہا تھا اور اسنے اوس سے جا کر منت وخوشامد کہا کہ چلئے آپ کے لئے دہلی کا تخت موجود ہے تو یہ ہنگامہ اور فساد ہندوستان مین اپنے کمال کو پہونچ چکے تھے۔ قریب قریب اسی زمانہ مین بادشاہ کابل کے پاس ایک اور بھی درخواست جو اوس کے حسب دلخواہ تھی دولت خان صوبہ دار لاہور کے پاس سے آئی تھی جسے ابراہیم کے ایک سپہ سالار نے سخت دبایا تھا۔ اس دولت خان نے بابر سے مدد مانگی اور اسکے عوض مین اوسے اپنا بادشاہ مان لیا تھا۔ بابر فوراً راضی ہو گیا۔ اور اوسی وقت لاہور کی طرف چل کھڑا ہوا۔

یہ جو محمود غزنوی کے حملہ سے پانچ سو برس بعد تک کے زمانہ کا ہندوستان کے اندرونی حالات کا ہم نے ایک خاکہ سا کھینچ دیا ہے ہماری راے مین اوس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ جن خاندانون نے یہان حکمرانی کی اون مین سے کوئی بھی ایسا نہ ہوا۔ کہ اس ملک مین اوس کی جڑ جم گئی ہو۔ غزنی غوری تغلق سید لودی کسی خاندان کا کوئی شخص کیون نہو جو بادشاہ ہوا وہ صرف اپنی ہی تقویت اور مقاصد کے واسطے لڑا۔ اور حاکم وقت کے جو امیر اور سردار تھے وہ بھی اپنے مالک اور بادشاہ کے اس باب مین پیروی کرتے رہے۔ اس طرح پر بادشاہون کے ہواخواہ جاگیردار جن کی جاگیرین فوجی پرداخت کے لئے دیجاتی تھین ہندوستان مین پھیلے ہوئے

تھے اور کہین کہین قابض تھے ان جاگیر دارون پر جاگیرون کے عوض مین بادشاہ
کی اطاعت اور وفاداری لازم ہوتی تھی۔ مگر یہ لوگ بادشاہ کی قوت اور لیاقت کے
بموجب جب چاہتے اوس پر عمل کرتے اور جب نہ چاہتے تو نہ کرتے۔ فاتح اور مفتوح
کے اغراض ملکر ایسی ایک نہین ہوگئی تہین کہ جیسے فتح کے بعد انگلستان مین ہو گئی
تھین۔ مسلمان غیر قوم کے لوگون پر جابرانہ حکومت کرتے تھے۔ اور یہ غیر قوم والے
اس وجہ سے اون کی اطاعت کرتے تھے کہ اون سے خلاف کرنے کی ان مین طاقت
نہ تھی۔ کسیکو یہ خیال نہ تھا کہ اون لوگون کا ہمدردی یا کسی اور مضبوط رشتہ سے
حکمران خاندان سے اتحاد پیدا کرائے یہہ فاتح جس طرح پر کہ اپنے آنے کے وقت غیر
قوم تھی ایسے ہی اس وقت تک اجنبی بنے ہوئے تھے ملک پر اون کا قبضہ صرف
ظاہری تھا یہان کے باشندون کی دلی محبت کی زمین مین اوس کی جڑ نہین جمی تھی
وہ صرف تلوار کے زور سے قایم تھا۔ ان پہلی حکومتون کی حکمرانی اور مغلیہ خاندان کی
فرمان روائی مین جس طرح پر وہ اکبر کے زمانہ مین ان کے بعد قایم ہوئی تھی بہی بڑا فرق تہا

بابر کا ہندوستان پر پہلا حملہ جسے ایک سرسری تاخت کے سبب سے حملہ
نہین خیال کرنا چاہیئے اور جسکا ذکر اوپر آچکا ہے ۱۵۱۹ء مین ہوا تھا بعض مورخ یہہ
بھی لکھتے ہین کہ ایک اور حملہ بھی اسی سال ہوا تھا۔ لیکن فرشتہ کا بیان غالباً صحیح
ہے وہ کہتا ہے کہ یہ حملہ صرف یوسف زئی فرقہ پر تھا جسکے سلسلہ مین بابر پشاور تک
بڑھ آیا تھا۔ لیکن دریائے سندھ کے پار نہین آیا مگر اس مین شک نہین کہ اوس نے

ایک اور حملہ ۱۵۲۰ع مین کیا تھا جسے تیسرا حملہ کہتے ہین۔ اسوقت وہ دریائے سندہ کے پار اوترآیا۔ اور اوس خطہ مین آیا جسے اب راولپنڈی کے قسمت کے نام سے پکارتے ہین پھر جہلم پار اوترا اور سیالکوٹ پہونچا۔ اوسے چھوڑکر پھر سیدپور کو آیا اور اوسے لوٹا لیکن یہان سے کابل کو لوٹنا پڑا۔ وہان ایک حملہ کا اس وقت اندیشہ پیدا ہوگیا تھا۔

اس تیسرے حملہ کے خراب نتیجہ نے اب پورا یقین دلادیا کہ ہندوستان پر کامیابی کی یقینی اُمید پر اوس وقت تک حملہ نہین ہوسکتا جب تک کہ قندہار پر باطمینان کامل قبضہ نہ ہوجائے۔ اسلئے اوسنے اسکے بعد دوتین سال اوس مضبوط مقام کے اور نیز اوس ملک کی تسخیر مین خرچ کئے جو غزنین اور خراسان کے درمیان ہے اسی زمانہ مین جب کہ وہ اون اضلاع کے کامل قبضہ اور انتظام سے فارغ ہو ہی چکا تھا کہ یکایک علاءالدین لودی اور دولت خان حاکم لاہور کی طرف سے پیغام پہونچے اور دولت خان کی درخواست پر بابر نے ہندوستان پر چوتھے حملہ کا ارادہ کرلیا۔ اب وہ پھر دریائے سندہ کے پار اوترا۔ اور جہلم اور چناب سے گذرکر لاہور سے دس میل پر جا پہونچا۔ یہان لودی خان کے ہواخواہ فوج نے اوس کا مقابلہ کیا اور شکست پائی۔ جس کے صلہ مین لاہور بابر کی فوج کے قبضہ مین آگیا۔ لیکن وہ یہان صرف چار ہی روز ٹھہرا۔ اور دولت خان اور اوسکے بیٹے اسی جگہ اوس کے پاس آگئے۔ مگر بابر کیطرف سے کچھ اونکی خاطر جمعی نہین ہوئی اس لئے اونہون نے اپنے نئے حاکم کے برخلاف سازشین کرنا شروع کین جس وقت بابر سرہند کے قریب دہلی جانے کے لئے پہونچا

تو اوسے اون کے سازشون کا حال معلوم ہوا اسواسطے اوسنے اس وقت آگے بڑھنے کا ارادہ موقوف کرکے کابل کے لوٹنے کی تجویز کی - اور اپنے معتبر سرداروں کو پنجاب کا ملک تقسیم کرکے واپس چلا گیا -

ابھی وہ دریاے سندہ کے پار اوترا ہی تھا کہ پنجاب مین از سر نو جھگڑے بکھیڑے اوٹھہ کھڑے ہوئے - علاء الدین جسے بابر نے دیپالپور[1] کا ضلع عنایت کیا تھا - وہان کی حکومت سے مایوس ہوکر باین امید کابل کو بھاگ گیا - کہ بابر خود ہندوستان پر حملہ کرے - اس وقت بابر اس درخواست کو منظور نہین کرسکا کیونکہ ازبک قوم والے بلخ پر محاصرہ کر رہے تھے - مگر پھر بھی اوسنے علاء الدین کو کچھ فوج دی اور اپنے پنجاب کے سپہ سالارون کو اوس کی تائید کا حکم دیا - لیکن اس وقت بھی اس سردار کو اپنے حملہ مین کامیابی نہین ہوئی - اور بڑے اضطراب کے ساتھ وہ دہلی سے پنجاب کو بھاگ گیا - جس وقت کہ یہہ پنجاب مین بھاگ کر گیا ہے اوس وقت بابر اپنے پانچوین اور آخری حملہ کی تیاری مین مصروف تھا -

اس حملہ کا حال مین نہایت ہی تفصیل سے بیان کرتاہون بابر نے اپنے بیٹے ہمایون کو ساتھ لیا اور خیبر کی گھاٹی سے پشاور کی طرف کو اوترا - دو روز یہان ٹھہر کر ۱۶ ڈسمبر کو دریاے سندہ کے پار ہوگیا - اور سیالکوٹ پر بڑی تیزی سے جا پہونچا

(۱) دیپالپور ضلع منٹگمری مین لاہور سے جنوب مغرب کو ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے جو بابر کے زمانہ مین ایک بڑا عمدہ مقام تہا -

جب یہان ۲۹ر دسمبر کو پہونچا تو اوسے علاء الدین کی شکست اور فرار کی خبر ملی - گو اس سے پریشان تو وہ ہوا - مگر دوسرے ہی روز صبح کو پرسرور کو کوچ کر دیا جو سیالکوٹ اور کلانور کے مابین دریاے راوی کے کنارہ پر واقع ہے - پھر کلانور جا کر دریاے راوی سے عبور کیا - پھر بیاس پر گیا اور پار اوترا اور یہان سے ملوات کے مضبوط قلعہ کی طرف چلا - جہان کہ اوس کا پچھلا ہوا خواہ دولت خان پناہ گیر تھا - ملوات پر اوسکا فوراً قبضہ ہو گیا - بابر پھر جالندہر کے دوآبہ مین ہو کر ستلج کے پاس آگیا - یہان سے اوس نے اپنی تحریر کے بموجب توکل علی اللہ باگ ہاتھہ مین لی - اور رکاب عزیمت مین قدم رکھہ کر روپڑ کے نزدیک اوس سے پار اوترا - پھر انبالہ کے راستہ سے جمنا کے قریب سرساوہ (۱) کے مقابل آکر منزل کی - یہان سے وہ دریا کے نشیب کی طرف کو دو دو منزل آگے بڑھا - اور جب دو منزل اور بھی آگے چلا تو پانی پت مین آگیا جو دہلی سے شمال ومغرب کو ۵۳ میل کے فاصلہ پر ہے - یہان اوسنے قیام کیا اور اپنے لشکر کے مورچہ جما دیے یہہ ۱۲ر اپریل ۱۵۲۶ء کا واقعہ ہے -

اس سے نوروز کے بعد ابراہیم لودی نے بابر کے تخمینہ کے بموجب ایک لاکھ سپاہیون کو لیکر اور اُس کے لشکر پر مورچون کے اندر آکر حملہ کیا - بابر لکھتا ہے کہ "جس وقت لڑائی کی مار دھاڑ شروع ہوئی ہے تو آفتاب ایک نیزہ بلند ہو گیا تھا - یہہ لڑائی دوپہر تک برابر قایم رہی - اسکے بعد دشمن بالکل منتشر ہو گئے" - یہ فتح ہر طرح کامل

(۱) سرساوہ جمنا کے جنوبی کنارہ پر سہارنپور سے شمال مغرب کو دس میل پر واقع ہے -

تھی۔ ابراہیم لودی بڑی بہادری سے لڑکر مارا گیا۔ اور ہندوستان کے نصیبوں نے فاتح کے قدموں کو آکر بوسہ دیا۔ پھر اوسی روز بابر نے دہلی اور آگرہ کے قبضہ کے واسطے فوج کو روانہ کیا۔ چنانچہ ۲۴ اپریل کو دہلی اور ۴ مئی کو آگرہ پر قبضہ ہوگیا۔(۱)

(۱) بابر اپنے تزک میں پہلے تو وہ اپنا پچھلا حال لکھتا ہے کہ ایک ادنیٰ سردار کی حیثیت سے وہ ایسے بڑے عمدہ ملک ہندوستان کا فاتح ہوگیا۔ پھر کہتا ہے کہ یہ کامیابی مجھے اپنی قوت بازو سے نہیں ہوئی نہ میری اپنی ذاتی کوششوں سے میری خوش قسمتی نے پلٹا کھایا بلکہ یہ سب کچھ جو ہوا ہے وہ خدائے قادر مطلق کی عنایت کے سرچشمہ کا فیض ہے۔

باب پنجم

بابر کی حالت ہندوستان مین

بابر اس وقت شمال ومغرب مین دو بڑے زبردست حکومتون کا مالک تھا اوس نے ہندوستان کے واقعی حالت کا مدبران سلطنت سے طور پر اندازہ کیا اوس کے ذہن مین فوراً یہ بات آگئی کہ اس وقت وہ شمالی ہند کا مالک ہے اور یہی چاہیئے ہے اور اسی قدر سب کچھ ہے۔ بڑے بڑے عمدہ صوبہ جات اودھ جونپور اور مغربی بہار کے ابراہیم سے باغی ہو چکے تھے اور اگرچہ اوسنے اپنی فوج باغیون کے مقابلہ کے واسطے بھیجی تھی۔ لیکن یہہ یقینی امر نظر آتا تھا۔ کہ یہ دونو باغی اور شاہی فوج ملکر اپنے نئے حملہ آور کے برخلاف ہوکر لڑینگے۔ سوائے اوس کے اوس وقت بنگالہ مین نصرت شاہ گجرات مین سکندر شاہ اور مالوہ مین سلطان محمود حاکم تھے اور تینون بڑے زبردست اور خود مختار حکومتین تھین اسکے سوا ایک مشہور ومعروف ہندو راجہ رانا سانگا نی الحقیقت مالوہ کا وہ حصہ مسلمانون سے واپس لے لیا تھا۔ جہان رنتھنبور کا قلعہ دریاے چنبل اور بناس کے سنگم کے گوشہ مین بنا ہے اور سارنگ پور کا قلعہ دریائے کالی سندھ پر اور بھیلسہ کا قلعہ بیتوا پر اور چندیری اور چتور کے قلعہ بھی جو اوس زمانہ مین نہایت مشہور تھے اوسی کے قبضہ مین تھے جنوبی ہند مین بھی بہمنیون نے ایک سلطنت قایم کی تھی۔ اور بیجا نگر کا راجہ بھی خود مختار تھا

حکومت کرتا تھا علاوہ برین اور بہت سے راجہ اور رئیس اوسنے ایسے بھی پائے جو کبھی مسلمان بادشاہون کے مطیع و منقاد نہ ہوے تھے۔

مگر بابر بہت جلد اس بات کی تہ کو پہونچ گیا کہ ان حکام کی خودمختاری اوس کے لئے کوئی بڑی زحمت کی بات نہین ہے بلکہ بڑی دقت اوسکو یہ ہے کہ ہندو باشندے جو مسلمانون کی پہلی حکومتون سے کبھی دل سے راضی نہین ہوئے دشمن ہین ارسکن صاحب لکھتے ہین کہ شمالی ہند کی حکومت مین اس وقت تک بھی بہت باتین وہ موجود تھین جو ہندوون کے زمانہ مین مروج تہین۔ اونکے دیہاتی دستورات اور اضلاع کے انتظام اور حکومت کے قواعد اور ملک کی تقسیم چھوٹے چھوٹے علاقون اور اپنے اپنے علاقہ کے ذرہ ذرہ سے حکومتون مین اوسی طرحپر تھے جیسے ہندوون کے عہد مین تھے ملکی انقلابات کے وقت رعایا خاص اپنے اپنے حاکمون کے مقاصد کو زیادہ تر لحاظ کرتی تھی۔ اور بادشاہ وقت کے جو دارالسلطنت مین حکومت کرتا تھا۔بہت ہی کم پروا ہوتی تھی۔ غرض اس وجہ سے کہ یہان کبھی کوئی اچھے سلیقہ اور ترتیب کے ساتھ ایسا انتظام عمل مین نہین آیا تھا جو حکومت کے صدر یعنی بادشاہ کی تجویز سے ملک مین جاری ہوا ہو یہان کے باشندے نئے فاتح کو غاصب تصور کرتے تھے۔ اور اوسکی مزاحمت کو اپنا نفع خیال کرتے تھے۔

یہ خیال جو یہان کے باشندونکے دلون مین بیٹھا ہوا تھا جب یہان یہ نیا حملہ آور آیا جسکے چال چلن اور مزاج سے یہ لوگ بالکل ناواقف تھے تو مسلمانون کے پچھلے شاہی

خاندانون کے ہواخواہون نے اوس مین اوربھی اشتعالک دی۔اونھون نے
اون سے کہا کہ مغل حملہ آور کے یہان کامیاب ہونے کے یہ معنی ہین کہ تم لوگ برباد
ہو جاؤگے اونہون نے ہندو باشندون کے دلون مین اس بات کے منقش کردینے
مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ کہ اِن وسط ایشیا کے وحشیون کی لوٹ کھسوٹ اور شہوت
پرستی کے سامنے نہ اون کے مندر بچین گے اور نہ اون کے جورو بیٹی کی حرمت و
عزت باقی رہیگی۔ جب یہ خوف ودہشت دلاکر ہندودن کو پہلے ہی سے چوکنا کردیا
گیا تو اس رحم دل نیک مزاج حملہ کنندہ کے سامنے سے اوسکے آگرہ پہونچتے ہی وہ
لوگ بھاگ نکلے اور اس جبر وتعدی کے ظاہری یقین کے باعث اونھون نے
جنگل کی تکلیفات کو زیادہ ترپسند اور گوارا کیا۔

ادہر بابر کے وقتون مین ایک اور مصیبت آکر زیادہ ہوگئی اوسکے خود لشکر مین بھی
اس وقت ایک ناراضی پھیل گئی اوس کی فوج کا بڑا حصہ اون پہاڑی لوگون سے مرکب تھا
جو مشرقی افغانستان کے بلند کوہستان مین بستے تھے۔ اِن لوگون کو اپنے بادشاہ کے
ساتھ رہنے مین اوسوقت تک خوشی تھے جب تک کہ لڑائی کے میدان مین بادشاہ
کے وہ ہمرکاب تھے۔ لیکن پانی پت کی لڑائی نے اونہین شمالی ہند کا مالک کردیا تھا۔
دہلی سے آگرہ تک جو اونہون نے مسافت طے کی تھی۔ وہ ایسے وقت کی تھی کہ جب
باشندے ملک کو ویران چھوڑکر چلے گئے تھے۔ اور موسم وہ تھا کہ جس مین ہمیشہ گرمی رہتی
ہے بلکہ اس سال کے یعنی ١٥٢٦ء کے گرمی اور سالون کی معمولی گرمی سے بدرجہا بڑھکر

تھی - جس طرح ہمارے خود پرنس چارلی کے ہمراہی بلند مقامات کے باشندے ۱۷۴۵ء مین گڑگڑائے تھے ایسے ہی ان کوہستانیون نے بھی پکار مچائی - اونہین بھی اپنے کوہستانی وطنون کے جانے کا شوق ہورہا تھا - چاہتے تھے کہ کسی طرح اپنے گہرون کو چلے جائین پھر یہ شکایت کچھ سپاہیون تک ہی محدود نہین رہی تھی - اون کے افسر بھی یہی شکایت کرنے لگے تھے اور اونکی شکایتون کی وہ دہوم مچی تھی کہ بابر کے کانون تک بھی اوس کی آواز پہونچ گئی تھی -

بابر کو اپنی فتح کی بہت ہی خوشی ہو رہی تھی - اوس کا یہ خیال کہ اوسنے ایشیا کا بہت ہی اچھا اور نہایت سرسبز اور زرخیز خطہ فتح کرلیا ہے نہ تو گرمی کی سختی سے مٹ سکتا تھا اور نہ ان باشندون کی ناراضی اوسے اوسکے نظرون مین چھپا سکتی تھی - اوسنے جو اپنے حالات خود قلمبند کئے ہین اور اوس مین اوس نے بیس بڑے بڑے مطبوعہ صفحون مین اسکا بیان کیا ہے وہ اپنے بیان کو اس طرح شروع کرتا ہے کہ "وہ نہایت ہی عمدہ ملک ہے - اور ہمارے ملکون کے مقابلہ مین بالکل ایک نئی دنیا ہے" - اوس نے ایک نظر مین دیکھ لیا کہ اوسکے تمام معاملات کیصورت ایسی بندھگئی ہے کہ جس سے فتح اوس معنی مین پوری ہو جاوے جو اوسنے اوس لفظ سے منسوب کئے ہین کیونکہ "بادشاہ کابل" کے لقب کی بجاے آیندہ اوسکو ایک بڑا عالی شان لقب شاہنشاہ ہندوستان کا ملنے والا تھا اس لئے کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ یہان سے اپنے ملک کو لوٹ جاوے

اوس نے تمام مشکلات پر غور کر لیا تہا اور اونکے دفع کی تدبیرون کو سوچ لیا تھا چونکہ

وہ بڑا تجربہ کار اور بالکل کام کا آدمی تھا اوسنے پہلے اپنے لشکر کی ناراضی کی طرف توجہ کی جسکو واقعی طور پر اوس نے سب سے بڑی مشکل خیال کیا تھا۔ اپنے امرا کو جمع کرکے اوس نے ایک محفل مشاورت منعقد کی اور معاملات کی ٹھیک ٹھیک حالت اون کو بتائی اور اونکو جتایا کہ دو کیسے کیسے سخت منازل طے کرنے اور خونریز لڑائیون کے بعد اونہون نے بہت سے زرخیز اور بڑے بڑے وسیع ممالک پر قبضہ حاصل کرلیا ہے۔ اِن کو چھوڑنا اور کابل کو پلٹ جانا سخت شرم اور غیرت کی بات ہے۔ جو شخص کہ میرا دوست اور رفیق ہے اوسے چاہیئے کہ آیندہ کو پھر ایسی بات منہ سے نہ نکالے بلکہ تم مین اگر کوئی شخص ایسا ہو جو یہان نہ ٹھہر سکے اور کابل کے جانے کا ارادہ ترک نہ کرسکے تو اوسے جانیکا اختیار ہے"۔ بابر کی اس تقریر کا امرا پر حسب دلخواہ اثر ہوا اور جب اس تقریر کے بعد اوس کی تعمیل بھی کیگئی اور نئے نئے مزاحمتون کے بعد نئے نئے فتوحات بھی ہوئین تو بجاے ناراضی کے وہ لوگ بابر کے ساتھ ہمدردی اور ہواخواہی پر مستعد ہو گئے۔

بابر کی اس مستقل مزاجی سے بہت جلد ایک اور بھی بڑا فائدہ ہوا۔ جب ہی کہ یہانکی مسلمان باشندون اور ہندو زمیندار اور تجار نے جان لیا کہ بابر یہان ہمیشہ رہنا چاہتا ہے تو اون کو خوف جاتا رہا۔ اسی اثنا مین اوس کی فیاضی اور نیک مزاجی کا بھی حال مشہور ہوا جس سے اوس کی نسبت مخلوق کی راے کچھ اور کی اور ہو گئی اور ہر روز اوسکے جھنڈے کے تلے لوگ جمع ہونے لگے۔ دیہاتی اور دکاندار اپنے اپنے گھرونکو لوٹ آئے اور بہت جلد اوسکے لشکر مین رسد بافراط ہو گئے۔ اسکے تھوڑے ہی

عرصہ کے بعد اوس فوج نے بھی جسے ابراہیم لودی نے جونپور اور اودھ کی بغاوت کے دفعیہ کے لئے بھیجا تھا بابر کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا - اسی درمیان مین اوس نے اپنی فوج سے بھی بڑی دانشمندی سے کام لیا اور روہیلکھنڈ کا بڑا حصہ فتح کر لیا - اور رابری[1] جو جمنا کے کنارہ پر بڑا عمدہ مقام تہا لے لیا - اور اٹاوہ اور دہولپور کو محصور کیا لیکن وسط ہند مین ایک مشکل اوسکے لئے پیدا ہو رہی تہی جسکی طرف سے وہ ہرگز غفلت نہ کر سکتا تہا -

یہ مشکل رانا سانگا رانائی چتور کیطرف سے تھی - مین نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ اس عظیم الشان راجہ نے جس کا عظیم الشان ہونا ہر طرح اوس پر صادق آتا ہے پہلے مسلمان حملہ آورون سے اپنے موروثی ملک کا ایک بہت بڑا حصہ واپس چہین لیا تہا بلکہ اس سے بھی زیادہ لے لیا تہا اوسنے بکراول اور چپاولی کے مقامات پر دو مرتبہ ابراہیم لودی کو معرکہ کی لڑائیون مین شکست دی تھی اس کے سوا اور سولہ لڑائیان دوسرے سرداروں سے جیتی تھین - بابر کے یہان آنے سے قبل اوس نے اوس زمانہ کا بڑا مشہور قلعہ رنتھنبور لے لیا تھا اور اسکے قبل بھی وہ ملکون کو فتح کرتا رہا تہا اور اب بھی اوس کے فتوحات کا سلسلہ جاری تھا - اور اب جس سے بابر کو تشویش پیدا ہوئی - اوس کا سبب یہ تھا کہ اس عظیم الشان راجپوت سردار نے کندر[2] کا مضبوط بہاری قلعہ ابھی لیا تھا - جو رنتھنبور سے چند میل مشرق کو تھا -

برسات کے اخیر پر بابر نے ایک مجلس مشاورت منعقد کی تاکہ اوس مین اوس کی

(۱) رابری (۲) کندر

اور نیز اور چند مشکلات کے دفع کی تجویز نکالے۔ اس محفل مین یہ قرار پایا کہ ہمایون اوس کا بڑا بیٹا جو اس وقت اٹھارہ برس کا تھا پورب کی طرف کو جاوے اور ممالک دوآبہ اودہ اور جونپور پر قبضہ کرے اور بابر آگرہ مین رہکر چارون طرف کے طرز و انداز کو غور کرے اور ملک کی نگرانی کرتا رہے اور رانا سانگا کی نسبت یہہ تجویز ٹھیری کہ اوس کے مغلوب کرنے کے لئے اوس پر صرف اوس وقت حملہ کیا جاوے کہ دشمن نہایت قریب آجاوے۔

ہمایون کی تاخت مین تو پوری پوری کامیابی ہوئی اوسنے حدود بہار تک ملک کو بالکل لے لیا۔ جب وہ ۶ جنوری ۱۵۲۷ء کو لوٹ کر آیا ہے تو بابر نے بیانہ اور دہولپور کو بھی لے لیا۔ اور ایک دانائی سے گوالیار کے قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور اسی زمانہ مین خبر آئی کہ ملتان بھی قبضہ مین آگیا۔ اب جب کہ وہ دریائے سندہ سے مغربی بہار کے حدود تک اور کالپی و گوالیار سے لیکر کوہستان ہمالیہ تک کا مالک ہوگیا تو بابر نے اوس نامور رانائی چتور کی طرف توجہ کی جس کا نام رانا سانگا تھا۔ اور ۱۱ فروری کو اس راجہ کی فوج کے مقابلہ کو آگرہ سے روانہ ہوا اس راجہ کے ساتھ لودی خاندان کی فوجین بھی شامل ہوگئی تھین اور اوس نے بڑہ کر بساور کے مقام پر آکر ڈیرہ ڈالے تھے جو بیانہ سے بارہ۱۲ میل اور آگرہ سے باسٹھ میل کے قریب قریب ہے۔ بابر آگرہ سے سیکرے کو چلا جسے فتحپور سیکری کہتے ہین اور وہان جاکر قیام کیا کچھہ مٹ بھیڑین ہوئین۔ جن مین راجپوتون کو ہر طرح غلبہ رہا۔ اور بابر کی فوج مین بڑے تزلزل کے آثار ظاہر ہو گئے۔ اس وقت بابر نے صرف اسی پر قناعت کی۔ کہ حتی الامکان اپنے لشکرگاہ کی حفاظت کا خوب انتظام کر لیا۔

اور کچھ آدمی میوات کے طرف لوٹ مار کے لیے بہیجدیئے۔

اس وقت بابر لشکر مین مورچہ باندہے پڑا تھا اور معاملات کی خراب حالت کو دیکھہ دیکھہ کر پریشان ہو رہا تھا اور اُسے مجبوراً عرصہ سے بیکار رہنا پڑا تھا جس سے وہ دل ہی دل مین بے چین تھا۔ اوسنے اپنی زندگی کی ساری سرگذشت کو یاد کیا اور بڑے خضوع وخشوع اور ندامت پشیمانی کے ساتہہ اوس نے دل مین تسلیم کرلیا کہ اوس نے قرآن شریف کی ایک سخت تہدیدی حکم کی نافرمانی کی عادت ڈال لی ہے اور شراب پیا کرتا ہے اس سے اوس نے فوراً توبہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور طلائی ساغر اور نقرہ صراحیان منگائین اور اونہین اپنے روبرو توڑتاڑ کر فروخت کے لیے بہیجدیا۔ اور قیمت غربا کو تقسیم کردی۔ پھر جسقدر شراب لشکر مین تھی اوسے خراب کردیا گیا کہ کوئی پیئے نہین یا زمین پر پھینکدی گئی۔ اور بابر کی توبہ کو دیکھہ کر اوس کے امرا مین سے تین سو امیرون نے بھی ایسی توبہ کی۔

آخرکار جب اوس نے جانا کہ اب توقف زیادہ ممکن نہین ہے تو بابر ۱۲ مارچ کو دشمن کی طرف دو میل آگے بڑہ کر ٹھہر گیا پھر دوسرے روز ایک ایسے موقع پر آگے چلا گیا جو اوسنے لڑائی کے لیے منتخب کیا تہا۔ یہان پر اوس نے اپنی فوج کو لڑائی کے لیے ترتیب دیا۔ ۱۶ مارچ کو راجپوت اور اونکے رفیق آگے بڑہے اور لڑائی ہونے لگی۔ بابر نے اپنے تزک مین اس لڑائی کا حال نہایت عمدہ طور پر اور یقیناً ایمانداری کے ساتھہ تحریر کیا ہے یہان اسی قدر کہنا کافی ہے کہ اوسے یہان ایسی کامل فتح حاصل ہوئی کہ دوسرے

ہی روز راجپوتانہ گے فرمان روائی نے بھی اوسکے قدمون پر آکر سر رکھدیا۔ وہ فوراً بیانہ کو چھوڑتا اور وہان سے میوات مین داخل ہوا۔ اور اس تمام صوبہ کو مطیع کرلیا اس فتح کا اثر یہی نہین ہوا کہ اوس نے ان ملکون پر قبضہ کرلیا۔ بلکہ دوآبہ کے کچھ شہر جہان بغاوت ہو رہی تھی یا تو مطیع ہوگئے یا اُن پر بابر کا پھر قبضہ ہوگیا۔ جب دوآبہ کا ہنگامہ رفع ہوا اور وہان کامل امن چین ہوگیا تو بابر نے اپنے ہتیار پہلے وسط ہند کے ہندو سردارون کی طرف اوٹھائے جن کا سرغنہ اس وقت چندیری کا راجہ تہا جس وقت بابر شہر اور قلعہ چندیری کے پاس پھونچا ہے تو اُوسے خبر ملی کہ پورب مین اوس کے سپہ سالارون کی بڑی ردی حالت ہو رہی ہے اور وہ مجبور ہو کر لکھنؤ سے قنوج مین چلے آئے ہین گو وہ اسبات کو ایک خفیف سا معاملہ نہ سمجھتا تہا۔ مگر اس خبر سے کچھہ گھبرایا نہین اور چندیری کے محاصرہ پر جما رہا۔ اور چند روز مین دہاوا کر کے قلعہ لے لیا۔ جب یہان کا انتظام ہوگیا تو فوراً مشرق کو چلدیا۔ اور اپنے لشکر منہزم اور شکست خوردہ سردارون سے قنوج کے پاس آملا۔ اور اسی جگہہ کے قریب گنگا کا پل بنا کر بقیہ لودی سردارون کو جو اوس کے دشمنی پر جمے ہوئے تھے اپنے آگے سے ہٹا دیا اور لکھنؤ کو لیکر دریائے گومتی و گھاگرا سے پار اوترا اور دل شکستہ دشمنون کو آوارہ کردیا۔ پھر وہ آگرہ لوٹ آیا کہ اندرونی انتظام کی درستی اور اصلاح کرے مگر اوسکو آرام نصیب نہین ہوا۔ جونپور مین جو پہلے خاندانون کے مسلمان تھے وہ اچھی طرح ابھی تک مطیع نہین ہوئے تھے۔ بہار کے زرخیز صوبہ پر جو جونپور کے قریب تہا ابھی تک حملہ ہی نہین ہوا تھا اور اب ان دونون ملکون کے سردار اس بات پر متفق ہوگئے

تھے کہ لودی خاندان کے ایک سردار کو جس نے بابر کے مقابلہ مین رانا سانگا کو مدد دی تھی اور جوان دونو ممالک مین سب سے زبردست تھا اپنا سردار بناکر ایک متحدہ حکومت قایم کرلین اور یہ صلاح اور مشورے ایسے چپ چاپ کئے گئے تھے کہ بابر کو یہ بہید صرف یکم فروری سنہ ۱۵۲۹ع کو ظاہر ہوا۔ اس وقت وہ دہولپور مین تھا جسے وہ نہایت ہی پسند کرتا تھا اوس مین وہ اپنے امراکو لئے ہوئے باغات وغیرہ لگوا رہا تھا اور اوس کی درستی اور آرایش وزیبایش مین کوشش کر رہا تھا۔

سنتے ہی اوسی روز وہ آگرہ لوٹ کھڑا ہوا اور جو فوج سر دست اوسے ملسکی لیکر دوسرے ہی دن اپنے بیٹے عسکری کے فوج سے ملنے کے لئے چلدیا۔ جو موضع دکدکی مین کڑہ کے قریب دریاے گنگا کے دست راست پر پڑی ہوئی تھی۔ وہ اسجگہ ۲۷ کو پہونچ گیا اور عسکری کی فوج کو دریا کے دوسرے کنارے پر پایا۔ اور فوراً شاہزادہ کو حکم دیا کہ دست چپ پر ہی رہ کر اپنے لشکر کو اوسی طرح سے چلائے جیسے بابر کا لشکر دست راست پر حرکت کرے۔

جو خبرین کہ بابر کو یہان ملین وہ ایسی نہ تہین کہ جن سے کچھ اطمینان ہوتا محمود لودی کے جھنڈے کے تلے ایک لاکھ آدمی جمع ہوگئے تھے اور خود بابر کے سردارون مین سے ایک شخص شیر خان جسے بابر نے اپنی خاص عنایتون سے عزت بخشی تھی باغیون سے ملگیا تھا اور اپنی فوج سے بنارس پر قبضہ کئے ہوئے تھا محمود لودی نے چنار کو گھیر رکھا تھا جو اس مقدس شہر سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

بابر فوراً آگے بڑہا۔ اور محمود لودی کو چنار کے محاصرہ سے ہٹا دیا اور شیرخان سے بنارس خالی کراکے اوسے گنگا پار بہگادیا اور کرم ناسا سے اوترکر چوسا سے آگے جہان کرم ناسا اور گنگا ملتی ہے وہان بکسر کے پاس لشکر ڈالا۔ پھر وہان سے دشمن کو بہگاتا ہوا آرہ تک چلا گیا۔ یہان پر وہ بہار کا بھی حاکم ہوگیا۔ اور اوسے معلوم ہوا کہ محمود لودی صرف چند ہمراہیون کے ساتھ جاکر بادشاہ بنگال کے پاس پناہ گیر ہوا ہے۔

محمود لودی کی بہتیجی نصرت شاہ بادشاہ بنگالہ کو دی گئی تھی اور اس بادشاہ سے اور بابر سے یہ عہد ہوگیا تہا کہ ان دونوین سے کوئی دوسرے کے ملک پر حملہ نہ کریگا۔ مگر اس معاہدہ کے برخلاف بادشاہ بنگال نے صوبہ سارن یا چہپر اپر قبضہ کرلیا تھا۔ اور اپنے لشکر کو لاکر دریاے گھاگرا اور گنگا کے ملاپ پر قایم کیا تھا جو اپنے حفاظت کے لئے ایک نہایت عمدہ مقام تھا۔

بابر نے ارادہ کیا کہ بنگالہ کی فوج کو اوس مقام سے ہٹادے لیکن اوسے جلد معلوم ہوگیا کہ اس مقصد کے حاصل ہونے کے لئے بجز ہتیار اٹھانے اور کوئی چارہ نہین ہے اس لئے اوسنے اپنی فوج کے چھہ حصّے کئے چار حصّے تو اوس نے اپنے بیٹے عسکری کی ماتحتی مین دئے جو اوسوقت گنگا کے دست چپ پر تھا۔ اور حکم دیا کہ گھاگرا کو عبور کرکے دشمن پر بڑہین اور ایسی کوشش کرین کہ دشمن اپنے مورچون سے نکلکر اونکے پیچھے پیچھے گھاگرا کی طرف آئین۔ اور دو حصّے جو باقی رہے اونھین خاص اپنی نگرانی مین لیا۔ کہ گنگا سے گذرے اور سیھم گھاگرا پار ہوکر دشمن کے مورچون پر چھاپا مارے اور اونھین

بیخ و بُن سے نیست و نابود کر ڈالے۔ یہ دونون لشکر ۶ مئی کو باہم ملگئے اور اونھین کامل کامیابی ہوئی۔ بنگالہ کی فوج کو پوری شکست ہوگئی اور اس فتح نے جہان تک کہ اس لفظ فتح کا مدلول دلالت کرتا ہے پورا فیصلہ کردیا۔ بنگالہ والون سے اس شرط پر فیصلہ ہوا کہ وہ صوبہ جو مغربی بہار کے نام سے مشہور ہے بابر کے حوالہ کردیا جاوے اور دونو فریق مین سے کوئی ایک دوسرے کے دشمنون کی تائید نہ کیا کرے اور نہ ایک دوسرے کی عملداری پر چڑہ کر جائے۔

یہان تک تو مین نے بہت کچھ اوسے نامی گرامی شخص کے تزک سے تاریخ نویسی کا فائدہ اوٹھایا ہے جسکی کامیابیون کا مین نے مختصر حال تحریر کیا ہے لیکن ابھی کچھہ اور بھی کہنا باقی ہے جبھی کہ وہ اس لشکرکشی اور فتوحات سے لوٹ کر آیا ہے تو چند ہی روز کے بعد اوس کی تندرستی مین فرق آگیا۔ یہہ بات چھپ تو سکتی ہی نہ تھی۔ ہمایون اوسکے بڑے بیٹے کو خبر پہونچی جو اسوقت بدخشان کا حاکم تھا۔ اوس نے اپنے صوبہ کا انتظام اپنے بھائی ہندال کے سپرد کیا۔ اور آگرہ کو جلدی سے چلدیا۔ اور ابتداے ۱۵۳۰ع مین وہان آگیا۔ نہایت شفقت سے اوس کا خیر مقدم ہوا اور اوس کی زندہ دلی اور خوش مزاجی کو دیکھکر بہت لوگ اوس کے دوست ہوگئے۔ ابھی اوسے چھہ مہینے ہی ہوئے تھے کہ وہ نہایت ہی سخت بیمار پڑ گیا۔ جب بیماری اپنے کمال کو پہونچ گئی اور شاہزادہ کی زندگی کی اب امید نہ رہی تو ایک ایسا واقعہ ہوا جس سے بابر کے بے بناوٹ کی محبت اور شفقت پدری اس طرز پر ٹپکے پڑتی ہے کہ جس مین کسی طرح مغالطہ کو دخل ہو ہی نہین سکتا۔ بابر کے تزک کے

ضمیمہ مین یہ حال اس طرح درج ہے ۔

جب علاج معالجہ سے ہرطرح مایوسی ہوگئی۔ اور جب حکمائے حاذق نے بادشاہ کو اوسکے بیٹے کی خطرناک حالت کا اظہار کردیا۔ تو ایک شخص ابوالبقا نے جو اپنے علم و تقویٰ کے لحاظ سے نہایت مقدس سمجھا جاتا تھا بابر سے کہا کہ ایسی حالتون مین اگر کسی شخص نے کوئی ایسی چیز جو اوس کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور قیمتی ہو قربان کردی ہے تو کبھی کبھی قادر مطلق نے اوسکے دوست کی جان بچادی ہے۔ بابر یہ سنتے ہی چلاکر بول اوٹھا کہ ہمایون کے نزدیک تمام چیزون سے میری جان اور میرے نزدیک سب چیزون سے ہمایون کی جان زیادہ پیاری ہے اس لئے مین نہایت خوشی سے بیٹے کے بچ جانے کے واسطے اپنی جان قربان کرتا ہون اور خدا سے دعا مانگی کہ اوسے قبول کرے کہتے ہین کہ اگرچہ اوسکے درباری کتنا ہی منع کرتے رہے مگر وہ اپنے ارادہ پر اصرار کئے گیا۔ اور شاہزادہ کے گرد تین مرتبہ اوسی طرح پر گھوما۔ کہ جیسے مسلمان قربانی کو گھومایا کرتے ہین اور اس کے بعد سچے دل سے بھی دعا مانگی۔ تھوڑی دیر کے بعد لوگون نے اوسے باواز بلند کہتے ہوئے سنا کہ "مین نے بلا اپنے اوپر لیلی۔ مین نے بلا اپنے اوپر لیلی"

مسلمان مورخ کہتے ہین کہ قریب قریب اوسی وقت سے ہمایون اچھا ہونے لگا اور بابر کی قوت مین کچھ کچھ زوال شروع ہوگیا۔ اور اس طرح ۱۵۳۰ء کے اخیر تک گھٹتا رہا۔ اور آخرکار محل سرائے چار باغ مین آگرہ کے قریب ۴۹ سال کی عمر مین ۲۶ دسمبر کو اپنی جان اپنے بنانے والے کو حوالہ کردی۔ اوس کا جنازہ اوس کی وصیت کے بموجب کابل کو بھیجدیا

گیا جہان وہ ایک نہایت پر فضا مقام پر شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر دفن کیا گیا ہی دنیا کے نامور کشورکشاؤن مین سے بابر کا ہمیشہ ایک بہت ہی بڑا درجہ رہیگا۔ اوسکے ذاتی خواص نے اوسکے طرز عمل کا ڈہنگ نیا پیدا کر دیا تہا۔ وسط ایشیا مین آوے ایک مختصر سی حکومت براے نام وراثت مین نصیب ہوئی تھی۔ مگر جب وہ مرا ہے تو اون ممالک کا مالک تہا جو دریاے جیحون اور کرم ناسا اور دریاے نربدا اور کوہستان ہمالیہ کے مابین واقع ہین۔ اوس کی جبلت کا خمیر بشاشت اور خرمی سے مرکب تھا چونکہ وہ دل کا فیاض رفیقون پر اعتبار کرنے والا تھا اور ہمیشہ باامید رہتا تہا جس کسی سے ملتا اوسکے قلب کو محبت سے جذب کر لیتا تہا۔ قدرتی چیزون مین سے جسے خوشنما پاتا اوسی ذوق شوق سے پرکہتا اور جانچتا تہا اوس نے اپنی عجیب وغریب عقل وتمیز کو اس درجہ تک ترقی دی تہی جو اوس کے زمانہ کے لحاظ سے کہین بڑھ کر تھی۔ قدرت نے اوسکے دل مین بڑی پائدار محبت پیدا کی تہی اور اُس کی قوت متخیلہ کو نہایت صاف اور مجلی بنایا تھا۔ وہ لڑائی اور ناموری وعزت کو پسند کرتا مگر اسی کے ساتھ جو امن چین کی باتین ہین اونھین بہی نہین بھول جاتا تہا اوس نے اپنا فرض کر لیا تھا کہ جن اقوام کو اوس نے مطیع کیا ہے اون کی حالت کی تحقیقات کرے اور اون کی بہبودی کے واسطے تجویزین نکالے اوسے باغ لگانے عمارت بنانے اور نغمہ وسرود کا شوق تھا اور شاعر بھی کچھ ایسا ویسا نہ تھا لیکن اوس کی خوبیون مین سب سے بڑی صفت وہ تھی جو اوسکے ایک اچھے شناسا نے اوس کی نسبت لکھی ہے اور وہ تاریخ رشیدی مین اپنی راے یون لکھتا ہی

حیدر مرزا کا بیان ہے کہ "اوسکے اور تمام صفات مین سے اوس کی سخاوت اور مروت نہایت ہی بڑھکر تھی" اگرچہ اوسکے صرف اس قدر تو عمر ہوئی کہ اوس نے ملک فتح کر لئے اور اتنی نہ ہوئی کہ وہ اہل ملک کو ملاکر متفق المقصد کر دیتا - مگر فتح کرنے کا کام بھی اوس کے ہاتھون سے اس طرح ادا ہوا ہے کہ اس کام کے واسطے بھی اس سے زیادہ صاف و پاک ہاتھ ملنا دشوار تھا -

بابر نے اپنے بعد چار بیٹے چھوڑے - محمد ہمایون مرزا جو اوس کے بعد بادشاہ ہوا اور ۵ اپریل ۱۵۰۸ء کو پیدا ہوا تھا - کامران مرزا - ہندال مرزا - عسکری مرزا مرنے سے قبل بابر نے اپنے وزرا کو اکٹھا کر کے ایک محفل کی تھی اور اوس مین ہمایون کو سب کے سامنے ولی عہد کر دیا تھا - اور مرتے وقت اوسے وصیتین کر گیا تھا جن باتون پر اوس نے زیادہ زور دیا تھا وہ یہہ ہین - حق اللہ اور حق العباد کو ایمانداری کے ساتھ بجالانا - عدالت اور نصفت کے کامون کو راستبازی اور توجہ سے انجام دینا خطاکار اور مجرم کے سزا مین نادان اور تائب کو مہربانی اور رحم کی نگاہ سے دیکھنا اور غریب اور بیکسون کی حفاظت کا خیال رکھنا - علاوہ برین اوسنے ہمایون سے یہ بھی التجا کی تھی کہ وہ اپنے بھائیون سے براہ شفقت و محبت پیش آئے -

اس طرح پر یہہ نامور بادشاہ جس نے مغلیہ خاندان کے ہندوستان مین بنیاد ڈالی تھی اور شمال و غرب کے صوبون کو اور اس جزیرہ نما کے چند وسطی اضلاع کو فتح کر کے اپنی نسل کو اوس کا دعویدار کر دیا تھا اپنی عمر کے بہار کے ایسے عروج کے وقت مر گیا

جب کہ انسان کے عقل و دانش اور تجربہ مرتبہ کمال کو پہونچ جاتا ہے۔ اوس مین بہت سی بڑی بڑی عمدہ صفتین تھین۔

مگر ہندوستان مین نہ تو اوس کو فرصت ملی اور نہ کوئی موقع ایسا ہاتھہ آیا کہ جن صوبون کو اوسنے فتح کر لیا تھا اون مین اس قسم کے انتظام کا ڈھنگ ڈالدے جس سے اوسکی حصّہ جواب تک جدا جدا تھے ملکر متحد ہو جائین۔ گو وہ واقع مین کیسا ہی لایق و نامور شخص تھا مگر پھر بھی اس پر بالیقین نہین ہوسکتا کہ اوس مین ایجاد و وضع قوانین کی لیاقت بھی اوسے کمال کے درجہ پر تھی جیسے اور باتون مین تھی۔ کسی موقع پر اوس کی کسی بات سے ایسی علامتین ظاہر نہین ہوتین۔ جو اس شبہ کو دفع کرسکین۔ کابل مین اور نیز ہندوستان مین دونو جگہ اوس نے وہ ہی پچھلے فاتحون کا طرز اختیار کیا تھا کہ جو اسکے پہلے سے چلا آتا تھا۔ اور مفتوحہ صوبون کو اور نئے ہاتھہ آئے ہوے اضلاع کو اپنے متعلقین کی حکومت مین دیدیا تھا وہ بذات خود اوسکے جواب دہ ہوتے اور اپنی رائے سے جس طرح چاہتے وہان کا انتظام کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب وہ مرا ہے تو اوسوقت ہندوستان کے صوبہ جو اوسے اپنا بادشاہ سمجھتے تھے صرف اوسی اپنا بادشاہ سمجھنے کے ایک بندہن سے بندہے ہوئے تھے۔ آگرہ کو لکھنو سے کوئی عام اتحاد نہ تھا اور نہ دہلی کو جونپور سے تھا۔ بڑے بڑے محاصل لگا کر دونون کو ملک کے قطعات دیدئے گئے تھے اور وہ ہی ملک کی قسمتون کے نشانات تھے جن مین مختلف نسلین اور قومین بستی تھین اور جن مین باہم صرف یہی رشتہ تھا کہ بابر اون سب کا بادشاہ ہے اوس لئے

اپنے بیٹے ہمایون کو ایسے ممالک کا مجموعہ وراثت مین چھوڑا کہ جو کسی قسم کے اتفاق یا یکسانی مقاصد کے بندہن سے بجز اس کے کہ اوس کی زندگی مین ہل جل گیا تھا اور کسی طرح بندہا ہوا نہ تہا - غرض جب وہ مرا تو مغلیہ خاندان بہی اونہین پہلے مسلمان خاندانون کی طرح ہندوستان کی زمین مین اپنی بیخ و بنیاد قایم نہ کر سکا تہا -

باب ششم

ہمایون کا حال اور اکبر کا ابتدائی زمانہ

ہمایون اگرچہ دل کا بہادر اور مزاج کا خوش طبیعت کا شاطر صحبت کا پسندیدہ اچھا تعلیم یافتہ فیاض اور رحم دل تھا مگر اس بات مین کہ وہ اپنے خاندان کی بنیاد یہان کسی پائدار اصول پر قایم کرے اپنے باپ سے بھی کم لایق تھا۔ اوسکے بہت سے خوبیون کے ساتھ اوس مین کتنی ہی برائیان بھی نہین۔ وہ تند خو بے پروا متلون المزاج تھا اوسے اپنے فرایض ادا کرنے کا بڑا خیال نہ تھا۔ اوس کی فیاضی اسراف کی بدنامی تک پہونچ گئی تھی اوس کی محبت اس درجہ کی تھی کہ جس سے آدمی کمزور اور بے بس ہو جاتا ہے۔ اوس مین یہ لیاقت نہ تھی کہ وقت پر کسی اہم کام مین اپنی توجہ کامل طور پر مصروف کر سکے پھر قوانین عامہ کے بنانے کے لئے نہ تو اوس مین عقل تھی اور نہ اوس طرف اوس کا میلان تھا۔ اس وجہ سے وہ صریحًا اس کام کے لایق نہ تھا کہ جو ممالک اوس کے باپ نے فتح کر کے اوسکے ورثہ مین چھوڑے ہین اونہین متحد کر سکے۔

یہ تو ضروری نہین معلوم ہوتا کہ اوس کی تخت نشینی کے آٹھ برس بعد تک کی تاریخ تفصیلوار یہان لکھی جاے اوس نے انتظام ایسی ناتجربہ کاری کے ساتھ کیا تھا اور اوسکے محکوم قومون کے دل مین اوس کا اعتبار ایسا کم تھا اور اوس کی عزت اونکی نگاہون سے

ایسی جاتی رہی تھی کہ جب شیر خان سور نامی امیر نے جو بابر کا مطیع ہو گیا تھا اور اوسکی بیٹے کے برخلاف اوٹھ کھڑا ہوا تھا اور جو ہمایون کے بعد شیر شاہ کے لقب سے بادشاہ ہوا ہمایون کو شکست دی تو ہمایون کی سلطنت اوس کے ہاتھ سے بالکل جاتی رہی۔ کچھ اور چند واقعات کے بعد جنوری ۱۵۴۱ء مین ہمایون صرف چند ہمراہیون کے ساتھ روہیری مین جو جزیرہ بھکر کے مقابل دریاے اٹک کے کنارہ ملک سندہ مین ہے بھگوڑون کی طرح جا پہونچا اور جو کچھ اوسی باپ سے میراث مین ملا تھا سب کھو بیٹھا۔

وہان سندہ مین ہمایون نے دوڈہائی برس خراب کیے کہ اوس ملک کی حکومت پر قبضہ کرے مگر کچھ نہ کر سکا۔ اس جگہ جو سب سے بڑی بات یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہہ ہے کہ جلال الدین محمد اکبر اوسکا بیٹا ۱۵ اکتوبر ۱۵۴۲ء کو یہان کے قیام کے زمانہ مین پیدا ہوا۔ اب مین یہان اون اتفاقات کا بیان کرتا ہون کہ جن سے ہندوستان کی تاریخ مین یہہ عظیم الشان واقعہ رونما ہوا۔

ہمایون نے اپنے بھائی ہندال کو سیہوان کے زرخیز صوبہ پر حملہ کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ مگر جس وقت ہمایون کی فوج بھکر کا محاصرہ کر رہی تھی تو اوسنے اپنے بھائی کی تدابیر کو ناپسند کر کے اپنے بھائی سے کہلا بھیجا کہ پاتر کے مقام پر جو دریاے اٹک کے مغرب کی طرف کو کوئی بیس میل کے فاصلہ پر تھا آکر مجھہ سے ملے۔ جب ہمایون یہان گیا تو اوسنے دیکھا کہ ہندال اپنے امرا کو لیے ہوے شاہانہ طور پر اوس کا استقبال کرنے کو موجود ہے جب اسکے بعد ضیافت ہوئی تو ہندال کی مان نے جو ہمایون کی

مان نہ تھی بڑی بہاری مہمانی کے سامان کئے اور دربار کی تمام بیگمات کو اوس مین مدعو کیا۔ ان مین سے ہمایون کی نظر ایک امیر کی لڑکی حمیدہ پر جا پڑی جو ہندال کا اوستاد تھا۔ اوس کے حسن کو دیکھکر ہمایون کے دل پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ اوسی وقت اوس نے پوچھا کہ کیا اس کی نسبت ہو گئی ہے لوگون نے کہا کہ صرف زبانی باتین تو ہو گئی ہین مگر ابھی تک منگنی کی کوئی رسم نہین ہوئی ہے اس پر ہمایون نے کہا کہ مین اس سے شادی کرونگا۔ ہمایون کے اس یکایک ارادہ پر ہندال بہت بھڑکا اور کہا کہ اگر ہمایون نہ مانیگا تو مین بہائی کی نوکری چھوڑکر چلا جاونگا اور فریقین مین جھگڑا ہونے لگا یہان تک کہ قریب تہا کہ دونو بھائیون مین نا اتفاقی ہو جاسے مگر ہندال کی مان اس شادی کو پسند کرتی تھی اوس نے اپنے بیٹے کو سمجھایا اور اوسے راضی کر دیا۔ دوسرے روز ہمایون کا نکاح حمیدہ بیگم سے ہو گیا جس کی عمر کا ابھی چودہوان سال ختم ہوا تھا۔ اسکے چند روز بعد یہہ مبارک زن و شوہکر کے لشکر کو چلے گئے۔

مگر ہمایون کی مرادون کے پورا ہونے کا ابھی زمانہ نہین آیا تھا جو اوسنے تجویزین کین اون مین سے کوئی پوری نہ ہوئی۔ اور موسم بہار ۱۵۴۲ع مین اوسے اوسکی نوجوان بیگم کو اپنی جان کی سلامتی کے واسطے مارواڑ کے سنسان بیابان مین بھاگنا پڑا۔ اگست مین وہ جیسلمیر پر پہونچے مگر جب وہان کے راجہ نے اونہین بھگا دیا تو اونہین یہہ بڑا بیابان طے کرنا پڑا۔ اور اس سفر مین پانی کے نہ ملنے سے سخت مصیبتین اون پر گذرگئین مگر بڑی بہادری کے ساتھہ افتان و خیزان ۲۲ اگست کو قلعہ امرکوٹ مین اس بیابان کی

کنارہ پر جا پہونچے - قلعہ کے سردار رانا نے اونہین دوستانہ طور پر اپنے یہان اوتارا

اسی جگھہ بروز یکشنبہ ۱۵ اکتوبر کو حمیدہ بیگم کے پیٹ سے اکبر پیدا ہوا - ہمایون

امرکوٹ سے چار روز پیشتر ضلع جون کے حملہ کے واسطے چلا گیا تھا - اوسکے منہ سے

جو الفاظ اکبر کی پیدایش کی خبر سنکر نکلے ہین قابل تحریر ہین - ایک شخص اوس کے خدام

مین سے لکھتا ہے کہ جب بادشاہ خدا کی شکرگذاری سے فارغ ہوا تو امیر آئے اور بادشاہ

کو مبارکباد دی اوسوقت ہمایون نے جوہر کو جو تذکرۃ الواقعات کا مصنف اور مورخ ہے

طلب کیا - اور اوس سے کہا کہ مین نے جو کچھہ تجھے دیا تھا اوسے لا - جوہر نے کہا کہ

آپ نے مجھے دو شاہرخے (جو خراسانی سونے کا ایک سکہ تھا) اور ایک چاندی کا کنگن

اور ایک مشک نافہ عطا فرمایا تھا جن مین سے دونو پہلی چیزین تو اونکے مالکون کو دیدی

گئی ہین - اس پر ہمایون نے مشک نافہ کو منگایا - اور ایک چینی کی رکابی مین اوسے

توڑ کر اپنے امرا کو طلب کیا - اور تولد فرزند کی خوشی مین اونہین تقسیم کر دیا - جوہر کہتا ہے

کہ جس طرح اس مشک نافہ کی خوشبو پھیلی تھی اسی طرح اکبر کی نیک نامی کی خوشبو سے تمام

ربع مسکون معطر ہو گیا ہے مگر اس بیٹے کی پیدایش سے باپ کی قسمت مین کوئی فوراً

بہتری نہین ہوئی - جنوری ۱۵۴۳ء مین ہمایون کو سندہ چھوڑنا پڑا اور اپنی بی بی اور

بیٹے اور چند ہمراہیون کو لیکر قندھار کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا - جب ہی کہ وہ شال کے

مقام پر پہونچا ہے تو اوسے خبر ملی کہ اوس کا بھائی عسکری بڑی فوج سے قریب مین

ہے اور اسوجہ سے یہان سے بہت جلد بھاگنا ضروری ہے - ہمایون اور اوس کی

بی بی تو تیار ہو گئے مگر لڑکے کا کچھ بندوبست نہ کر سکے۔ اوس کی عمر صرف ایک برس کی تھی۔ گھوڑے کی پیٹھ پر وہ ایسا تیز سفر کیسے کر سکتا تھا اور اوس خراب موسم کو کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ جو اوس وقت ہو رہا تھا اونھون نے سوچا کہ اس بچے کے ساتھ اوس کا چچا لڑائی نو کرنے کا ہی نہین اوسے اور لشکر کے تمام احمال و اثقال کو اور بچے کے خدام عورتون کو وہین چھوڑ دینا چاہیئے۔ اس لئے وہ سب کچھ چھوڑ کر نکلے اور نہایت تیزی سے حدود فارس مین بسلامت جا داخل ہوئے یہان جب ہی کہ یہ لوگ چلے ہین کہ عسکری آکر موجود ہو گیا۔ اور بھائی کے بھاگ جانے کے باعث اپنی مایوسی کو کچھ نرم الفاظ کے پردہ مین چھپا کر اوسنے اس ننھے سے شاہزادہ کو پیار کیا اور قندہار کو اپنے ساتھ لے آیا جہان کا کہ وہ حاکم تھا اور خاص اپنی بی بی کی نگرانی مین اوسے سپرد کر دیا اور اونھین عورتون کو اون کی خدمت پر رہنے دیا جو پہلے سے اوس کی خدمت کرتی تھین۔

اب شاہزادہ ۱۵۴۴ء مین تمام سال اوسی بی بی کی نگرانی مین پرورش پاتا رہا۔ مگر دوسرے سال کے شروع ہی مین اوس کی حالت مین پھر انقلاب ہوا اوسکے باپنے شاہ طہماسپ کی مدد سے مغربی افغانستان پر حملہ کیا اور سیدھا بیابان مین ہو کر قندہار آ پہونچا۔ اس خبر سے اندیشناک ہو کر کہ کہین ہمایون اپنے بیٹے کو نہ لیلے کامران نے سخت تاکیدی حکم بھیجا کہ لڑکے کو کابل بھیجدیا جاوے۔ جب وہ افسر جنھین کامران نے اس غرض کے لئے بھیجا تھا قندہار پہونچے تو عسکری مرزا کے امرا نے ایک محفل اسبات کے سوچنے کے منعقد کی کہ لڑکے کو کامران کے پاس بھیجا جائے یا نہین۔ بعض نے

لکھا کہ ہمایون کے اقبال کا ستارہ عروج پر نظر آتا ہے بہتر ہے کہ بعزت تمام لڑکے کو باپ کے پاس بھیجا جائے۔ لیکن اوردن نے لکھا کہ شاہزادہ عسکری نے اپنے بڑے بھائی ہمایون سے ایسی دغابازی کی ہے کہ جسکے مقابلہ مین ندامت اور پشیمانی مقبول نہ ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ کامران کی طرفداری پر برابر جمے رہین۔ چنانچہ اوسی دوسری رائے کو ترجیح دی گئی۔ اور اگرچہ موسم سرما کی سختی معمول سے زیادہ ہورہی تھی اس ننھے سے شاہزادہ کو اوس کی بہن بخشی بیگم کے ساتھ مع خدام کے کابل روانہ کردیا گیا۔ اور بعض حضرات کے بعد جس سے محافظین ہمراہی کو اوس بچے کے چھڑانے کی کوشش کا خوف پیدا ہوا تھا یہ لوگ کابل کو بسلامت پہونچ گئے۔ اور وہان کامران نے بھتیجی کی نگرانی اپنے باپ کی پھوپی خانزادہ بیگم کے سپرد کی۔ جو کبھی بابر کی بڑی پیاری بہن تھی۔ اس نامور بیگم نے بھی اونھین دایون اور خدام کو خدمت پر قایم رکھا جو پہلے سے شاہزادہ کے پاس معین تھین۔ اور اس تھوڑے سے عرصہ کے درمیان جس مین نگرانی اوسکے سپرد رہی نہایت محبت سے اوس کی دیکھ بھال کرتی رہی۔ افسوس کہ اس بیگم کی نگرانی چند مہینون سے زیادہ قایم نہ رہی۔ جب ہمایون نے ستمبر ۱۵۴۵ء مین قندہار کو لیلیا تو کامران کو بڑی پریشانی ہوئی چونکہ کامران تنگ المزاج اور حاسد طبع شخص تھا۔ اور اکبر کو اپنے قبضہ مین رکھ کر ہمایون کے مقابلہ مین جسطرح چاہے کام مین لانیکو ایک کارآمد طلسم سمجھتا تھا لڑکے کو اوسنے اپنی دادی کی نگرانی سے نکالکر ایک اپنے معتبر سردار کجکلان (یا کج کلاہ) نام کے سپرد کردیا۔ لیکن معاملات کی صورتون مین انقلاب

اوس زمانہ مین بہت جلد ہوجایا کرتے تھے ۔ ہمایون نے جب اپنی بنیاد قندہار مین خوب استحکام کے ساتھہ قایم کرلی تو کابل چلدیا ۔ اور نومبر کے پہلے ہفتہ مین شہر کے سامنے آگیا ۔ اور اوسے بزور شمشیر ۱۵ ارکو لیلیا ۔ کامران تو پہلے ہی غزنین کو بھاگ گیا تھا ۔ مگر باپ کو جس سے اس قدر مدت تک بیٹا جدا رہا تھا خوش قسمتی سے وہ وہین پرمل گیا ۔ حمیدہ بیگم لڑکے کی مان دوسرے سال کے موسم بہار تک وہان نہین آئی ۔ لیکن کجکلان اس عرصہ مین خدمت سے الگ کردیا گیا ۔ اور شاہزادہ کا پہلا اتالیق جو اتکہ خان[1] کے نام سے مشہور ہے پھر اپنی خدمت پر مقرر ہوگیا ۔

اسوقت تو کچھہ عرصہ کے لئے اس لڑکے کے چارون طرف جاہ وجلال اور اقبال مندی کے آثار نظر آتے تھے لیکن جب ایام سرما قریب آیا تو ہمایون نے چاہا کہ بدخشان کے ملک مین جسے اوس نے اس زمانہ مین لے لیا تھا قلعہ ظفر مین سخت جاڑے کے دنون کو بسر کرے لیکن جب وہان کو جاتا تھا تو وہ ایسا بیمار پڑگیا کہ اوس کی زندگی سے ہی مایوسی ہوگئی ۔ اور دو مہینے تک بستر سے بالکل نہ اوٹھہ سکا گو کہ وہ پھر اچھا ہوگیا مگر اس زمانہ مین اوس کے کتنے ہی امیرون نے اوسکے مرنے کا یقین کرکے اوسے چھوڑ دیا ۔ اور اوسکے بھائیون کے دربار مین حاضر ہوگئے ۔ اور کامران نے اپنے خسر کی فوج کی امداد سے کابل پر پھر قبضہ کرلیا اور اوسکے ساتھہ اکبر بھی اوسکے قبضہ مین آگیا ۔ اور کامران نے

(۱) اس کا اصلی نام شمس الدین محمد غزنوی ہے اوس نے قنوج کے لڑائی کے وقت شیر شاہ کے مقابلہ مین ہمایون کی جان ۱۵۴۰ء مین بچائی تھی ۔

سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اکبر کے پاس سے انکہ خان کو علیحدہ کر کے اپنے ایک ملازم کے سپرد کردیا۔

لیکن ہمایون کو جب ہی کہ توانائی آگئی تو وہ فوراً اپنی دارالسلطنت کو واپس لینے کو روانہ ہوا۔ اور کابل کے حوالے مین کامران کی عمدہ فوج کو شکست دیکر اوس نے اپنا صدر کوہ عکابین پر جہان سے شہر پر زد پڑتی ہے مقرر کیا۔ اور اوس پر گلندازی شروع کردی۔ چند روز بعد اس توپون کی بھرمار نے شہر مین بڑا نقصان کیا۔ اور جب اوس سے نہایت سختی ہوئی تو کامران نے اپنے بھائی سے کھلا بھیجا کہ اگر گلندازی موقوف نہ کیجائیگی تو اکبر کو قلعہ کی دیوار کے اوس مقام پر کھڑا کردیا جائیگا جہان خوب گولہ برس رہے ہونگے۔ اس سے ہمایون نے حکم دیا کہ توپون کو بند کردیا جائے مگر محاصرہ نہین اوٹھایا۔ اور ۲۸ اپریل ۱۵۴۷ء کو شہر کو فتح کرلیا۔ کامران اس سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا۔

چونکہ کامران بدخشان کو بھاگ کر گیا تھا اس واسطے ہمایون نے اودہر اوس کا تعاقب کیا۔ لیکن سرائے آیندہ مین اوس کے بڑے بڑے زبردست سردار باغی ہو گئے اور اوسے چھوڑکر کامران سے مل گئے جس سے ہمایون کئی منزل آگے گیا اور پھر لوٹ آیا۔ مگر موسم گرما ۱۵۴۸ء مین اوس نے کامل کوشش کی کہ اپنے شمالی مملکت کا تصفیہ کردے اس لئے اوس نے جون مین کابل سے کوچ کیا۔ اور اکبر کو اور نیز اوس کی ماں کو ہمراہ لے لیا۔ جب وہ گلباہن مین پھونچا تو اوس نے

اکبر اور اوس کی مان کو کابل واپس کر دیا- اور تالیکان (یا تالیخان) مین جاکر کامران کو اطاعت پر مجبور کر لیا- جب اس شاہنشاہ نے جو اس وقت تک بھی شاہنشاہ کھلاتا تھا شمالی ملکون کا بندوبست کر لیا تو کابل کو لوٹ آیا-

۱۵۴۹ء کے موسم بہار کے آخر پر اوسنے پھر کابل کو اس لئے چھوڑا کہ بلخ پر جو مغربی قندز کے ملک مین ہے حملہ کرے مگر ازبکون نے اوسے ہٹا دیا اور وہ کابل کو ۱۵۵۰ء کے سرما مین واپس چلا آیا- اس وقت ایک بڑے تعجب کی بات ہوئی- ہمایون کو جو بلخ پر نا کامیابی ہوئی تھی اور وہان سے لوٹنا پڑا تھا اوسکا بڑا سبب یہہ تہا کہ کامران اوسکا آکر شریک نہ ہوا تہا- اور پھر اوس سے کھلم کھلا باغی ہو گیا تھا اور ہمایون کی شکست کے بعد دریاے جیحون پر شکرکشی کی تھی جہان اوس پر بڑی مصیبت آپڑی تھی اسلیئے کامران نے ہمایون کو اطاعت کا پیغام بہیجا اس لئے ہمایون نے کابل کی حکومت اکبر کو دی جو اسوقت آٹھہ برس کا تہا- اور محمد قاسم خان برلاس کو اوسکا اتالیق مقرر کر کے کابل سے اپنی بہائی کو اپنے قابو مین کرنے کے واسطے روانہ ہوا مگر ایسی بے احتیاطی سے اوس نے کوچ کیا کہ کامران نے جس نے فقط فریب دیا تھا قبچاق کی گھاٹی کے اوپری کنارہ پر اوسے یکایک آلیا- اور ہمایون کو بجز بہاگ کر جان بچانے کے اور کچھہ نہ بن پڑی- اس فرار کے وقت ہمایون بہت زخمی ہو گیا تھا تاہم اوس نے ایسی عقلمندی کی کہ درہ سرطان کے قلعہ پر بخیریت پہونچ گیا- یہان اوس کو کسی قدر امن مل گیا- اسی اثنا مین کامران نے بھی منزلین طے کین اور آکر

کابل کو لے لیا اور تیسرے مرتبہ اکبر اپنے چچا کے ہاتھون مین قید ہو گیا۔ ہمایون نے
باوجود اس نقصان کے کچھ اندیشہ نہ کیا۔ اور اپنے رفقا کو پھر اکھٹا کرکے پہاڑون سے
اوترا اور کابل کو روانہ ہوا۔ جب وہ شتر گردن پر پہونچا تو دیکھا کہ کامران کی فوج اوسکے مقابلہ
کو کھڑی ہوئی ہے کچھ دنون تک تو پیغام سلام ہوتے رہے۔ جب کچھ نتیجہ نہ نکلا تو ہمایون
نے حملہ کا حکم دیا جس مین اوسے کامل فتح ہوئی اور کامران بھاگ گیا کچھ دیر تک تو ہمایون
کو بڑا اندیشہ رہا کہ کامران اپنے بھاگتے وقت کہین اکبر کو نہ لے گیا ہو لیکن اوس کے
شہر مین داخل ہونے سے پیشتر ہی حسن اخنہ جسکی نگرانی مین اکبر تھا اکبر کو لیکر ہمایون
کے پاس حاضر ہوا۔ اور ہمایون کا تردد بالکل دور ہو گیا۔ دوسرے روز وہ شہر مین داخل
ہو گیا۔

اسوقت ہمایون کو جو فتح ہوئی وہ قطعی اور ہمیشہ کے لئے تھی۔ جب ہمایون نے
اسکے بعد انعامات تقسیم کئے تو اپنے بیٹے کو بھی فراموش نہ کیا۔ اکبر کو اوس نے علاقہ
چرخ جاگیر مین دیا۔ اور حاجی محمد خان سیستانی کو اوس کا اتالیق مقرر کرکے اوس کی تعلیم
کے لئے بھی تاکید کی دوسرے سال ہمایون کی مصیبتون کے جو اسباب تھے وہ ایک
ایک کرکے سب مٹگئے۔ اگرچہ کامران نے ایک مرتبہ اور بھی زور مارا مگر اوس کا ایسی چستی
سے تعاقب کیا گیا کہ اوسے مجبوراً اگست ۱۵۵۳ء مین اطاعت کرنا پڑا ہندال مرزا ایک
اور بھائی ڈیڑھ برس ہوا تھا کہ کامران کے تعاقب کے وقت قتل ہو چکا تھا۔ دوسرا
عسکری مرزا جس کا مزاج معلوم ہوتا ہے دغا و فریب کے ہی خمیر سے بنا تھا مکہ کو

سنہ ۱۵۵۱ء[1] مین نکالدیا گیا تھا اور گو وہ ابھی تک زندہ تہا مگر کچہہ نقصان کا اوس سے اندیشہ نہ تہا۔ جب اس طرح اوسے بھائیون سے اندیشہ جاتا رہا تو اب ہمایون نے کشمیر کی فتح کا ارادہ کیا مگر اوس کے امیر اور اوس کے رفقا اس حملہ کے ایسے مخالف تھے کہ ہمایون کو اپنی مرضی کے خلاف اوسے ترک کرنا پڑا اس وقت اوسنے اپنے دلکو اسی سے خوش کرلیا کہ وہ دریاے اٹک کے پار اوتر آیا جس وقت اوس کا لشکر اون اضلاع مین پڑا ہوا تھا جو دریاے اٹک اور جھلم کے درمیان ہین تو اوسنے پیشاور کے قلعہ کی ایسی مرمت کا حکم دیا کہ جو پہلے سے بہت بڑا از سر نو قلعہ بنانے کے برابر تھے۔ اسوقت بھی وہ ہندوستان کے حملہ کی تجویز مین تھا۔ اور خاصکر اوسے اس بات کی فکر تھی کہ گھاٹیون سے آگے کوئی ایسا مقام اوسکے ہاتھ آجاے کہ جہان وہ اپنی فوج کو مجتمع کرسکے اوس نے تعمیر کا کام ایسی جانفشانی سے شروع کیا کہ قلعہ اخیر سنہ ۱۵۵۴ء تک تیار ہوگیا۔ اسکے بعد وہ کابل لوٹ گیا۔ اس سال کے جاڑون مین اور نیز موسم بہار کے ابتدا مین ہندوستان مین تلے اوپر ایسے حوادث سرزد ہوسے کہ جس سے ہمایون کی تجویزون کو عمل مین لانیکا موقع بخوبی مل گیا۔

(۱) مکہ مین اوس کا انتقال سنہ ۱۵۵۸ء مین ہوا

باب ہفتم

ہمایون کا حملہ ہندوستان پر اور اس کی موت

شیر شاہ نے جس نے ہمایون کو سنہ ۱۵۴۰ع مین قنوج کے مقام پر شکست دی تہی اپنی فتح کے بعد اون ممالک پر قبضہ کر لیا کہ جنھین بابر نے فتح کیا تہا اور نیز کچھہ اور بھی اون مین زیادہ کر لیئے ۔ وہ لایق آدمی تو تہا ۔ مگر اوس مین بھی اوس بادشاہ سے جسے اوس نے نکالدیا تہا اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کی زیادہ عقل نہ تھی ۔ اوس نے بھی متفرق کمپوؤن کے ذریعہ سے حکمرانی کی کہ جس مین ہر ایک صوبہ اور ضلع کا انتظام جدا جدا ہوتا تہا ۔ وہ سنہ ۱۵۴۵ع مین اوس صدمہ سے مرگیا جو اوسے کالنجر کے محاصرہ مین اوسی وقت پہونچا تہا جب کہ اوس مضبوط قلعہ کے آدمیون نے اوسکے روبرو ہتیار رکھدیئے تھے ۔

اوس کا دوسرا بیٹا سلیم شاہ سور جو سلطان اسلام خان کے نام سے بھی مشہور ہے اوس کے بعد بادشاہ ہوا ۔ اور آٹھہ سات برس تک حکومت کرتا رہا ۔ اس بادشاہ کو اوس طرز حکومت کی خرابی کچھ کچھ ضرور معلوم ہوگئی ہوگی جو اس سے پہلے سے چلا آتا تہا کیونکہ اوسنے اپنی عہد حکومت کا بڑا حصّہ اپنے ان امرا کے سازشون کے رفع کرنے مین خرچ کیا جو اوس کے ماتحت متفرق صوبون کے حاکم تھے ۔ جب وہ مرا ہے تو اوسنے ایک خردسال بیٹا چھوڑا جس سے امیرون کا اختیار و اقتدار زیادہ ہوگیا اور اوس کا

نتیجہ بہت جلد یہ ہوا کہ یہ لڑکا بادشاہ تین روز ہی کی براے نام حکومت کے بعد مارا گیا اور اوس کے ماموں نے تخت چھین لیا۔ اور سلطان محمد شاہ عادل کے لقب سے اپنے کو مشہور کیا یہ شخص بڑا جاہل ظالم تھا اور کسی قاعدہ و دستور کا پابند نہ تھا اور بڑا بے حیا شہوت پرست تہا۔ مگر اوس کو خوش قسمتی سے اپنی حکومت کی تائید کے لئے ایک ہندو ہیمو نام مل گیا۔ جو ابتدا مین ریواری واقع ملک میوات کا ایک دکاندار تھا۔ اور ایسی بڑی لیاقت کا آدمی تہا کہ رفتہ رفتہ تمام سلطنت کی حکمرانی کا اختیار اوس نے اپنے ہاتھہ مین لے لیا تہا۔ مگر اس ہیمو مین بھی اتنی عقل نہ تھی کہ اون ممالک کے سلسلہ اتحاد کے توڑنے کو روک سکتا جنھین شیر شاہ نے اپنی اولاد کی میراث مین چھوڑا تھا۔ ابراہیم خان نے بیانہ مین بغاوت کی اور آگرہ دہلی لیکر اپنے تئین سلطان مشہور کردیا۔ احمد خان جو ستلج کے شمال و مغرب کے صوبہ کا حاکم تھا سکندر شاہ کے لقب سے پنجاب کا بادشاہ بن بیٹھا۔ شجاع خان نے مالوہ کی سلطنت کو لے لیا۔ اور اسی زمانہ مین دو دعویدار ممالک مشرقی کیواسطے باہم جھگڑے کر رہے تھے۔ ان جھگڑے فسادون مین سکندر شاہ کو کچھہ عرصہ کے لئے غلبہ ہوگیا۔ ابراہیم خان کو اوس نے فرح کے مقام پر جو آگرہ سے بیس میل ہے شکست دی۔ پھر آگے بڑھکر دہلی کو لیلیا۔ وہ جونپور اور بہار کے حملہ کی تیاری ہی کر رہا تہا کہ اوسے کابل کی طرف سے حملہ کی اندیشناک خبرین آئین۔

جو واقعات کہ اس وقت گذرے وہ صرف نتائج کے لحاظ سے نہایت اہم تھے۔

ہمایون اٹک کی طرف کابل سے نومبر ۱۵۵۴ء مین روانہ ہواگو اس وقت اس کی فوج بہت تھوڑی تھی - مگر جس قدر آگے بڑہتا گیا اوس کی تعداد زیادہ ہوتی گئی - اکبر بھی اوسکے ساتھ تہا - ہمایون ۲ر جنوری ۱۵۵۵ء کو اٹک سے اوترا - اور راولپنڈی کو چلا پھر وہان سے کلانور ہوتا ہوا راوی تک آگے کو چلا آیا - یہان اوسنے اپنی فوج کو حصّون مین منقسم کیا - اور اپنی نہایت عمدہ سپہ سالار بیرام خان کو جالندھر کیطرف روانہ کیا اور خود لاہور کا راستہ لیا - اور وہان سے عبد المعالی کو جسے وہ بڑا دوست رکھتا تہا دیبالپور کے قبضہ کے واسطے بہیجدیا - جو اسوقت بڑا عمدہ مقام تہا اور جہان سے لاہور اور ملتان کے و سطے ممالک پر رعب داب ہوسکتا تھا -

اب بڑے بڑے معاملات بہت جلد جلد واقع ہونے لگے - بیرام خان نے سکندر شاہ کے سپہ سالار کو مچھی واڑے پر ستلج کے کنارہ شکست دی اور قصبہ سرہند پر حملہ کیا - سکندر نے اس اُمید سے کہ وہ اُسے وہان غارت کرڈالیگا - نہایت تیزی سے ایک لشکر جرار لیکر وہان کو کوچ کیا بیرام خان خندق کھود کر مورچون مین پڑگیا اور ہمایون سے مدد طلب کی ہمایون نے اکبر کو اوسی وقت روانہ کیا اور کچھ روز بعد خود بھی وہان کو روانہ ہوا - قبل اس سے کہ یہ لوگ وہان پہونچین سکندر آگیا - مگر حملہ سے جھجکتا رہا - اس جھجکنے نے اوسے غارت کردیا - کیونکہ جب ہی ہمایون وہان آیا تو اوس نے اندہا دہوند لڑائی شروع کردی - ہمایون کو فتح ہوئی اور کامل فتح ہوئی - سکندر شاہ کوہستان شوالک کو بہاگ گیا ہمایون اپنی فوج لیکر دہلی کو روانہ ہوگیا اور ۲۳ر جولائی کو اوس پر

قبضہ کرکے ایک حصۂ فوج کا روہیلکھنڈ کو اور دوسرا حصۂ آگرہ کے قبضہ کو بہیجا - اور عبدالمعالی کو پنجاب کے قبضہ کیواسطے پہلے ہی بہیج چکا تھا -

لیکن ابھی اوس کی مشکلات حل نہین ہوئی تہین - ہیمو جو محمد شاہ عادل کا سپالار اور وزیر اعظم تھا بنگالہ کے دعویدار کو جس نے ممالک مغربی شمالی پر کالپی کے قریب جمنا کے کنارہ حملہ کیا تہا شکست دیچکا تہا اور دہلی پر آنے کی تیاری کر رہا تھا - سکندر شاہ بھی جسے سرہند مین شکست ہوئی تھی پنجاب مین پھر ہاتھہ چلانے کی تدبیرون کے درپے تہا - ان مشکلات کو دیکھہ کر ہمایون خود تو دہلی مین رہا - اور اکبر کو بیرام خان کی اتالیقی مین پنجاب کے تصفیہ کو بہیجدیا -

اب یہان اکبر کا حال بیان کرنا ضرور ہے - یہ شاہزادہ ابتداے جنوری ۱۵۵۶ء مین سرہند مین پہونچا - اور بہت سے اون سردارون کو جنھین عبدالمعالی ہمایون کے پیارے سردار نے اپنے ضدی مزاج کے باعث ناراض کر دیا تھا لیکر پہلور کے قریب ستلج سے پار اوترا - اور سلطان پور واقع ضلع کانگڑے کو گیا - اور وہان سے سکندر شاہ کے تعاقب مین ہریانہ پہونچا - اوسی روز صبح کو جس روز کہ یہ وہان پہونچا ہے ہمایون پر ایک سخت حادثہ کے واقع ہونے کی خبر آئی - اس خبر کے سنتے ہی اوس نے فوراً آگے بڑھنا ملتوی کر دیا اور کلانور کو کوچ کیا کہ وہان پر ٹہیر کر اور خبر کا انتظار کرے - جب یہ وہان پہونچا تو ایک خط اوسے ملا جو ہمایون کے حکم سے لکھا گیا تہا اوس مین لکھا تہا امید ہے کہ جلد شفا ہو جاے - مگر ایک تہوڑی ہی دیر کے بعد ایک قاصد آیا کہ بادشاہ کا انتقال

ہو گیا۔اس خبر کے پہونچتے ہی اکبر کی بادشاہی کی منادی کردی گئی۔

اب یہ وقت ایک ایسے لڑکے کے لیے جو صرف تیرہ برس چار مہینے کا ہو نہایت آزمایش کا تہا۔بے شک وہ پنجاب پر قابض تھا اوسکے ملازم سرہند دہلی اور غالباً آگرہ پر بھی دخیل تھے۔مگر اوسے یہ بھی معلوم تہا کہ ہیمو جو ایک اور دعویدار کو شکست دیکر دو فتحون کی خوشی مین پھولا ہوا تھا پچاس ہزار فوج اور ایک ہزار ہاتھی لیکر آگرہ کی طرف بڑہتا چلا آرہا تہا۔اور اوس کا کامل ارادہ تہا کہ محمد شاہ عادل کی سلطنت پھر قایم کردے۔اسی مشکلات مین چند روز بعد یہ خبر آئی۔کہ جو صوبہ دار اوس کے باپ نے کابل مین مقرر کیا تہا اوس نے بھی بغاوت کی ہے۔

ہمایون دہلی کے شاہی محلات کے کتب خانہ کی چھت پر چڑہا تھا اوسکے زینہ کی چوٹی پر سے گرکر مر گیا تھا۔چار روز تک تو وہ لڑکھڑاتا رہا۔اور اس عرصہ مین اکثر اوقات بیہوشی کی حالت مین پڑا رہا۔پھر ۲۴ جنوری کی شام کو اپنی عمر کے اڑتالیسوین سال مین مر گیا۔ تاردی بیگخان نے جو دہلی کے موجود امیرون مین سب سے بڑا امیر تھا فوراً انتظام کو اپنے ہاتھ مین لے لیا۔اور سب سے پہلے اوسنے یہ کام کیا کہ تمام لوگون سے اس حادثہ کی خبر کو اوس وقت تک چھپائے رکھا کہ جب تک اوس نے اکبر کی تخت نشینی کا بندوبست نہ کرلیا۔جسے اوس نے بتفصیل تمام ان معاملات کی خبر بہیجدی اور ایسی ہوشیاری اور دانائی کی کہ سترہ روز تک بادشاہ کے مرنے کی خبر کسی پر ظاہر نہ ہونے دی پھر وہ ۱۰ فروری کو تمام امرا کو اکٹھا کرکے جامع مسجد کو گیا اور اکبر کے نام کا وہان خطبہ پڑہوایا۔پھر

اوسنے دوسرا کام یہ کیا کہ تمام اسباب علامات شاہی تاج مرصع مع افسران محلات وبدرقہ شاہی اور نیز ایک دعویدار سلطنت ہمایون کے بھائی کامران کے بیٹے کو پنجاب کو نئے بادشاہ کے صدر مقام پر روانہ کردیا۔ پھر اوسنے وہ تدابیر کرنا شروع کین کہ جس سے ہیمو کے حملہ سے دار السلطنت کو بچائے رکھے۔ جسکا بڑا اندیشہ ہو رہا تھا۔

باب ہشتم

اکبر کی لڑائی اپنے باپ کے تخت کیلئے

مین نے اوپر بیان کر دیا ہے کہ اکبر کو اپنے باپ کے مرنے کی خبر اوس وقت ملی تھی جب کہ وہ اپنی فوج لئے ہوئے قصبہ کلانور مین داخل ہونے کے لئے گیا تھا۔ اوس وقت تک نہ تو اوسے کابل کی بغاوت کی خبر ملی تھی اور نہ اوس کے مشیر تدبیر بیرام خان کو یہ خیال تھا کہ ہیمو دہلی پر فوج کشی کریگا۔ اس وقت پہلے پہل تو اوسے چند روز تک یہی خیال رہا کہ میدان مین صرف ایک ہی دشمن ہے۔ اور یہ دشمن وہ ہی سکندر شاہ ہے جسے اوسکے باپ نے پنجاب مین غارت کرنے کے لئے بھیجا ہے سکندر شاہ کے پاس ابھی تک فوج تھی اور آہستہ آہستہ کشمیر کیطرف کو پیچھے ہٹ رہا تھا۔ اوس وقت اس نئے بادشاہ اور اوسکے اتالیق کو اپنا پہلا فرض یہی معلوم ہوا کہ کسی طرح پنجاب کو قابو مین کرلین اور اس مقصد کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ سکندر شاہ کا تعاقب کیا جانے اس لئے فوج کو کلانور سے سکندر کے تعاقب مین روانہ کیا جس سے اوسے مجبوراً مانکوٹ کے قلعہ مین پناہ لینا پڑی جو کوہستان شوالک کے نیچے سلسلہ مین واقع ہے۔ چونکہ مانکوٹ ایک بڑا مضبوط مقام تھا اور ہندوستان اور کابل کے طرفون سے اندیشناک خبرین چلی آرہی تھین اس لئے اکبر اور بیرام خان نے اسی پر قناعت کی کہ کچھ فوج اس قلعہ

سے محاصرہ کو چھوڑ دے اور جالندھر کو لوٹ آئے ۔

بے شک یہ وقت بھی ایساہی تہا نہ صرف کابل مین ہی بغاوت ہوئی تھی بلکہ ہیمو نے جس کی فوج ہر لمحہ بڑہتی جاتی تہی بلامزاحمت آگرہ کو لے لیا تھا اور وہان کی فوج جو پیچھے کو ہٹتی جاتی تہی اوسکے تعاقب مین دہلی کو چلا آتا تھا اسکے ایک روز بعد یہ خبر آئی کہ دہلی کے قریب اوسنے مغلیہ فوج کو شکست دی اور شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور تاردی بیگ بقیہ فوج منہزمہ کو لیکر سرہند کی طرف بھاگ آیا ہے ۔

جب کثرت سے مشیر اکٹھے ہو جاتے ہین تو ہمیشہ اون کی صلاحین عقل سے خالی ہوا کرتی ہین۔ جب اکبر نے ہیمو کی فتح کا حال سنا تو اپنے جنگ آزمودہ سردارون کو اکٹھا کرکے اونسے مشورہ کیا۔ اون مین سے ایک شخص کے سوا سب نے بالاتفاق کابل کے لوٹ جانے کی صلاح دی اونھون نے کہا کہ اوس کوہستانی دارالحکومت کو ضرور فتح کرلین گے اور وہان ہم اوسوقت تک رہینگے کہ ہندوستان پر ازسرنو حملہ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ نہ آئے۔ اس کے برخلاف بیرام خان نے اپنا زبردست آواز نکالا اور کہا کہ ستلج سے فوراً گذر کر تاردی بیگ سے سرہند مین جاکر ملجانا اور فوراً وہان سے ہیمو پر حملہ کرنا چاہیئے ۔ اوس نے کہا کہ دہلی کو دو مرتبہ لے لیا ہے اور دو مرتبہ وہ نکل نکل گئی ہے اب کچھہ ہی کیون نہو اوسے لے لینا ضرور ہے ۔ دہلی ہے اصلی حکومت کا مقام ہے نہ کابل۔ جو شخص دہلی کا مالک ہوگا وہ کابل کو بآسانی لے سکتا ہے اکبر کے عقل مین بھی اپنے اتالیق کی بات آگئی۔ اور فوراً ستلج کے پار کو چلنے کے لئے کوچ

کردیا گیا۔

اکبر اور بیرام خان نے واقع مین اسباب کو سوچ لیا تھا کہ ایکطرف تو ہندوستان کی شاہنشاہی کا تاج ہے اور دوسری طرف کابل کی ایک چھوٹی سی حکومت ہے۔ کیونکہ اونکو ہندوستان سے اونکے خیرخواہون نے لکھ بھیجا تھا کہ ہیمو دہلی کو لیکر پنجاب کو لینے کی تیاری کر رہا ہے دشمن سے پیشتر ہی تیاری کر کے خود ہی حملہ آور بن جانا جو ایشیا مین ہمیشہ سے ایک بڑی بات چلی آتی ہے فتح کے واسطے قریب قریب ایک لازمہ کے ہو گیا ہے اسلئے اکبر اکتوبر مین جالندہر سے چلا اور ستلج سے پار ہو کر سرہند کو لے لیا۔ یہان تاردی بیگ اوس سے آکر ملگیا۔ اور وہ امیر بھی آگئے جنھین دہلی کے فصیلونکے پاس ہیمو سے شکست ہوئی تھی۔ ان لوگون کے آنے کے بعد اکبر کے دل مین اوس اختیار کی اجازت دینے کے خلاف کا پہلا تخم بویا گیا جو اوسکے اتالیق نے اپنے ہاتھہ مین لے لیا تھا تاردی بیگ ایک ترکی امیر تھا جو ہمایون اور اوسکے بھائیون کے جھگڑے مین کبھی ادہر کبھی اودہر ہو جاتا تھا۔ مگر اخیر وقت مین وہ اکبر کے باپ کا طرفدار ہو گیا تھا۔ جب ہمایون مرا تو تاردی بیگ نے ہی اپنی لیاقت اور وفاداری کے سبب سے ایسا انتظام کیا کہ بلا خونریزی اکبر کو تخت نصیب ہو گیا۔ باوجود اسکے کہ کامران کا ایک بیٹا اوسوقت دہلی مین موجود تھا۔ یہ سچ ہے کہ جب ہیمو سے اوس نے شکست پائی تو بعض اور سردارون کی رائے مین اوس سے یہ غلطی صادر ہوئی کہ اوسنے دہلی کو جلدی خالی کر دیا۔ مگر فنون جنگ کی غلطی کوئی جرم نہین ہوا کرتی۔ اور اگر یہ بھی نہ مانو تو اوسکا

اتنا تو ضروری احسان تہا کہ ایک بڑا زبردست لشکر لاکر اوسنے سرہند مین اکبر کو دیدیا تہا مگر اوسمین اور بیرام خان مین ہمیشہ سے عداوت چلی آتی تھی اور یہ عداوت بیرام خان کے دلمین مذہبی تعصب کے باعث سے تھی کیونکہ بیرام خان شیعہ تھا اور تاردی بیگ سنی تہا جب تاردی بیگ سرہند مین آیا تو بیرام نے اوسے اپنے خیمہ مین بولاکر قتل کردیا اکبر کو اوس کے اس ظلم پر بڑا غصتہ آیا۔ اور بیرام سے اوس کا کچھہ جواب نہ بن پڑا یہ کھہ سکتے ہین کہ یہ کام اوس نے اسلیئے کیا تھا کہ آئین اور ضوابط کی کوئی خلاف ورزی نہ کرسکے اور امرا ٹہیک ٹھیک اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہ نکال سکین۔

اس زمانہ مین ہیمو دہلی ہی مین رہا۔ اور نئے لقب راجہ کا جو اوسنے اختیار کیا تھا اوسکی خوشیان منانا اور فوج کو فراہم کرتا رہا۔ مگر جب اوس نے سنا کہ اکبر سرہند مین پہونچ گیا تو اوس نے اپنا توپخانہ پانی پت کو بھیجا۔ جو دہلی سے ۵۳ میل شمال کو ہے۔ اور یہہ ارادہ کیا کہ پیچھے سے پیدل اور سوار فوج کو لیکر خود بھی جائے مگر ادہر سے اکبر بھی اوسی مقام کو روانہ ہوگیا۔ علاوہ برین اوس نے دس ہزار سوار کی فوج احتیاطاً آگے بہیجدی اور علی قلی خان شیبانی کو اوس کا سردار کیا جو تاردی بیگ کے ساتھہ ہیمو سے دہلی مین لڑا تھا اور اوسکے دہلی سے جلدی ہٹ جانے کو برا بتاتا تھا۔ علی قلی خان پانی پت پھونچا۔ اور دیکھا کہ ہیمو کے توپخانہ کا کوئی نگران نہین ہے۔ اسلئے اوسنے جہپٹ کر اوسکو چہین لیا۔ اسی حسن کارگذاری کے صلہ مین اوسے خانزمان کا خطاب عنایت کیا گیا۔ اور اسی خطاب سے تاریخ مین آئندہ وہ مشہور ہے۔ اس بدبختی سے ہیمو کی ہمت

بہت کچھہ لوٹ گئی - کیونکہ کہتے ہین - یہ توپین ٹرکی سے طلب کیگئی تھین اور اونکی بڑی تعظیم کیجاتی تہی - پھر اِسکے بعد بے توقف اوس نے پانی پت پر زور ڈالا - اور آگے بڑہے چلا گیا - اکبر اور بیرام پانی پت کے میدان مین بڑہ رہے تھے اور ۵ نومبر ۱۵۵۶ع کی تاریخ اور صبح کا وقت تھا کہ اونھون نے ہیمو کی فوج کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا - میرے نزدیک اکبر کو اوسوقت ضرور یاد ہوا ہوگا - کہ ٹھیک تیس برس پہلے اوسکے دادا بابر نے اسی میدان مین لودی خاندان کو غارت کیا اور ہندوستان کی سلطنت پر قبضہ کیا تہا - اب اکبر کو اُس غاصب کی فوج کا سامنا تہا کہ جو مصاہرت کے رشتہ سے خاندان سور کا جس نے اوسکے خود باپ کو ہندوستان سے نکالا تہا رشتہ دار رہتا - وہ جانتا تھا کہ یہ لڑائی ایسی لڑائی ہوگی کہ جس سے اس صدی بھر کے لئے فیصلہ ہوجائیگا لیکن گو وہ کیسا ہی صاحب فراست سہی مگر یہ بات نہین جان سکتا تھا کہ ہندوستان مین ایک خاندان شاہی کے قایم کرنے کے واسطے یہہ پہلا زینہ ہوگا - جو دوسو برس سے زاید یہان رہیگا - اور جسے خارج کرنے کے واسطے شمال سے ایک اور حملہ کی اور ایک اور پانی پت کی لڑائی کی اور ایک اور اجنبی قوم کی بحر اٹلانٹک کے ایک جزیرہ سے یہان آنے کی ضرورت ہوگی -

ہیمو نے اپنے لشکر کو تین حصّون مین منقسم کیا تہا - آگے تو پانچ سو ہاتھی چلتے تھے جس مین ہر ایک پر ایک ذی عزت عہدہ دار سوار تھا اور خود ہیمو ایک اپنے پیارے ہاتھی پر سوار اس کا سردار تھا - وہ پہلے تو مغلون کے بائین بازو پر جو آگے بڑہ رہا تھا

پھیلا اور اوس کی ترتیب بگاڑدی مگر چونکہ ماتحت سرداروں نے اپنے پیدل فوج سے اوس کی تائید نہ کی وہ ہٹ گیا اور پھر خود قلب پر حملہ کیا جہان بیرام خود فوج کو لڑا رہا تھا۔ اوس ہوشیار سپہ سالار کو ایسے حملہ کا پہلے ہی خیال تھا اوس نے اپنے تیراندازون سے کہہ رکھا تہا کہ سوارون کی پیشانیون پر تیر مارین۔ ان تیراندازون کے ہاتھہ کا ایک تیر ہیمو کی آنکھ مین لگا جو ہودہ مین اوسکے صدمہ سے بیہوش ہوکر کچھہ دیر کے لئے گر پڑا جب اوس فوج نے اپنے سردار کے گرنے کو دیکھا تو سخت پریشان ہوگئی اور حملہ مین ابتری ہوگئی اور پھر بالکل موقوف ہوگیا۔ پھر بیرام کے سپاہیون نے اس حملہ کے موقوف ہوتے ہی اونھین تتر بتر کردیا۔ چونکہ ہیمو کے ہاتی کا فیلبان مارا گیا تھا اوس کا ہاتی اپنی طبیعت کے میلان کے بموجب جنگل مین چلدیا۔ ایک سردار شاہ قلی محرم بہارلو نے جو بیرام کا رفیق اور کوئی دور کا رشتہ دار تہا ہاتی کو جاتا دیکھکر اوس کا پیچھا کیا۔ اوسے یہ نہین معلوم تہا کہ اسپر کون سوار ہے جب وہ اوسکے پاس آیا اور ہاتی کی گردن پر کی رسی کو پکڑا تو معلوم ہوا کہ اوسپر ہیمو سوار ہے اور زخمی ہے۔ اوسے اوس نے گرفتار کرلیا۔ اور بیرام کے پاس لے آیا۔ بیرام اوسے اپنے نوجوان بادشاہ کے پاس لے گیا۔ جس نے دن بھر بڑی بہادری اور جوانمردی دکھائی تھی لیکن اب لڑائی کا انتظام اپنے اتالیق کے ذمہ چھوڑ آیا تھا جو حالات کہ اس وقت گذرے اور اوس زمانہ کے مورخون نے لکھے ہین وہ یہ ہین بیرام نے جب اس زخمی سردار کو اپنے بادشاہ کے روبرو پیش کیا تو عرض کیا کہ "یہ آپکی پہلی لڑائی ہے۔ اس کافر کو اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے تاکہ آپ

غزا کا مرتبہ حاصل کرین،، اکبر نے جواب دیا "یہ اس وقت ایک مردہ سے زاید نہین ہے۔ مین اسے کیونکر مار سکتا ہون اگر اسے عقل اور طاقت ہوتی تو مین اس پر تلوار چلاتا (یعنی مین اس سے لڑائی لڑتا)" غرض جب اکبر نے اوسکے قتل سے انکار کیا تو بیرام نے خود اوسے قتل کر دیا۔

بیرام نے اپنے سوار دشمن کے تعاقب مین دہلی کو بھیجے اور اونکو آرام لینے کی مہلت نہ دی۔ اور دوسرے روز ۴۵ میل کا سفر بے قیام کے طے کر کے مغلیہ فوج شہر مین داخل ہو گئی۔ اسکے بعد اکبر کا کوئی بڑا خوفناک دشمن ہندوستان مین نہ رہا اور اوس کو وہ ہی مرتبہ حاصل ہو گیا۔ جو تیس سال پیشتر اوسکے دادا کو حاصل ہوا تھا۔ اب یہ بات باقی رہ گئی کہ یہہ لڑکا اوس موقع سے فائدہ اوٹھائیگا یا نہین جسکو اوسکے باپ اور دادے دونو نہین حاصل کر سکے تھے۔ جو بڑا کام کہ اوس کو کرنا تھا اوس کی اصلی حالت دکھانے کیلئے دوسرے باب مین مین چاہتا ہون کہ ہندوستان کی اوس وقت کی حالت بیان کر دون جب کہ اکبر تخت پر بیٹھا ہے اور اوسکے بعد کی اور ایک باب مین یہ بتاؤن کہ اس چودہ برسکے لڑکے نے بیرام خان کی اتالیقی مین کسطرح فائدہ اوٹھایا۔

باب نہم

سولھوین صدی عیسوی کے وسط مین ہندوستانکے عام حالت

جو سلطنت کہ ستلج کے جنوب مین مغلون سے پہلے افغانون نے فتح کی تھی وہ اس لایق نہ تھے کہ اوسے ہندوستان کی شاہنشاہی کہا جاے وہ دہلی کی بادشاہت تھی جسمین وہ صوبہ داخل تھے جو ۱۸۳۵ء تک ممالک مغربی شمالی کے نام سے مشہور تھے اور اسمین صوبہ بنگالہ کا وہ حصہ بھی تھا جسے ہم مغربی بہار کہتے ہین اور کچھ اضلاع ممالک متوسط او راجپوتانہ کے بھی اوس مین تھے۔ علاوہ برین پنجاب بھی اوس مین شامل تھا۔ البتہ کچھ عرصہ کے لئے شاہان خاندان تغلق نے بنگالہ اور قریب قریب تمام جنوبی ہند لے لیا تھا مگر پہلا ہی حملہ جب ہی کہ شمال سے ہوا تو جنوب کے ہندو راجاؤن نے اطاعت کے غیر غو جوے کو کندہے سے اوتار پہینکا۔ اور پھر کسی نے اونہین مطیع نہین بنایا۔ اور لیسہ کا بڑا زبردست راج جو گنگا کے دہانہ سے گوداوری کے دہانہ تک پھیلا ہوا تھا۔ ہمیشہ خودمختار رہا۔ مغربی ہند نے بھی کچھ عرصہ تک کسی مغربی حملہ آور سے کچھ غرض نہ رکھی اور اوس کے چھوٹی چھوٹی ریاستین خودمختار بادشاہتین ہوگئی تھین۔

جب اکبر تخت نشین ہوا ہے تو ہندوستان کا سب سے مغربی حصہ سلطنت گجرات کا ایک مسلمان بادشاہ کے قبضہ مین تھا جو افغانی نسل سے تھا اور خودمختارانہ حکومت

کرتا تھا - ہمایون بیشک وہان گیا تھا مگر ہندوستان سے اوسکے بھاگنے پر وہ پھر خود مختار ہو گیا تھا - اور اوس سے بعد اوسے کسی نے نہ چھیڑا تھا بلکہ اوسی نے اپنی نہایت قریب کے پڑوسی مالوہ والون سے لڑائی کی تھی اور فتح حاصل کی تھی اسوجہ سے یہ حکومت جسمین اوس ملک کا بڑا حصہ شامل تھا جسے ہم وسط ہند کہتے ہین اکبر کی تخت نشینی کیوقت خود مختار تھی یہی حال خاندیس کا بھی تھا اور یہی حالت راجپوتون کی ریاستون کی تھی - انکا کچھ حال زیادہ تفصیل سے بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے -

رانا سانگا کے معاملات کا تو اوّل باب مین اپنے موقع پر کچھ ذکر آچکا ہے بابر نے جو اس راجہ کو شکست دی تھی اوس سے میوار کی طاقت کو بڑا صدمہ پھونچا تھا - اور جب شیر شاہ نے ہمایون کو ہندوستان سے نکالدیا تھا تو میوار کی سرداروں نے شیر شاہ کی اطاعت قبول کرلی تھی لیکن شیر شاہ کے مرنے پر جو ہنگامہ فساد برپا ہوئے تو وہ پھر خود مختار ہو گئے تھے اور اکبر کی تخت نشینی کے وقت پر بھی راجپوتانہ کی ریاستون مین اون کا بڑا درجہ تھا - دوسری ریاستون کے مختصر طور پر یہ حالت تھی کہ جے پور کے حکام نے بابر کے زمانہ مین مغلون کے آگے گردن جھکا دی تہی - اوس زمانہ مین وہان کا راجہ بہارا مل راجا تھا اوسنے اپنی فوج سے بادشاہ کی مدد کی تھی - اور ہمایون نے اپنے بھاگنے سے قبل اوسے ایک بڑا شاہی خطاب راجاے امیر کا عنایت کیا تھا جس وقت اکبر نے پانی پت کی لڑائی سر کی ہے تو اوس وقت راجہ بہارا مل کا بیٹا وہان کا حاکم تھا - جودھپور کے اوس زمانہ مین جے پور سے بدرجہا بڑھ کر اچھی حالت تھی

اوسکے راجہ مالدیونے شیرشاہ کو میدان جنگ مین اوس کے تمام دشمنون سے بڑھکر تکلیف دی تھی۔ مگر اوسنے ہمایون کے بہاگتے وقت اوسے اپنے یہان پناہ نہ دی تھی جب اکبر دہلی کے تخت پر بیٹھا تو یہ راجہ زندہ اور خود مختار تھا۔ اور راجپوتانہ کے تمام راجاؤن سے زیادہ طاقتور تہا۔ جیسلمیر اور بیکانیر وغیرہ کے ریگستانی سرحد کی ریاستین بھی خود مختار تھین۔ اور یہی حال راجپوتانہ کے چھوٹی چھوٹی ریاستون کا تھا ایسا ہی سندہ کا حال ہو رہا تہا اور یہی حالت ملتان کی بہی تھی۔ میوات اور بگیلکہنڈ بھی کسی غیر شخص کے مطیع نہ تھے۔ مگر گوالیار اور چھا چندیری نرور اور پٹنا و آگرہ کے قرب وجوار مین ہونے کے باعث بادشاہ کی طاقت اور ان ملکون پر اوس کی توجہ کی کم و بیشی کے اندازہ سے کم و بیش باجگذار رہا کرتی تھی۔

مگر اون صوبون مین بھی جہان مسلمان بادشاہ حکومت کرتے تھے باہم اتحاد نہین ہوتا تھا۔ بادشاہ سلطان یا شاہنشاہ جیسا جیسا کہ اوس کا لقب اپنے اپنے وقت پر ہوا کرتا تہا ان صوبون کی سردارون مین بڑا سردار ہوتا تہا جسکی نگرانی مین یہ سب صوبے ہوا کرتے تھے اپنے دربار مین تو اوس کی پوری حکومت ہوتی اور فوج مین وہ خود سپہ سالاری کرتا تہا مگر صوبون کی اندرونی انتظام مین اوسے کچھ دخل نہین ہوتا تھا۔ اور اگرچہ بظاہر نام کے لئے صوبہ دار اپنے بادشاہ کا مطیع ہوتا اور خود مختار نہین سمجھا جاتا تہا مگر درحقیقت وہ خود مختار ہوتا تہا۔

تمام[۱] لوگون کے بالاتفاق شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوجن کی تعداد اون تمام صوبونکے باشندون کی تعداد مین سے جو مسلمانون کے مطیع تھے آٹھ حصّون مین سے سات حصّہ تھے مسلمانون کے وقت مین خوش حال تھے وہ اپنے مذہب کی رسومات بآزادی تمام علی الاعلان ادا کرتے تھے ۔ صرف اونھین جزیہ دینا پڑتا تھا ۔ جو مسلمان غیر مذہب والے مطیع قومون سے لیا کرتے تھے ۔ مگر سرکار کے تمام کاروبار مین ہندو ہی لوگ بڑے حاوی ہوتے تھے بہت سے صوبون مین اعلیٰ درجہ کے ہندؤن کے پاس موروثی علاقہ ہوتے تھے جو وہان کے صوبہ دار کے ماتحت ہوا کرتے تھے ۔ اور جب کبھی لڑائی مین ضرورت پڑا کرتی تھی تو یہ لوگ میدان جنگ مین اپنی فوج سے بادشاہ کی مدد کیا کرتے تھے ۔

اس طرح پر ہر صوبہ مین وہان فوج رہا کرتی تھی اور جب کبھی ضرورت پڑتی تو صوبہ دار کی خدمت کے واسطے ہمیشہ تیار رہتی تھی ۔ مگر علاوہ اسکے اس صوبہ کی فوج کے سوا قریب قریب ہمیشہ کے ایک مغلیہ تعداد شاہی فوج کی بھی صوبہ مین رہا کرتی تھی جسے تنخواہ بادشاہ

(۱) ہنٹر صاحب کبھی مسلمان حکومتون کو اچھا نہین کہتے اون کی زبان سے یہ چند فقرہ غالباً بلا قصد نکلے ہین ۔ مگر اون کی قلم سے ان کے نکلنے کا یہی سبب ہے کہ یہ سچا اور حق حق واقعہ ہے اور الحق یعلو ولا یعلیٰ کی بنا پر ذہن سے نکل پڑا ہے ۔ واقعی بات یہ ہے کہ مسلمانون کے وقت مین جو خوشحالی اور دولت کہ ہندوستان کو حاصل ہوئی وہ خود نہ ہندؤن کے زمانہ مین اوسے کبھی حاصل ہوئی تھی ۔ اور نہ کبھی کسی ملک کو کسی غیر قوم کے ہاتھ سے ہو سکتی ہے ۔

کی طرف سے ملتی تھی اور اوس کا افسر وہ شخص ہوتا تھا کہ جسے سلطان خود مقرر کرتا تھا۔
اس افسر کو بہت کچھ صوبہ دار سے تعلق نہین ہوتا تھا براہ راست وہ خود بادشاہ کی طرف
سے اپنے کام کا ذمہ دار ہوتا تھا۔

قیاس چاہتا ہے کہ عدالت کا انتظام بخوبی اچھا تھا کیونکہ مسلمانون کی شریعت اور فقہ
اسلام کے بموجب ہوتا تھا جبکہ مسلمان حکومتون کا عملدرآمد تھا عدالت کے حاکم قاضی
ہوا کرتے تھے اور ایسی ایک کتاب کے بموجب فتوی جاری کیا کرتے تھے کہ جو قرآن شریف
کے بموجب فیصل شدہ مقدمات کے نتائج سے بنتے تھے۔ مگر اوس مین ملک کے دستورونکا
بھی لحاظ رہتا تھا اور احکام مین اس بنا پر تبدیلی ہوا کرتی تھی۔ اور رعایا کے باہمی نضیے جھگڑونکا
فیصلہ قاضی کیا کرتے تھے یعنی وہ تمام مقدمات اونھین کی تجویز سے فیصل ہوتے تھے
جن مین سلطنت کے حفظ و حراست سے تعلق نہین ہوتا تھا۔ لیکن فوجداری کے مقدمات
کچھ لوگون کی مجلس کے سپرد کردئے جاتے تھے جن کی کارروائی کے لیے عملاً کوئی کسی
قسم کے ضوابط اور قواعد متعین نہ تھے جو سرکار کی طرف سے مقرر ہوتے اور کبھی کبھی
قاضی کے اختیارات کو بھی توڑ دیتے تھے بلکہ مخلوق کے عام اطمینان کی حالت سے
ہم کہہ سکتے ہین کہ بحیثیت عامہ عدالت کا کام اوس زمانہ مین اطمینان بخش تھا جو مسلمان
خاندان یہان پچھلے زمانہ سے آئے تھے اور جو یہان کے ہندو باشندے تھے
اونکے منافع اور مضرتین ملا کر زمانہ نے ایک کردی تھین۔ اور وہ دونو اوس قانون کیطرف
یکسان رجوع کرتے تھے جس سے حتی الامکان اونھین حمایت ملتی تھی۔ اگر اس ملک کے

مورخین کی تحریرات پر بھروسہ کیا جاسے تو کھہ سکتے ہین کہ باوجود اس قدر بہت لڑائیون کے بھی ملک کی عام حالت نہایت عمدہ اور رعایا مرفہ الحال تھے ۔

اس انتظام کی نسبت جس کا ہم اب ذکر کرنیکو ہین خیال کرتے وقت یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ نہ تو بابر نے اپنے پہلے افغانون کی ہندوستانی انتظام مین کوئی اصلی تبدیلی کی تھی اور نہ ہمایون نے اوسکو بدلا تھا ۔ بابر کو درحقیقت ایک ایسے قسم کی حکمرانی کی عادت تھی جس مین شخصی حکومت کی بوباس اور بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے ۔ اور وہ فرغانہ ۔ سمرقند کابل مین سب جگھہ صرف دارالسلطنت مین ہی بڑا حاکم نہین رہا تھا بلکہ صوبون کے اون صوبہ دارونکا بھی سب سے بڑا حاکم رہا تھا جنہین جاگیرین فوجی خدمت کے لیئے وہ خود دیا کرتا تھا ۔ یہہ صوبہ اور اضلاع کے افسر اور جاگیردار اپنے اپنے علاقون مین قریب بالکل اپنی مرضی کے موافق حکمرانی کرتے تھے البتہ اتنا ضرور تھا کہ بادشاہ کی مرضی سے ہمیشہ اون کی تبدیلی ہوسکتی تھی اور اسوجہ سے اونھین اندرونی انتظام اس طریق پر کرنا پڑتا تھا کہ جس سے عدل و انصاف مین کوئی فرق نہ آتا تھا یا بادشاہ کے دربار مین اپنے وکیل مقرر رکھا کرتے تھے کہ وہ بادشاہ وقت سے اس طرح کارروائی کرتے رہین کہ جس سے اوس صوبہ دار کے فوائد و اعتراض پورے ہوتے رہین ۔

اسی طرح فوج بھی بادشاہ کے خاص ذاتی خدام سے مرکب ہوتی تھی اور بادشاہ کے سرداروں اور توابع کے ذاتی خدام اور یہان کے اصلی باشندونکے جو صوبون پر قابض ہوتے تھے اس فوج مین شامل ہونے سے اوس کی تعداد اور بڑھ جاتی تھی ۔

بابر کی حکومت کا اور نیز اوسکے بیٹے کی حکمرانی کا بالکل جابرانہ شخصی حکومت کا ڈہنگ تھا ریا یون طور کہ بادشاہ کو سیاہ وسفید کا کل اختیار ہوتا تھا آزادی کوئی جانتا بھی نہ تھا جو قوانین کہ ایک بادشاہ جاری کرتا اوسے دوسرا بادشاہ چاہتا تو توڑ دیسکتا تھا۔ واقع مین ذاتی حکومت ہر جگہہ اپنا جلوہ دکھاتی تہی۔ بادشاہ کی خواہشون کی روک اگر کسیطرح ممکن تھی تو صرف یہی تھی کہ اوس سے بغاوت کیجاوے اور اوس مین کامیابی بھی ہوجاے لیکن اگر بادشاہ لایق ہوتا تو بغاوت مین کامیابی حاصل کرنا قریب قریب غیر ممکن کے ہوتا تھا۔ اگر وہ لایق بھی ہوتا اور اسی کے ساتھ منصف بھی ہوتا تہا تو وہ اسبات کو بخوبی جان لیتا تہا کہ بغاوت سے بچنے کے لئے سب سے بہتر طریق یہی ہے کہ ملک رانی عدالت کے ساتھ کیجاے۔

جب بابر نے ہندوستان کے ملکون کو فتح کیا تو اوسنے وہان ایسا انتظام جاری پایا جو اصول کے لحاظ سے بہت کچھہ اوس انتظام سے غیر مشابہ نہ تھا جس کا کہ وہ شمالی ملکون مین عادی ہوگیا تھا اگر اوسکو اوس مین تبدیلی کا خیال ہوتا تو اوسکو اتنا وقت نہ تھا کہ اوسپر عمل کرتا نہ ہمایون کو اس تبدیلی کی فرصت ملی اور نہ اوس کو اس کا خیال ہی آیا وہ انتظام جو اوس نے اپنے مرنے کے قبل ہی تجویز کیا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوس انتظام سے جو ہندوستان مین جاری تھا اصول کے لحاظ سے کچھہ اصلاح پر مبنی نہ تھا۔ اوسنے چاہا تہا کہ سلطنت کو چھہ صوبون دہلی آگرہ قنوج جونپور مانڈو اور لاہور مین منقسم کردے اور ان مقامات پر اون کے صدر اور مستقر ہون۔ اسی طرح یہہ بھی تجویز کیا تھا

کہ ان مقامات پر ایک بڑی فوج ایک معتبر سپہ سالار کے ماتحت رہا کرے - جس کی فوج ایسی زبردست ہوا کرے کہ اوسے بیرونی امداد کی ضرورت نہ رہے - پھر ان صوبون کے متحد کرنے کے واسطے بادشاہ خود بارہ ہزار سوار کی فوج لیکر صوبون کی فوج کے معائنہ اور ملک کے تمام حالات کے ملاحظہ کے واسطے باری باری سے سب جگہہ جایا کرے یہ تجویز بھی خرابیون سے بھری ہوئی تھی - اس انتظام کا طرز بھی اون حالتون مین بھی برا تھا جب کہ بادشاہ ہمیشہ اپنے سپہ سالارون سے زیادہ لایق ہوتا اور اگر اپنے سپہ سالارون کے برابر لایق نہوتا تو یہ انتظام ایک سال بھی قایم نہین رہ سکتا تھا -

ہمایون کے یکایک مرجانے نے اس تجویز مین خلل ڈالدیا - اور اسپر عمل نہو سکا اوس کے بعد جنگ و جدال کے ہنگامون کا بازار گرم ہوگیا اور اخیر پر پانی پت کے لڑائی نے اوس کا خاتمہ کردیا - اس لڑائی سے اکبر کو وہ ہی موقع حاصل ہوگیا جو بابر اوسکے دادا کو ٹھیک تیس سال پیشتر حاصل ہوا تہا - اوس وقت بابر کو ایسا موقع ملا تھا کہ جس سے اوسنے ہندوستان کے شمال و مغرب بہار اور وسط ہند کے کچھ حصّہ کو فتح کرلیا تھا - اسی قسم کا موقع اکبر کو بھی پانی پت کی دوسری لڑائی سے نصیب ہوا تہا - اس جگہہ اوسنے صرف ایک ایسے دشمن پر فتح حاصل کی تھی کہ جو اوس سے بڑی سختی سے مقابلہ کے لایق تہا جہانتک ممالک کے فتوحات سے اوس وقت تعلق تہا وہان تک تو اوسکو کام آسان تھا مگر ان فتوحات کو پائدار بنانا اور متفرق صوبون کو ملانا اور مختلف قومون کو متحد المقصد کرنا اور ایسے قواعد و ضوابط ایجاد کرکے جاری کرنا کہ ہر متنفس کی نگاہ لڑاکر حکومت اور صدر سلطنت

پر پڑتی رہے جس سے ہر ایک شہر اور ہر ایک صوبہ مین بادشاہ کا رعب داب پھیلجاے اور پھر بھی وہ ایسا نہ ہو کہ جس سے اوس جگہ کی کھاوتین اور روایتین فراموش ہوجائین اور وہان کے دستورات اور اون مقامات کے عادی خیالات مٹ جائین ایک ایسا کام تھا کہ جس کی طرف اوس کے دادا نے توجہ نہ کی تھی - اور اگر اوس کے باپ کے وقت مین یہ انتظام ہوتا یا اوس کے روبرو جاری کرنے کے لئے پیش بھی کیا جاتا تو اوسے اوس کا اجرا غیر ممکن نظر آتا - بہرحال اونکی تدابیر مین اس قسم کی تجویزونکے نہونے سے وہ سلطنت جو ۱۵۲۶ء کے پانی پت کی لڑائی سے اونکے ہاتھ آئی تھی ایسی ہی رہی کہ جسکی جڑ اس ملک مین نہ جمی بلکہ صرف تلوار کے زور پر اوس کا قیام منحصر تھا اور ایسی نازک حالت مین تھی کہ جب کوئی ہوا کا سخت جھونکا آئے تو ایک لمحہ مین تہ و بالا ہوجاے اور غزنی - غوری خلجی تغلق سید لودی خاندانون کی پچھلی سلطنتون سے کسی طرح زیادہ مضبوط نہ تھی - یہ بات کہ وہ پچھلی سلطنتون سے زیادہ مضبوط نہ تھی اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جس سلطنت کو بابر نے قایم کیا تھا وہ دوسرے ہی بادشاہ کے زمانہ مین شیر شاہ کے حملون سے غارت ہوگئی - اسکو تسلیم کرسکتے ہین کہ اگر بابر مرا نہ ہوتا تو ممکن ہے کہ وہ شیر شاہ کے حملون کو کامیابی کے ساتھہ دفع کردیتا مگر اس کے تسلیم کرنے سے تو میری ہی دلیل ثابت ہوتی ہے - بابر بڑا اچھا سپہ سالار تھا - اور ایسے ہی شیرخان بھی تھا - ہمایون مزاج کا متلون اور متبدل تھا اور کام کا آدمی نہ تھا - اور سپہ سالاری کی حیثیت سے بھی وہ ادنیٰ درجہ کے شمار مین داخل تھا - یہ خیال کرسکتے ہین کہ شیرخان

جس نے ہمایون پر فتح پائی ممکن ہے کہ بابر سے شکست اوٹھاتا - لیکن اس سے تو صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو طریق حکمرانی اوسنے جاری کیا تھا وہ وہی تھا کہ جس کا وہ اپنی تمام عمر بھر عادی رہا تھا اور جس کی وجہ سے باربار فرغانہ اور سمرقند اوسکے ہاتھہ آئے اور نکل نکل گئے تھے اور جس سے اوسے کابل اور کچھہ دنون کے بعد ہندوستان ملگیا تھا یعنی یہ وہی طریق تھا کہ جس سے جس کی لاٹھی اوسی کی بھینس ہوتی تھی - نہ تو فرغانہ مین نہ سمرقند مین نہ کابل نہ پنجاب اور نہ ہندوستان مین اوس کی بدولت حکومت کی جڑ جمی تھی - اور فی الواقع اوس طرز سے یہ غیر ممکن بھی تھا کہ حکومت کی جڑ جمتی - کیونکہ اوس مین تخم حکمرانی کے اگانے کی ہی طاقت نہ تھی -

اور اب سنہ ۱۵۵۶ء[1] کے اخیر پر جو سلطنت کہ پہلے ہاتھہ آئی اور نکل گئی تھی اور اب پھر ہاتھہ لگ گئی تھی ایسے لڑکے کے ہاتھہ مین تھی جس نے مصائب اور امتحان کے مدرسہ مین تعلیم پائی تھی اور ایک مہینا اور چودہ برس کی عمر کا تھا - پانی پت کی لڑائی نے اوسے ہندوستان کا مالک کر دیا تھا - اور گو وہ لڑکا تھا مگر اوسنے بہت سے معاملات دیکھہ لئے تھے - وہ اپنے باپ کے مشورون مین ہمیشہ شامل رہا کرتا تھا اور بیرام کی ماتحتی مین جو اپنے زمانہ مین اول درجہ کا سپہ سالار تھا فوج کی عملی تعلیم پائی تھی - اور چھہ مہینے تک اوسنے پنجاب پر حکومت کری تھی - مگر اب آگے اوسے کشورکشائی کے سوا اور انتظام کی لیاقت بھی دکھانا تھی لیکن اس باب مین اوسے نہ تو باپ کی چال چلن اور طرز و انداز اور بیرام خان

(۱) اکبر ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۵۴۲ء کو پیدا ہوا تھا اور پانی پت کی دوسری لڑائی ۵ نومبر سنہ ۱۵۵۶ء کو ہوئی تھی -

کے نصایح سے کچہہ فائدہ کی امید ہوسکتی تھی اب تک اوس کی مزاج کی کیفیت جو ہم کو معلوم ہوسکتی ہے وہ اتنی ہی ہے کہ مشکل کے وقت اوس مین مستعدی سے کام کرنیکی لیاقت تھی اور اوسکا مزاج ترحم کی طرف مائل تھا اوسنے ہیمو کے قتل سے انکار کیا تھا مگر اوس کام کے واسطے جواب اوسکے سامنے پیش آیا تھا اور بھی اسکے سوا اوصاف درکار تھے۔ اب ہم اوسکے آیندہ کے کامون سے اسبات کو محک امتحان پر رکھکر جانچتے ہین۔ کہ اس کام کے لئے اوس مین اور کیا کیا لیاقتین تھین۔

باب دہم

بیرام خان کی اتالیقی

اوّل اکبر کی شکل وصورت کا حال سنئے - اوس کا بیٹا جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے کہ اکبر کا قد وقامت متوسط مگر بلندی مائل تھا - اوس کا رنگ گندمی سپیدی کی بہ نسبت زیادہ تر سیاہی لئے ہوئے - چشم وابرو سیاہ بدن دوہرا - پیشانی اور سینہ کشادہ - ہاتھ اور بازو لمبے تھے - اوس کی ناک کے بائین طرف کو ایک چھوٹے سے مٹر کے دانہ کے برابر ایک مسہ تھا - جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتا تھا - اور جسے قیافہ شناس نہایت مبارک خیال کرتے اور کہتے تھے کہ وہ بے انتہا دولت کی علامت اور روز افزون اقبال کی نشانی ہے - اوس کا آواز بلند اور نہایت دل پسند تھا - اور باتون مین دل کو لبھاتا تھا - اوسکے طور طریق اور عادات وخصائل اور لوگون سے بالکل مختلف تھے اور چہرہ پر ایک فرّ ایزدی برستا تھا - دوسرے بیانات سے اس بیان کے اصلی طور پر تصدیق ہوتی ہے الفنسٹن صاحب اوس کی نسبت لکھتے ہین کہ اوس کا جسم تنومند اور جوڑ بند کا قوی اور پورا اور بہت خوبصورت تھا اور اوس کے چہرہ مہرہ سے ہشاشی بشاشی ٹپکتی تھی اور طور وانداز اوسکے نہایت پسندیدہ اور سنجیدہ تھے - اور خدا تعالیٰ نے اوسے ذاتی چستی اور جسمانی قوت عطا فرمائے تھے - اوس مین ماندگی اور تھکن کی برداشت کی بڑی

طاقت تھی - سواری شکاری اور پیدل پھرنے چلنے کا بلکہ تمام اون باتون کا شوقین تھا کہ جس مین جسمانی طاقت اور ہنر کی ضرورت پڑا کرتی ہے - اوس کی بہادری ایسی تھی کہ جو سکوت اور ٹھنڈے دل سے ہوتی ہے اور جس کا جوش کبھی کم نہین ہوتا - بلکہ جب مصیبت اور خطرہ کا وقت آجائے تو اوس مین بے انتہا حرارت اور حدت پیدا ہوجاتی ہے - گو وہ لڑائی کے لیے ہمیشہ تیار رہتا تھا خصوصاً اوس وقت جب کہ سلطنت کے استحکام یا رفاہ خلایق کے لئے وہ اوسے ضروری سمجھتا تھا مگر اسکے سوا وہ اوسے کبھی پسند نہین کرتا تھا - واقعی وہ اپنے آپ کو اون انتظامی امورات کے ایجاد و اختراع مین مشغول رکھنے کو پسند کرتا تھا کہ جنھین وہ اپنی حکومت و سلطنت کے اصلی اور سچی بنیاد خیال کرتا تھا - اس سبب سے لڑائی اوس کی نزدیک بجز اسکے اور کچھ حیثیت نہ رکھتی تھی کہ جیسے کوئی ضرورت کے لئے پاخانہ مین جاتا ہے ہم اوس کی ابتدا سے انتہا تک کے تمام حالات کو دیکھ کر یہ کہہ سکتے ہین کہ وہ کسی لڑائی مین اوسوقت تک نہ گیا جب تک کہ اوسنے یہ نہ دیکھ لیا کہ یہ لڑائی اوس کے ملکی انتظام کی سلامتی اور تکمیل کے لئے ضروری ہے اوسکے مزاج مین ملنساری اور محبت تھی وہ اپنے دوستون کا سچا دوست تھا اور دوسرون کے دل مین محبت کا بیج بونے کی بڑی بھاری لیاقت رکھتا تھا خونریزی اور کشت و خون کو کبھی روا نہین رکھتا - ہمیشہ اسی فکر مین رہتا کہ انصاف کو رحم کے ساتھ کرتا رہے - اگر کبھی انتقام کی ضرورت ہوتی تو وہ بہت غصہ ہوتا اور اپنے مزاج کے ترحم اور مہربانی کو بالائے طاق رکھ کر خوب دلکو پتھر کا سا کر لیتا مگر پھر بھی انتقام کی بہ نسبت

معافی کو زیادہ پسند کرتا تھا۔ وہ تمام بڑے بڑے کشادہ دل لوگون کی طرح یہ چاہتا تھا کہ مخلوق کو خوش اور مسرور رکھے۔ مہربانی اور فیاضی اوس کی جبلت مین بس گئی تھی اگر وہ کسی شخص پر نوازش کرتا اور پیچھے معلوم ہوتا کہ وہ شخص اس عنایت کے لایق نہ تھا تو اوس کو اپنی عنایت کرنے پر کچھ افسوس نہوتا بلکہ اوسے یہ فکر ہوتی کہ اوس شخص کو لایق بنا دے اور اوس کی اصلاح کرے۔ انتظامی کامون کی طرف اوس کا طبعی میلان تھا۔ فوج کشی اور جنگ آزمائی کے برخلاف ہمیشہ اوسے یہ فکر رہتی تھی کہ وہ کوئی ایسی تجویز نکالے جس سے اوسکی سلطنت کی عمارت جسے اوسکے ہتیارون نے بنا کر کھڑا کیا ہے مخلوق کی خواہشون اور ضرورتون کے لایق ہوجائے۔ مذہبی معاملات ملکداری کے قواعد و قانون اور عدالت و نصفت کے انتظام کے باب مین غرض جو جو باتین بنی آدم کے لئے رفاہ عام کے ہمیشہ سے چلی آتی ہین اور ابھی تک ویسے ہی ہین اون کی نسبت بڑی کشادہ دلی اور نہایت بے تعصبی سے بحث کرتا اور ان بحثون سے جو خیالات پیدا ہوتے اونھین اپنے ذہن مین منقش کرنے کے لیے ہمیشہ اپنے ذہن کو متوجہ رکھتا گو وہ مسلمانون مین پیدا ہوا اور اوس نے مسلمانون مین پرورش پائی تہی تاہم وہ دوسرے مذہب کے معتقدون بدھ مت والون برہمنون زردشتیون اور عیسائیون سے پوری آزادی سے اور مساوات کو مد نظر رکھکر ملتا جلتا تھا اوس پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ اپنی اخیر عمر مین علما سے ناخوش ہوگیا تھا اور اونھین اپنے دربار سے نکلوا دیتا تھا۔ لیکن یہ بات نہین ہے بلکہ وہ اون مسلمان علما سے جو دربار مین آتے جاتے تھے ناراض ہوگیا تھا۔ جن کے مزاج مین تعصب

اور باطل خیالات اور توہمات کی آگ نے شعلہ بھڑکا رکھے تھے اور جس مذہب کی اونھون نے تعلیم پائی تھی اوسکے عقاید کے ضد و نفسانیت سے پیروی کرتے تھے۔ درحقیقت وہ علما کو نہین بلکہ اونکے یادہ گوئی اور ناقابلیت کو ناپسند کرتا تہا۔ اور جب یہ حد سے تجاوز کر گئے تو اوسنے اونکا دربار مین آنا بند کر دیا۔ اسکے سوا اوسکے دوسرے خواص و مزاج کا حال جو کچھہ تہا وہ ناظرین ہماری اس کتاب کے آخری باب مین خود ملاحظہ کر لین گے۔ یہان اونکے بیان کی ضرورت نہین ہے اس قدر جو مین نے بیان کیا میرے نزدیک اوس نوجوان بادشاہ کے مزاج کے کسی قدر محض حالت کے ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے جس نے چودہ برس کی عمر مین اور بیرام خان کی اتالیقی مین پانی پت کی لڑائی کو فتح کیا تہا۔ اور بے توقف میدان جنگ سے سیدہا دہلی پر چلد یا تہا۔ جو لوگ کہ اوسکے ساتھ رہتے تھے اون مین سے بہت ہی تھوڑے ایسے تھے جو اوسکے مزاج کے استقلال اور ذہن کی رسائی سے واقف تھے۔ واقع مین بیرام خان تک بھی اوسکے مزاج کو نہین جانتا تہا اگر وہ جانتا ہوتا تو تاردی بیگ کو سرہند کے مقام پر اپنے خیمہ مین بولا کر کبھی قتل نہ کرتا اور ہیمو قیدی کی گردن مارنے اور اوسکے خون سے اپنی تلوار رنگین کرنے کے لئے اکبر سے کبھی التجا نہ کرتا۔ لیکن بیرام خان اور سرداران دربار پر اور نیز فوج کے آدمیون پر بہت جلد روشن ہو گیا۔ کہ ہمایون کا بیٹا ایسا لڑکا نہین ہے کہ جسے وہ اپنے قابو مین کرین بلکہ وہ ایسا آقا ہے کہ جس کی اطاعت اونھین کرنا چاہیئے۔

اکبر دھلی مین ایک مہینہ تک رہا۔ وہان سے اوسنے میوات کو فوج بھیجی۔ کہ ہیمو

کی پراگندہ فوج کا تعاقب کرے اور جو بڑا خزانہ وہ لئے جاتی ہے اوسے چھین لے پیر محمد خان شیروانی اس چھوٹی سی فوج کا سپہ سالار تھا جو پہلے بیرام خان کا ملازم تہا۔ مگر پھر اوس سے کچھ مخالفت ہوگئی تھی۔ اور بیرام خان نے اوسے بڑا ستایا تھا۔ اس حملہ مین وہ بخوبی کامیاب ہوا۔ اسکے بعد اکبر نے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور اوسے لے لیا۔

مگر اوسکے مفتوحہ ممالک ستلج کے جنوب مین اوس وقت تک محفوظ نہین رہ سکتے تھے جب تک کہ پنجاب کی حفاظت کما حقہ نہ ہو جاتی یہہ تو اوپر معلوم ہوگیا ہے کہ سکندر کو جو اوسکی خاندان کا پکا دشمن تہا مانکوٹ کے مقام پر نکال کر مجبوراً چھوڑ آیا تہا۔ اور وہ ابھی تک مغلوب نہین ہوا تھا۔ مارچ ۱۵۵۷ء مین اوسے خبر ملی کہ اوسکے ہراول کو جسے وہ پنجاب مین چھوڑ آیا تہا۔ سکندر سور نے لاہور کے قریب کوئی چالیس میل پر آکر شکست دی ہے وہ امیر جو پنجاب سے آئے تھے اونھون نے بیان کیا کہ معاملات کی حالت بہت خراب ہے کیونکہ یقیناً سکندر نے مانکوٹ کو خوب مضبوط مقام بنا لیا ہے۔ اور گو اوسے میدان مین شکست ہو چکی ہے مگر وہان سے وہ نکلکر ایذا پہونچا سکتا ہے۔ اور اوسکے طرفدارون کے حال کی فتح سے دل بڑھ گئے ہین۔ اکبر نے اس معاملہ کے تمام فراز و نشیب کو سمجھ لیا۔ اور اوس ضابطہ کی پابندی کا اوسنے ارادہ کیا جسکے سبب سے اوس کی سلطنت کو استحکام ہوا تھا۔ یعنی جس کام کا کرنا ضروری ہے اوسکو اچھی طور پر انجام دیا جاوے اور اوسکو لیت و لعل مین اور سرسری توجہ پر نہ چھوڑ دیا جائے۔ وہ اسلئے سیدہا لاہور کو گیا۔ اور جب لاہور کو اوسنے

محفوظ پایا تو وہان سے جالندہر کو روانہ ہوا۔ جہانکہ دشمن اپنے مورچہ لگائے پڑا ہوا تھا۔ جب اکبر وہان پہونچا سکندر کوہستان شوالک کی طرف لوٹ گیا۔ اور مانکوٹ مین جاکر پناہ گیر ہوا۔ اسلئے اکبر نے اوس کا محاصرہ کیا۔

چھہ مہینے تک محاصرہ رہا۔ جب رسد کم ہوگئی اور کچھہ سکندر کے رفیق بھی اوسے چھوڑ بہاگے تو اوسنے اپنے بعض امرا کو اکبر کے پاس صلح کے واسطے پیغام دیکر بہیجا۔ اکبر اس طرح راضی ہوگیا کہ سکندر بنگالہ کو چلا جاوے۔ اور اول مین اس شرط پر اپنے بیٹے کو دیجاوے کہ بادشاہ کے مقابلہ مین وہ پھر لڑائی نہ کرے گا۔ پھر قلعہ پر قبضہ کرکے اکبر لاہور کو لوٹ آیا اور چار مہینے چار روز وہان رہکر اور صوبہ کا انتظام کرکے دہلی چلا آیا۔ جب وہ جالندہر مین تہا تو ایک ہمایون کی بہتیجی چچازاد بہن سے بیرام خان کی شادی ہوئی تھی۔ یہ نسبت ہمایون نے اپنی زندگی ہی مین تجویز کی تھی اور اکبر کو اپنے باپ کی تجویز ایسے معاملات مین بمنزلہ قانون اور شرع کے تھی۔ اسلئے اکبر نے اس وقت یہہ شادی کرادی تھی۔ اکبر دہلی مین اسوقت ۱۵ مارچ ۱۵۵۸ع مین داخل ہوا۔ بیرام خان ابھی تک تمام معاملات کا مختار کار اتالیق اور بادشاہ کا اوستاد تھا اور اسی طرح وہ آیندہ دو سال تک ۱۵۵۸ع اور ۱۵۵۹ع مین بھی رہا۔ ایک نہنے لڑکے کے لئے یہ آسان کام نہین تھا کہ ایک بڑے سپہ سالار کے اختیار سے جس کا اپنے کاروبار سیکھنے کیلئے وہ شاگرد بنایا گیا ہو یکایک نکل جائے۔ اور اگرچہ اکبر اون بہت سے کامون کو پسند بھی نہ کرتا تھا جنہین اوسکا اتالیق اوسکے نام سے انجام دیتا تھا تاہم اوسکو اپنے میچ مین یہ طاقت اور

قوت نہ معلوم ہوتی تہی۔ کہ وہ اوسکے اختیار کے جوئے کو اپنے گردن سے اوتار کر پہینکدے لیکن ادہر تو اکبر کے رفیقون کو بیرام سے نے تشدد کرکے نکالدیا اودہر بیرام کے کچہہ دشمن بلاوجہ پیدا ہوگئے اونہون نے بتدریج اپنے بادشاہ کا دل اوسکے وزیر سے پہیر دیا۔ جو حد سے زیادہ خودمختار ہوگیا تہا جب اکبر کے دل مین رنج کا بیج بوگیا تو اوسکو ہر روز ترقی ہونے لگی بیرام خان نے اسباب کی حقیقت کی طرف غور نہین کیا کہ اوسکے آقا کا مزاج ہر سال مضبوط اور چست ہوتا جاتا ہے اور فطرتی بڑی بڑی قابلیتون کے ساتہہ جو مشیت ایزدی نے اوس کی خلقت مین ودیعت کی ہین دنیاوی معاملات کا تجربہ اور علم بڑہتا جاتا ہے وہ ابہی اوسے وہ ہی لڑکا سمجہتا تہا کہ جسکی تعلیم کے واسطے وہ مقرر ہوا تہا۔ اور اوس کی فوجون کو لڑا کر فتح حاصل کی تہی۔ اور اوسکے ملکون کا انتظام کرتا رہا تہا۔ جب اوس کو اپنے اختیار کے کام مین لانے کے لئے کوئی مزاحمت پیش نہین آئی تو اوسے اپنے ایسے اختیار کو کام مین لانا ضروری ہوگیا تہا۔ اور اوسسے وہ بڑے زور شور اور بے انتہا تشدد کے ساتہہ خودغرضانہ برابر کام مین لائے چلا گیا۔

یہہ تو قاعدہ کی بات ہے کہ ہر ایک نوجوان بادشاہ کے پاس ایسے آدمی ضرور ہوا کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص اوسکے اقتدارات شاہی کو عمل مین لاتا ہو تو اوسکے بادشاہ سے چغلیان کہایا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ فلان فلان کام بادشاہ کے خود ہاتہہ سے یا ہمارے ذریعہ سے ہونا چاہئے تہے اور وہ اسطرح نہ ہوئے۔ ایسے چغلخورون کی چغلیون کے اسباب سے یہان بحث کرنیکی تو ضرورت نہین ہے۔ کسی نہ کسی وجہ سے جو اکثر

خود غرضی پر مبنی ہوتی ہے اور بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ بے غرضانہ اور محض خیر خواہی کی
نیت سے ہو یہ لوگ نوجوان بادشاہ اور سلطنت کے اصلی مالک کو سکھایا کرتے ہین کہ
وہ خود اپنے اختیار سے کام کرے اور اپنی سرپرستی مین مخلوق کو لیلے۔ اکبر کے چار نظر
بھی ایسے لوگون کا مجمع تہا اور بہت سی لوگ ایسے اکٹھے ہوگئے تھے جو بیرام سے ناراض تھی
اور اوس سے نقصان اوٹھا چکے تھے اور بادشاہ سے طرح طرح کی مہربانی کے امیدوار
تھے۔ مگر بیرام سے اونہین اپنی امیدون مین کامیابی نظر نہ آتی تھی۔ عورتون کی طرف سے
بھی بادشاہ کو اسباب مین کچھ تحریک ہو رہی تھی۔ اوس کی دایہ جس نے اوسے مہد سے
الی ہذا العہد خدمت کی تھی اور جو آخر کو اوس کے حرم سرا مین بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی
جاتی تھی بادشاہ کو سکھا رہی تھی کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اکبر عنان حکومت اپنے ہاتھ
مین لیلے۔ اکبر بھی اسکے خلاف نہ تھا اب اوس کی عمر کا اٹھارہوان سال تھا۔ پانی پت
کی لڑائی کے وقت سے جس سے کہ اوسے باپ کی وراثت کا ایک حصّہ ہاتھ لگ گیا تھا
اب تک چار سال گذر چکے تھے ان چار سال مین اوس کی فطرتی اوصاف نمایان اور
مکمل ہو چلے تھے۔ اگرچہ اکبر اپنے وزیر اعظم کی طبیعت کے ظالمانہ میلان اور اوسکے
جابرانہ چال چلن کو ناپسند کرتا تہا مگر پھر بھی بیرام کی طرف سے اوسکے دل مین ایسی جگہ تھی
کہ جیسے خود بخود ایک نیک مزاج شخص کو اپنے ایسے اوستاد کیطرف ہونا چاہیئے جو لڑکپن
سے کسیکو تعلیم دیتا رہا ہو۔ تجربہ نے اکبر پر بیرام کی اصلی دلی حالت کو خوب ظاہر کردیا
وہ اوسکے چال چلن سے جان گیا تھا کہ اگر بیرام سے مخالفت کیجاے تو پوری پوری

مخالفت کیجائے - اور اگر اپنے آپ کو اوس کے قابو سے نکالا جائے تو اسطرح نکالا جائے کہ بیرام کو اپنی کسی طرحکی طاقت آزمائی کا موقع ملنا ہی غیر ممکن ہو جائے - وہ جانتا تہا کہ بیرام کے ہاتہہ مین یا تو ہر طرحکا اختیار رہے یا بالکل ہی اوس سے اختیار لیلیا جائے اگر پھر اوسکے ہاتھ مین کچھ اختیار رہا تو ضرر کا ہمیشہ اندیشہ رہیگا -

سنہ ۱۵۶۰ع کے شروع مین چند واقعات پے در پے ایسے واقع ہوئے کہ جس سے اکبر نے عنان حکومت اپنے ہاتہہ مین لینے کا مصمم ارادہ کرلیا - وہ آگرہ سے دہلی کو اس ارادہ سے چلا گیا کہ وہان سے اپنے وزیر کو اس ارادہ سے مطلع کر دے - بیرام نے بارہا اوس طریق کی نظیر دکھادی تھی کہ جس طریق سے وہ اپنے مخالف یا کسی دشمن امیر سے اپنا پیچھا چھوڑایا کرتا تہا - اوسکے پاس اوس کا علاج خنجر تہا یا تلوار - مگر چھٹکارے کا یہ علاج تو اس نوجوان بادشاہ کی نیک مزاجی کے بالکل برخلاف تہا - بلکہ جہان تک کہ ہم اوس زمانہ کی تحریرات سے اندازہ کرسکتے ہین کسی کی مجال نہ تھی کہ اس قسم کی تجویز کا اشارہ بھی اوسکے سامنے کرسکے - جو تدبیر کہ اوس کی مان اور دایہ نے اوسکو بتائی تھی - وہ یہ تھی کہ وہ اپنے وزیر سے بعزت وحرمت مکہ معظمہ کی ہجرت کے واسطے اسطرح کہے کہ جس سے اوسے اس کہنے کے شاہی حکم کیطرح تعمیل کرنا پڑے -

بیرام خان نے علانیہ بارہا یہہ بات کہی تھی کہ مجکو اپنے خاتمہ بخیر ہونے کیلئے ہمیشہ حج کے جانے کی تمنا رہتی ہے جسوقت مجھے اس ملکی معاملات سے سبکدوش ہونے کا موقع ملا تو مین اوسے بطیب خاطر دوسرون کے ہاتھون مین دیکر حج کو چلا

جاوٗنگا۔ اسلئے اکبر نے دھلی مین آتے ہی اس اندیشہ سے کہ کھین کچھ سرکشی اور بغاوت
پیدا نہ ہوجائے ایک فرمان جاری کردیا اور اوس مین اشتہار دیدیا کہ مین نے عنان
حکومت اپنے ہاتھ مین لیلی ہے میرے احکام کے سوا کوئی شخص دوسرے کے حکم
کی تعمیل نہ کرے۔ اور اسی مضمون کا ایک حکم اپنے وزیر کو بھی بھیجدیا اور اوسی کے ساتھ
اوسے مکہ معظمہ کو چلے جانے کے لئے بھی کہا۔ بیرام اس حکم کے آنے سے پیشتر
ہی اکبر کے ارادہ پر مطلع ہوگیا تہا اور آگرہ سے ہندوستان کے مغربی ساحل کی طرف
چلدیا تھا۔ اور بظاہر سخت ناراضی اور آمادہ فساد معلوم ہوتا تہا۔ کیونکہ جب وہ بیانہ مین پہونچا
تو وہان جو باغی اور سرکش سردار اور امیر قید تھے اونھین چھوڑدیا۔ اسی جگہہ اوسے اکبر کا
پیام بھی پہونچا تہا۔ اور یہین سے شہر ناگور واقع راجپوتانہ کو اپنے صرف اون امرا کو ساتھ
لئے ہوئے جو اوسکے رشتہ دار تھے اونکی ہمراہی فوجون سمیت چلدیا تھا۔ جب ناگور مین
پھونچ گیا تو اوسنے انھین امیرون مین سے ایک کے ہاتہہ بادشاہ کے اظہار اطاعت
کے لئے تمام علامات امارت نقارہ نشان وغیرہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا۔ اکبر
کو اس بات کا کامل اندیشہ تہا کہ بیرام خان پنجاب والون کو اوس کے برخلاف بغاوت
پر کھڑا کردیگا اسلئے وہ فوج لیکر اوسطرف چلدیا تہا جسوقت کہ یہ اسباب امارت
بیرام خان کے پاس سے آیا ہے تو اوسوقت اکبر جھجیر کے مقام پر تھا جو رہتک
کے ضلع مین اب ایک قصبہ ہے۔ یہ اسباب امارت اوس نے بیرام خان کے
ایک پورانے اور رفیق ملازم کو دیدیا جس سے اس زمانہ مین بیرام خان سے

عداوت ہوگئی تھی۔ اور اوسے حکم دیا کہ وہ اپنے قدیمی آقا کے پیچھے پیچھے جائے اور دیکھتا رہے کہ وہ حج کے لئے جہاز مین سوار ہوتا ہے یا نہین بیرام خان کو اکبر کی اس کارروائی پر بڑا غصہ آیا۔ اور بیکانیر کے قریب جاکر اپنے اہل وعیال کو ایک اپنے متبنے کی نگرانی مین سپرد کیا اور علانیہ باغی ہوگیا۔ مگر بادشاہ مغل کے معتبر وزیر کا درجہ اور پایہ کچھہ اور ہی تھا اور اب ایک باغی کی حالت مین وہ بات کہان آسکتی تھی اوسے جلد معلوم ہوگیا کہ اوس کی حالت مین زمین آسمان کا فرق ہوگیا ہے جب دیبالپور مین پھونچا تو اوسے خبر ملی کہ اوسکے متبنے بیٹے نے اوس سے دغا کی اور اوسکے برخلاف اوٹھہ کھڑا ہوا ہے۔ مگر اس ارادہ سے کہ دوآبہ جالندہر مین بغاوت برپا کرے وہ اوس مشہور ومعروف خطہ کی طرف کو راہی ہوا اور صرف یہ ارادہ کیا کہ پنجاب کے صوبہ دار اتکہ خان کی فوج سے اوسکے حدود پر مقابلہ کرے۔ جب لڑائی ہوئی تو بیرام خان کو شکست ہوئی اور تلوارہ کو جو ستلج کے کنارہ لودہیانہ سے تیئس میل مغرب کو ہے بھاگنا پڑا۔ اکبر جو اوسکے سراغ مین ہی جارہا تھا۔ جب کہ اوسکے سردار نے بیرام سے مقابلہ کرکے اوسے شکست دی تو اکبر اپنے اتالیق کے تعاقب مین چلا۔ اور ایسا تنگ پکڑا کہ بیرام خان کو بجز اکبر کی اطاعت اور مہربانی کی درخواست کرنے کے کوئی چارہ نہ رہا۔ اسپر اکبر نے اوس کی پچھلی خدمات شایستہ کو یاد کرکے اوسکے قصورون کو معاف کیا۔ اور اوسے بہت سا روپیہ دیکر مکہ معظمہ کی طرف جانے کی اجازت دیدی۔ بیرام گجرات تک تو بسلامت پہونچ گیا۔ اور وہان کے صوبہ دار نے اوس کی بڑی خاطر وتواضع

کی - اور بیرام ہندوستان سے رخصت ہونیکی تیاریان کرنے لگا - کہ اوسکو یکایک ایک سوہانی افغان نے مارڈالا - جس کا باپ مچھی واڑہ کی لڑائی مین بیرام کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا - اس اثنا رمین اکبر پنجاب سے ۹ نومبر ۱۵۶۰ء کو دہلی لوٹ آیا تھا - یہان دہ کچھ روز رہا پھر آگرہ کو اون تجاویز کے عملدرآمد کے لئے روانہ ہوا جو اوس نے کشورکشائی اور اتحاد و اتفاق اور متفرق صوبون کو متحدالمقصد بناکر ایک بڑی شاہنشاہی قایم کرنے کے لئے سوچی تھین فی الواقع اوس کی سلطنت جس سے ہمارا مقصد وزیر کے بلاشرکت حکومت کرنے سے ہے اسی وقت سے شروع ہوئی - کیونکہ اب تک اوس کا وزیر خودمختارانہ حکومت کرتا تھا - مگر آئندہ اوس کا اتالیق جو سلطنت کا مالک سا ہو رہا تھا چلا گیا - اور ملک کا نفع نقصان اب بالکل اکبر کی دانائی اور ہوشیاری پر منحصر ہو گیا -

باب یازدہم

اکبر کی سلطنت کے حالات

اس وقت جب کہ اکبر کی ذاتی حکومت شروع ہوئی اور جب کہ اونسکے جلوس کا چھٹا سال تھا جسکی ابتدا پانی پت کی لڑائی سے شمار کیجاتی ہے تو ہندوستان کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ پنجاب اور اوس خطہ پر جسے ہم ممالک مغربی شمالی کہتے ہین اکبر کی حکومت تھی۔ اور مغرب مین گوالیار اور اجمیر تک اور مشرق مین لکھنؤ اور اودہ کا باقی حصہ الہ آباد اور جونپور تک سب اوسی کے قبضہ مین تھا۔ بنارس چنار اور صوبجات بنگال و بہار ابھی تک خاندان سور کے سرداروں یا دوسرے افغان رئیسونکے ہاتھ مین تھے۔ تمام جنوبی ہندوستان اور مغربی ہند کا بڑا حصہ اون ممالک سے باہر تھا جہان اوس کی حکومت مانی جاتی تھی۔

اس مین شک نہین کہ بیرام خان کی پانچ برس کی اتالیقی کے زمانہ مین اکبر نے اس بحث پر دل مین نہایت غور کر لیا تھا۔ کہ ممالک ہندوستان مین کس طرح اور کس انداز کی حکمرانی کیجائے جس سے یہان کی رعایا اور سردارون کے دل ایک بادشاہ کے ہتیارون کی حمایت مین ملکر ایک ہو جائین۔ اور اپنی یکدلی کے باعث بادشاہ کو اپنا قومی بادشاہ تصور کرنے لگین۔ اس سوال کے حل کرنے مین بڑی بڑی مشکلات کا سامنا تھا۔ مسلمان بادشاہون نے جو یہان چار سو برس حکومت کی تھی۔ اور اونہون نے کبھی

اس بات کی کوشش نہ کی تھی۔ کہ اس جزیرہ نما کے باشندون کو جو مختلف اقوام سے آباد ہے
باہمی اتحاد مقاصد کے بندہن سے باندہ دین اور ہر ایک ایسے اصول پر حکومت کرتا تھا
کہ جس سے چندروزہ برتری حاصل ہو جاتی ہے اور ہر ایک اوس وقت گرجاتا تھا کہ جب کوئی
زبردست سامنے سے آجاتا تھا تو اس سے نہ صرف یہ ثابت ہوگیا تھا کہ متواتر خاندان
شاہی جو یکے بعد دیگرے ہوتے رہے ہین اور جو خاندان شاہی اسوقت موجود ہے
وہ سب چندروز کے واسطے ہوتے ہین ۔ بلکہ اس سے یہ بھی ہوا تہا کہ تمام ملک مین بنگالہ
سے گجرات تک کتنے ہی دعویداران سلطنت اور اون خاندان ہائے شاہی کی نسل
والے جابجا پھیل گئے تھے کہ جنھون نے ہندوستان مین کبھی بادشاہی کی تھی اور
اون مین سے ہر ایک یہ ہی خیال کرتا تھا کہ یہ مغلون نے جو بڑی حکومت حاصل کر لی
ہے صرف چندروزہ ہے جب کبھی اقبال نے پلٹا کھایا تو کوئی یا تو ہم مین سے یا باہر سے
آکر اسے چھین لیگا ۔ اور اون کی اس چندروزہ حکمرانی کے خیال کو اس سے اور بھی تقویت
ہوتی تہی کہ ہمایون کو بآسانی اونکے بعد رین ہی شکست ہو چکی تھی اور اوس کی حکومت
برباد ہو گئی تھی ۔ جب اوسے قنوج مین شکست ہوئی تھی تو اوسنے ہندوستان کو ایسے
چھوڑا تھا کہ تیرہ برس کی مغلیہ حکومت کے یہان کوئی آثار باقی نہین رہے تھے ۔ اور ایک
تنکا بھی اوس کی جڑ کا کسی زمین مین لگا نہین رہا تہا ۔

یہ سچی سچی باتین تھین جنھین اکبر نے دل مین جمالیا تہا ۔ اب اوسکے ذہن مین یہہ
مسئلہ باقی تھا کہ وہ کونسے کام کرے جس سے یہان کی رعایا اور سرداروں کے

دلون سے یہ باتین محو ہو جائین - اور کس طرح پر کشورکشائی کرے کہ متفرق ملکون کو باہم ملا
دے - اور ممالک مفتوحہ مین کونسے اصول جاری کرے کہ جو ہر قسم کے درجہ والے
سردار ان ملک سے لیکر ایک دیہاتی گنوار تک کے دلکو مرغوب ہون اور جس سے وہ سب
یکدل ہوکر اپنے باپ کی طرح اوسے اپنا حامی و مربی سمجھین - جو مضرات اور مصائب سے
اون کی حفاظت کرنے کے لئے نہایت ضروری چیز تھی اور جو قدیمی حقوق اور استحقاق
اونکے چلے آتے تھے اونکے جاری رکھنے کا اوس سے اونھین یقین ہوتا تھا - اور
گوکسی قوم و ملت اور کسی مذہب کا آدمی ہو ہر ایک لیاقت کی قدردانی کی اوس سے اُمید
ہوسکتی تھی - اور یہ بھی اوس کے دل مین تھا کہ کیسے سب کو اپنے قابو اور اختیار مین رکھی
جس سے ایک ہی سے قوانین ایک ہی سے عدالتی حقوق سائر کافتہ الناس کے لئے
قایم کرسکے یہ سب باتین اکبر کے دل مین آئین اور یہی اوسکے اصول ہو گئے متعصب مسلمان
مورخ اوس پر یہ الزام لگاتے ہین اور اوس کی زندگی مین بھی اوس پر یہ تہمت لگائی تھی
کہ اوس نے الوہیت کی صفات اپنے سے منسوب کی تھین - بیشک یہ ٹھیک ہے مگر
صرف اسی وجہ سے کہ ایسے زمانہ مین اور ایسے ملک مین کہ جس مین جس کی لاٹھی اوسکی
بھینس ہو رہی تھی بعینہٖ اوسی طرح جیسے کوئی فرشتہ آسمان سے اوترے اور قدرت و عظمت
کے لحاظ سے خلیفۃ اللہ فی الارض کا مصداق بن سکے وہ دنیا مین آیا اور اپنی طرز و انداز
کو ایسا بنایا کہ جس سے ہندوستان کے باشندون مین اتفاق و اتحاد کا بیج بوئے اور
تمام مذہبون کو آزادی بخشنے - اور انصاف اور ترحم کے قوانین جاری کرے اور سب کو

ایک ہی سے حقوق عطا فرمائے۔

اوس کا سب سے پہلا مقصد تو یہ تہا کہ ہندوستان کو ایک ہی عصاے شاہی کے نیچے لے آئے اور اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اون قومونکو جسکو وہ اپنے احاطہ اقتدار کے اندر لانا چاہتا تھا اپنے احسانات کی رسی مین باندہ لے۔ مین اوسکے نظام کو کامل تشریح کے ساتھ بیان کرنے کے لئے مناسب سمجہتا ہون کہ اس مضمون کی دو صورتین کر دیجائین۔ واقعاتی و اخلاقی۔ اس واقعاتی باب مین مین اوسکے اون متواتر کوششون کا بیان کرونگا کہ جن سے وہ اُن چند ریاستون کو جن پر ہندوستان اوس وقت منقسم ہو رہا تہا اپنی حکومت مین لے آیا اور اون مین ایک ہی قانون جاری کر دیا۔ اور دوسرے باب مین جو اوس سے بیان کیا جائیگا خاصکر یہ دکھاؤن گا کہ اخلاقی نتایج اوس سے کیا کیا پیدا ہوئے۔

ایسی کتاب مین جیسے کہ ہم لکہ رہے ہین بہ تو بہت ہی مشکل ہے کہ اکبر کے تمام فتوحات ہند کو بالتفصیل بیان کر دیا جاے۔ اتنا لکھنا کافی ہوگا کہ اپنی ذاتی حکومت کے اوّل سال مین جو اوس کی تخت نشینی کا چھٹا سال تہا اوسنے مالوہ کو پھر ممالک محروسہ مین شامل کر لیا۔ اسکے کچھ عرصہ بعد اسی سال ایک افغان سردار نے جو چنار اور اوس ملک کا حاکم تہا جو دریاے کرم ناسا کے مشرق مین ہے جونپور پر حملہ کرنیکی کوشش کی۔ مگر اکبر کے سردارون نے اوسے پیچھے ہٹا دیا۔ اور اکبر خود بھی براہ کالپی جمنا کو اوترا اور کڑہ تک چلا گیا جو الہ آباد سے قریب ہے گنگا کے دہنے کنارہ پر ہے یہان پر

اوسکے وہ سردار اوس کی خدمت مین آکر حاضر ہو گئے جو جونپور کی حفاظت پر مقرر تھے۔
بعد ازان وہ آگرہ کو چلا آیا۔ اس سال کے اخیر پر میرتہ کا جو جودہپور کی ریاست مین ایک
شہر ہے محاصرہ کیا گیا۔ یہ شہر اوسوقت بڑا عمدہ مقام سمجھا جاتا تھا۔ اور اجمیر سے ۷۶ میل
شہر جودہپور سے شمال مشرق کو بستا تھا۔ یہ حملہ اکبر نے اجمیر سے جہان وہ ان دنون مین
رہتا تھا خود کیا تھا۔ مگر حملہ کا تمام کام اپنے سردارون کو سپرد کر دیا تھا۔ راجپوت قلعہ والون
نے اس مقام پر بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن دوسرے سال کے موسم بہار مین اس
شرط پر قلعہ دیدیا کہ قلعہ والے گھوڑے اور ہتیار لیکر نکل جائین۔ لیکن اپنا تمام مال و اسباب
وہین چھوڑ جائین۔

اسی سال (۱۵۶۲ء) مین (جب کہ میرتہ ہاتھ آیا ہے) اکبر کے سردار کچھ مغرب کو بڑہے
اور شہر بیجا گرہ اور برہانپور کو جو دریائے تاپتی کے کنارہ ہے لے لیا۔ مگر اس فائدہ کے
بعد ایک بڑی مصیبت نازل ہوئی کیونکہ ان شہرونکے حاکم اور والی سابق مالوہ سب مل گئے
اور اس ملک کے زمیندار بھی جو مدت سے اونکی حکومت کے عادی ہو گئے تھے انکے ساتھ
شریک ہو گئے اور بڑے جوش کے ساتھ لشکر شاہی پر حملہ کیا جس سے ان لوگون کو جو
برہانپور کی لوٹ سے لدے ہوئے تھے کامل شکست ہو گئی اسوقت تو مالوہ جاتا رہا۔ مگر
ایک سال بھی پورا نہ گذرا تھا کہ مغلیہ سردارون نے جنھین خوب امداد پہنچ گئی تھی پھر اوسے
لے لیا۔ یہ افغان سردار جو پہلے مالوہ کا حاکم تھا کچھ دنون تو ادہر اودہر پھرتا رہا۔ مگر قسمت
کی گردشون سے مجبور ہو کر اکبر کے قدمون پر آپڑا۔ اکبر نے اوسے اس وقت تو ایک

ہزاری کر دیا۔ مگر کچھ دنون بعد اوسے دوہزاری کا منصب عنایت فرمادیا۔ اور آخر کو وہ اپنے نئے بادشاہ کی ملازمت مین ہی مرگیا۔ ناظرین اس بات کو ضرور خیال کرلین گے کہ اکبر کا اپنے دشمنون کو اپنا بندۂ احسان بنانے کا قاعدہ کیسا عمدہ تہا۔ وہ اون کو مراتب اور درجہ عنایت کرتا۔ اور اون کی تکالیف اور ضروریات پر بڑی توجہ کرتا۔ اور مایوس کرکے اونہین کہین ادہر اودہر بے سروپا پھرنے نہ دیتا۔ اور اس قاعدہ پر ہمیشہ عمل کرتا تہا۔ اوس کا منشا یہ تہا کہ سب کو ملا جلا کر ایک کردے۔ اس لئے وہ اپنے مغلوبون کے ساتھہ ہمیشہ کشادہ دلی اور فراخ حوصلگی سے پیش آتا تہا۔ وہ اون کی قوت کو اپنی قوت بنا لیتا۔ یہ نکرتا کہ وہ اوسکے احاطۂ اقتدار سے باہر نکل جائین۔ جو لوگ کہ اوس کی مخالفت پر آمادہ ہوتے اونھین پہلے تو یہ ثابت کردیتا کہ اگر اکبر کو فتح حاصل ہوئے یا کسی نے اوس کی اطاعت کرلی تو کسی طرح پر اوس مطیع و منقاد شخص کی عزت و حرمت مین فرق نہ آئیگا۔ بلکہ آخر کو اوس کا مرتبہ زیادہ ہو جائیگا۔ اوس کے اس اصول کا بیان بہ تشریح تمام ہم اوسوقت لکہین گے جب کہ راجپوتانہ کے راجاؤن کے ساتھ اوس کے سلوک کا تذکرہ کرینگے۔

(اس کے بعد ایک ایسا واقعہ ہوا کہ جس سے اکبر کے شش جلوسی کے موسم بہار پر غم کا ابر چھا گیا۔ مین اس بات کا اوپر کچھ اشارہ کر آیا ہون کہ اکبر ایک عورت کا جو اسکے بچپن مین دایہ رہی تھی اور ایام طفولیت مین اوس نے اوس کی خدمت کی تھی کیسا پاس و لحاظ کرتا اور اوس سے محبت رکھتا تھا جو سلوک کہ اکبر نے بیرام خان کیساتھ کیا تھا اس کا بہت بڑا حصہ اسی بی بی کی صلاح و مشورہ کا نتیجہ تہا۔ شاہی محلات مین اوسکی

بھت بڑی تنخواہ تھی - اور اکبر نے اوس کی بیٹون کے لئے اچھی معاش مقرر کر رکھی تھی - مگر اسکے بڑے بیٹے نے بعض ایسے لوگون کی ترقی کے رشک و حسد سے مشتعل ہو کر جن کو وہ اپنے برابر یا اپنے سے کمتر سمجھتا تھا اور نیز بعض اپنے ہم خصلت لوگون کے بھکانے اور اوبھارنے سے وزیر اعظم کو جب کہ وہ اپنے سرکاری دفتر مین بیٹھا ہوا تھا قتل کر ڈالا - اور اکبر کے اون عنایتون کے خیال سے جو اوس کے خاندان کے اور نیز خاص اوسکے ساتھ ہمیشہ کیا کرتا تھا حرم شاہی کے دروازہ پر آ کر کھڑا ہو گیا - لیکن ایسی آدمی کے ساتھ اور ایسے جرم کے مقابلہ مین اکبر کو کبھی رحم نہین آتا تھا قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے گئے اور اوسکی نعش فصیل سے نیچے خندق مین پھینک دی گئی جب یہ حال اون لوگون نے سنا جنھون نے اسکو قتل کے لئے بھڑکایا تھا تو وہ جمنا پار بھاگ گئے - لیکن وہ پکڑے گئے اور آگرہ کو لائے گئے اور آخر کو اونھین اکبر نے معاف کر دیا - مگر اس بڑے مجرم کی مان اپنے بیٹے کے غم مین چالیس روز کے بعد مر گئی -

کچھ عرصہ ہوا تھا کہ پنجاب کے ایک حصہ سے اکبر کو بڑا اندیشہ ہو رہا تھا گکھرون نے جو ہمیشہ ایک سرکش قوم مشہور چلی آتی ہے اور جس کے سردارون نے مغلیہ بادشاہون کی حکومت کو کبھی خوش دلی سے تسلیم نہین کیا تھا اکبر کے اون احکام سے سرتابی کی تھی جو اوس نے اونکے علاقہ کی نسبت جاری کئے تھے - اور اونھون نے اوس حاکم کی اطاعت سے انکار کیا تھا جسے اکبر نے وہان حاکم کر کے بھیجا تھا - یہ گکھر قوم اوسی جگہ رہتی تھی جہان اون کی اولاد اب تک بستی ہے اور پنجاب مین اون کی سکونت کا مقام دہ تھا جو حال

کے زمانہ مین ضلع راولپنڈی کا شمالی اور مشرقی حصہ ہے۔ اکبر نے اپنے حکم کی تعمیل کرانے کے لئے کچھ فوج بھیجی اس فوج نے جاکر ایک سخت لڑائی کے بعد وہان کا انتظام کر دیا۔ گکھرون کا سردار گرفتار ہو گیا اور قید مین ہی مر گیا۔

اکبر نے اسی طرح وہ ہنگامہ اور فساد فرو کر دئے جو کابل مین برپا ہو گئے تھے اور نیز بڑی مستعدی سے اوس سازش کو بھی رفع کیا جو ہمایون کے بڑے پیارے ابوالمعالی نے کی تھی۔ اسنے پہلے بھی کئی مرتبہ جھگڑے اوٹھائے تھے۔ مگر اکبر نے اونہین فرو کر کر دیا تھا۔ لیکن اب وہ مکہ معظمہ کے حج سے شیخی مین بھرا اور پھولا ہوا آیا تھا۔ ایک اور سردار اوسے ملگیا جو اکبر سے کچھ ناراض تھا ان دونون نے ملکر نارنول کے قریب شاہی فوج پر حملہ کیا اور اوسے برباد کر دیا۔ اکبر نے ابوالمعالی کے تعاقب مین فوج بھیجی۔ وہ ڈر کر کابل کو بھاگ گیا۔ اور وہان سے اکبر کو معافی قصور کی عرضیان بھیجین آخر کار دوسرے سال کے شروع مین ابوالمعالی بدخشان مین پکڑا گیا۔ اور گلا گھونٹ کر قتل کر دیا گیا۔

سنہ ۱۵۶۴ع کے موسم بہار تک اکبر اپنی اون تجویزون کو قوۃ سے فعل مین نہین لایا تھا جو اوسنے الہ آباد کے مشرق مین مغلیہ حکومت کی توسیع کے لئے سوچی تھین چنار اوسوقت ان ممالک کے فتوحات کے لئے بمنزلہ کلید کے سمجھا جاتا تھا۔ اور خاندان عدلی کے ایک غلام کے قبضہ مین تھا۔ اکبر کے ایک سپہ سالار نے اسکو ایک دہمکی دی جس سے اوسنے مخوف ہو کر بادشاہ کو قلعہ حوالہ کرنے کے لئے عرضی بھیجی۔ اکبر نے

اپنے دو سردار اوس قلعہ پر قبضہ کے واسطے روانہ کئے۔ اور اونھون نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ چنار کے قبضہ سے نرسنگ پور کو بھی راستہ کھل گیا۔ جو ایک رانی کی حکومت مین تھا اور جس نے اپنا صدر چوراگرہ کے قلعہ کو بنا رکھا تھا۔ اس رانی پر بھی مغلون کے سردار جا پہونچے اور اوسے میدان کی لڑائی مین شکست دی۔ اور نرسنگھ پور اور ملک کا وہ حصہ جسے اب ضلع ہوشنگ آباد کہتے ہین ممالک محروسہ مین داخل کر لیا۔ اسی سال کے موسم گرما مین اکبر شکار کے بہانہ سے اضلاع ممالک وسطی کی طرف روانہ ہوا۔ یہان اوسے برسات کا موسم آگیا اور بڑی دقتون سے نہایت بھرے ہوئے ندی نالون سے گذر کر نرور مین پہونچا۔ جو اس زمانہ مین بڑا آباد مقام تھا اور بیس میل کے محیط مین بستا تھا۔ کچھ روز تک تو وہ اس شہر کے گرد و نواح مین شکار کھیلتا رہا۔ پھر اوس نے مالوہ کو کوچ کر دیا۔ اور راوا اور سارنگ پور مین ہو کر مانڈو کے مشہور و معروف مقام کو گیا جو منو سے ۲۶ میل جنوب مغرب کو ہے۔ مانڈو کا صوبہ دار عبداللہ اوزبک قوم کا امیر تھا اور جسے اکبر نے وہان مقرر کیا تھا اس اندیشہ سے کہ اوس نے بادشاہ سے ناراضی کے کچھ کام کئے تھے اور گو کہ اکبر نے اوسے اطمینان دلانے کے لئے آدمی بھیجے تھے مگر اون کا اوسے یقین نہ آیا اکبر کے قریب آنے پر اس شہر سے بھاگ گیا اور اوسکی فوج سے میدان مین مقابلہ کو موجود ہوا۔ اکبر نے اوس کی تنبیہ کو فوج بھیجی۔ جس نے اوس کا تعاقب کر کے حدود گجرات تک بھگا دیا۔ اور اوسکے گھوڑے ہاتی اور اہل و عیال کو چھین لیا

مانڈو مین اکبر کی جو آؤ بھگت ہوئی وہ قابل اطمینان تھی۔ قرب و جوار کے زمیندار

اپنے اظہار اطاعت کے لئے اوس کی خدمت مین حاضر ہوئے اور خاندیس کے
بادشاہ نے بھی اس قدر دور سے اپنا ایلچی بہیجکر اوسے سلام کہلا بھیجا۔ اکبر نے
اس ایلچی کی بڑی عزت اور خاطر داری کی۔ اوس زمانہ کی ایک خاص رسم ورواج کے
اظہار کردینے کے لئے یہ بیان کرنا یہان مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جب اکبر نے
ایلچی کو بغرض وداع اپنے دربار مین بولایا تو اوسنے ایک فرمان بادشاہ خاندیس کے
نام اوسکے حوالہ کیا جس مین لکھا تہا کہ وہ اپنے دخترون مین سے کسی ایسی لڑکی کو اکبر
کے پاس بہیجدے جو اوس کی خدمت کے لایق ہو۔ ہندوستانی مورخ لکھتے ہین کہ
جب مبارک شاہ والی خاندیس نے اس عنایت آمیز پیغام کو سُنا تو وہ نہایت
خوش ہوا۔ اور اوسنے اپنا مایہ افتخار سمجھکر اپنی بیٹی کو مناسب ساز وسامان اور جہیز
کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین روانہ کردیا۔ پھر تھوڑے روز اکبر ماندو مین رہکر
براہ اجین۔ سارنگ پور سیپری ونزور گوالیار آگرہ لوٹ گیا۔ اسکے بعد موسم
سرما کا اکثر حصہ اکبر نے اضلاع گوالیار کے سیر وشکار مین گذارا۔

(مغرب کے بہت ہی کم ایسے سیاح ہندوستان کو آئے جو اوس سنگ
سرخ سے بنے ہوئے قلعہ کو دیکھکر متعجب نہ ہوئے ہون جو آگرہ مین ایک
نہایت قابل دید عمارت ہے۔ اکبر کی تخت نشینی کے وقت آگرہ مین صرف
ایک خشتی گڈھ سے بدنما سے بنے ہوئے تھے اور وہ بھی کہنگی کے باعث ویرانی
وتباہی کے کنارہ آ لگے تھے۔ اکبر نے کچھ عرصہ سے یہ ارادہ کیا تہا کہ اوس مقام

پر ایک ایسا قلعہ بنائے جو شاہنشاہ ہند کی شان کے لایق ہو۔ اب وہ ۱۵۶۵ء کے موسم بہار مین اس کی طرف متوجہ ہوا اور اوس کا نقشہ تجویز کر کے تعمیر کے لئے ضروری احکام جاری کر دے۔ اور ایک شخص **قاسم خان** کو اوس کا مہتمم مقرر کیا جسے اکبر نے سہ ہزاری کا منصب عنایت کیا تھا۔ اس قلعہ کی تعمیر متواتر آٹھ برس تک جاری رہی۔ اور پینتیس ۳۵ لاکھ روپیہ اوس کی لاگت مین خرچ ہوئے حسب مذکورۂ بالا وہ سنگ سرخ سے بنایا گیا ہے اور اوس کے پتھرون کی جوڑ بڑی خوبی سے ملائے گئے ہین۔ اور آہنی حلقون سے جو اون پتھرون کے اندر ہو کر گذرتے ہین اونھین مضبوط کر کے ایک دوسرے سے جکڑ دیا گیا ہے اور اس کی بنیاد ہر مقام پر اس قدر گہری ہے کہ پانی نکلنے کی حد تک پہونچتی ہے۔

اس سال کے اخیر پر بھی ایک واقعہ ایسا واقع ہوا کہ جس سے ناگہانی ضرورتون کے وقت اکبر کو اپنی ہمت و استقلال اور مستعدی کے دکھانے کا موقع ہاتھ آیا۔ مین اوپر لکھ آیا ہون کہ اکبر کے مانڈو جانے کے وقت وہان کا صوبہ دار جو ازبک قوم کے امیرون مین سے تھا کیسے بھاگ گیا تھا اور بغاوت پر آمادہ ہو گیا تھا۔ اور اکبر نے اوسکے تعاقب مین فوج بھیجی تھی اور اوسے سزا دی تھی۔ اکبر نے جو اس باغی پر سختی کی تھی اگرچہ وہ بلاوجہ نہ تھی مگر دربار اکبری اور فوج کے امراے ازبکیہ مین یہ خیال پھیل گیا کہ بادشاہ اس قوم کے لوگون سے ناراض ہے۔ اس لئے تین چار امیر متفق ہو گئے کہ اکبر کو اوس کی بدگمانی کا سبق پڑھا دین۔ موسم خزان مین یہ بغاوت جونپور

کے مقام پر پیدا ہوئی - کیونکہ یہان کے صوبہ دار کو ازبکون نے اپنے ساتھ ملالیا تھا اکبر اس وقت نرور کے پاس ہاتھیون کی لڑائی مین مصروف تھا کہ اوسے یکایک خبر پہونچی -

اکبر نے اوسی وقت اپنے لایق لایق امیرون کو جو فوج اوسوقت میسر آئی اونھین دیگر اون عمدہ دارون کی تائید کے لئے بہیجا جو بغاوت کے مقام پر اوس کی وفاداری مین ثابت قدم رہے تھے - اور خود بھی وہان جانے کے لئے فوج کی فراہمی مین مشغول ہوا - پھر دس روز بعد اوسنے خود بھی کوچ کردیا - جب قنوج مین پہونچا تو ان باغی سردارون مین سے ایک شخص اوس کا مطیع ہوگیا چونکہ بارش کی کثرت سے دریا نہایت بھرا ہوا تھا اس لئے یہان دس روز قیام کیا کہ پانی کم ہوجاوے تو آگے بڑہے - یہان اوسے معلوم ہوا کہ ان باغیون کا سرغنہ لکھنؤ کی طرف چلا ہے تو اوس نے نہایت پھرتی سے چند چیدہ چیدہ آدمیون کے ساتھ اوس کا تعاقب کیا اور چوبیس گھنٹے کے متواتر سفر کے بعد دوسرے روز صبح کو اوس شہر کے سامنے نمودار ہوا - جب باغیون نے دیکھا کہ بادشاہ قریب آگیا تو وہ اس تیزی سے بہاگے کہ بادشاہی گھوڑے اور ہمراہی اس لمبے سفر سے بالکل درماندہ ہوگئے اور تعاقب نہ کرسکے - جس سے یہ باغی سردار بڑی تیزی سے جونپور پر جا پہیلا - اور اپنے رفیقون سے ملکر اور اونہین ساتھ لیکر اوس مقام سے چلدیا - اور گھاگرا سے نرہن کے پاس عبور کرکے قیام کیا جو چھپرا سے ۸۰ میل شمال مغرب کو ہے اور وہان سے اپنے وکیل بادشاہ بنگالہ کے پاس بہیجے اور اوسے

بمنت وسماجت تمام مدد مانگی۔

اسی عرصہ مین کچھ بادشاہی فوج وہان پہونچ گئی۔جس کا سردار یہ چاہتا تہا کہ بلاکشت وخون یہہ قضیہ فیصل ہوجائے اودہر ایک اور شاہی فوج راجپوتانہ سے روانہ ہوئی جس کا سردار نہایت آتشی مزاج اور جنگجو تہا۔اس صلح جو سردار نے پیغام سلام شروع کیئے اور قریب قریب ختم ہی ہو چکے تھے کہ دوسرا جنگ جو سردار آپہونچا۔اور اوسنے ان پیغامات کو فریب آمیز کھکر لڑائی پر اصرار کیا۔جب لڑائی ہوئی تو بادشاہی فوج کو شکست ہوئی اور بہاگ کر شیر گڈہ مین دوسرے روز قیام کیا کہ منتشر آدمیون کو اکٹھا کرے۔

قبل اس سے یہ لڑائی ہو اکبر صلح کو منظور کر چکا تھا اور جب اوس نے باغیونکے اپنی لشکر پر فتح کا ماجرا سنا تب بھی وہ اس اپنے ارادہ سے نہ پھرا اور کھا کہ مین نے اون کے قصورون کو معاف کیا اور اپنے امیرون کو ہدایت کی کہ وہ دربار کو لوٹ آئین اور خود چنار کو گیا۔اس غرض سے کہ وہان کے قلعہ کی مضبوطی کی تجویز کرے اور مرزاپور کے جنگل مین ہاتھیون کا شکار کھیلے اور اس بات کا منتظر رہے کہ باغی جن کا قصور معاف کر کے اوس نے اونکے ہتیار اونھین کے پاس چھوڑ دیئے تھے آیندہ کیا کارروائی کرتے ہین یہ بات ایسی ہے کہ جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔باغی اپنے فتح کے جوش مین پھولے ہوئے تھے۔وہ لوگ پھر از سر نو بغاوت پر آمادہ ہو گئے مگر اکبر نے اپنی فوج سے اس دانائی اور ہوشیاری سے کام لیا کہ باغیون کو مطیع ہونا پڑا اور اون پر پھر اوسنے عنایت کر کے اپنا کر لیا اسی سال مین بادشاہی سردارون نے

رہتاس کا قلعہ لے لیا جو بہار مین ہے اور بادشاہ نے والی اوڑیسہ کے پاس جو ایلچی بہیجے تھے وہ بھی وہان سے بڑا بھاری پیش کش لیکر آئے۔

۱۵۶۶ء کے موسم بہار مین پھر اکبر آگرہ کو لوٹ آیا۔ ہندوستانی مورخ کہتے ہین کہ ان امن چین کے ایام مین بادشاہ کو شام کے وقت چوگان بازی کا بڑا شوق تھا۔ چوگان بازی وہی کھیل ہے جسے حال کے زمانہ مین پولو کہتے ہین اور جس کا رواج یورپ مین ہندوستان سے ہی جا کر پہیلا ہے مگر اکبر نے اوسی طرح پر جیسے کہ یہہ کھیل آجکل تمام روے زمین پر دن مین کہیلا جاتا ہے اون اندہیری راتون مین بھی کہیلنے کا طریق ایجاد کیا تھا جس کا اندہیرا ہندوستان مین دن کی روشنی پر یکایک آپڑا کرتا ہے۔ اس مطلب کے لئے اوسنے پلاس کی لکڑی کے گیندین بنوائی تہین اور اونھین روشن کرا دیا کرتا تھا۔ یہ لکڑی بہت ہلکی ہوتی ہے اور بہت دیر تک جلتی رہا کرتی ہے۔ اوسے یقین تھا کہ اپنے زمانہ مین وہ چوگان بازی کا بڑا شوقین اور اچھا کہیلنے والا ہے۔

اکبر اسی کہیل تماشے مین مصروف تہا کہ اوسے کابل اور لاہور سے بغاوت کی خبر آئی۔ اس وقت یہ سال قریب الختم تہا کہ سنتے ہی اکبر نے نہایت تیزی سے ستلج کیطرف کو کوچ کر دیا۔ اور دہلی کو دس روز مین پہونچ گیا۔ اور پھر وہان سے سرہند کو روانہ ہوا۔ اور وہان سے خوشی خوشی لاہور جا داخل ہوا۔ یہان سے اوسنے اپنے سالاران سپاہ کو بہیجا۔ کہ باغیون کو اٹک پار بہگا دین۔ چنانچہ وہ گئے اور اپنے مقصد مین کامیاب ہو کر آ گئے۔ اور اسی عرصہ مین کابل کے فسادات بھی مٹ گئے مگر جب بادشاہ شمال مغرب

مین اس قدر دور چلا گیا تو اوسکے شرقی حکومت کا پلہ ہلکا ہوگیا اور جونپور مین بغاوت
اوٹھہ کھڑی ہوئی۔ یہہ ظاہر ہے کہ اسوقت تک یعنی ۱۵۶۶ء کے اخر تک اکبر نے
کامیابی کے ساتھ اس اہم مسئلہ کے حل کو نہین ٹٹول پایا تہا کہ ہندوستان مین
بالاستقلال پائدار حکومت کیسی قایم کرے۔ اب اگر پانی پت کی لڑائی سے شمار کرین
تو اوس کی حکومت کا گیارہوان سال تمام ہونے کو تہا۔ اوس پر بھی اس ملک کی سرزمین
مین اوس کی حکومت کی جڑ نے بہت ہی کم ریشے نکالے تھے۔ اور یہہ یقینی امر تہا کہ اگر
ناگہانی اوسے کسی طرح موت آجاتی تو اوسکے بعد تخت نشینی کا فیصلہ تلوار سے ہی
ہوتا۔ ۱۵۶۷ء کے شروع مین وہ شکار اور اسی قسم کے کھیل تماشون کی خوشیون مین
لاہور مین مصروف تہا۔ کہ اوسے خبر پہونچی از بک امیرون نے جن کے اوس نے
قصور معاف کر دئے تھے بادشاہ کی عدم موجودگی کے باعث بغاوت برپا کی ہے اسلئے
اوسنے لاہور سے ۲۲ مارچ کو کوچ کر دیا اور آگرہ کو روانہ ہوگیا۔ جب وہ تہانیسر علاقہ
سرہند مین پہونچا تو یہان اوس نے بڑا عجیب وغریب تماشا دیکھا۔ ہندو پجاریون
کے دو گروہ جوگی اور سنیاسے اوس چڑہاوے کے لینے کے واسطے لڑ رہے
تھے جو کچھ پرہیزگار جاتری مندر مین اسباب طلائی و جواہرات وغیرہ سامان چڑہانے
کو لائے تھے۔ اوس کی حکومت کے عدم استقلال کی ایک اور علامت دہلی مین ظاہر
ہوئی ایک شاہی قیدی وہانکے صوبہ دار کو دہوکا دیکر اوس کی نگرانی مین سے بہاگ گیا۔
تہا۔ اور جب صوبہ دار نے دیکھا کہ بادشاہ مجھپر خفا ہوگا تو شہر چھوڑ کر چلدیا اور بغاوت

پرآمادہ ہوگیا۔

پھر وہ جب آگرہ مین بھی پہونچا تو بھی کوئی اچھی خبرین اوسے نہ ملین۔ قنوج کے گرد و نواح مین تمام ملک بغاوت پرآمادہ تھا اور یہ بھی صریحاً معلوم ہوتا تھا کہ اوس کی اکثر امیر قابل اعتبار نہین ہین۔ اس آفت کے دفع کے واسطے وہ بھوجپور کو چلا۔ جو راستے بریلی کی ضلع مین ہے پھر وہان سے وہ راستے بریلی کو گیا۔ وہان اوسے معلوم ہوا کہ باغی لوگ کالپی کی طرف جانے کے لئے گنگا سے پار اوتر گئے۔ اسوقت ابھی بارش ہوئی تھی اور ملک ندی نالون سے بھرا ہوا تھا۔ مگر اکبر نے لڑائی کے واسطے اپنی بڑی فوج کڑہ کو بھیجدی۔ اور اپنے چیدہ چیدہ آدمیون کو لیکر خود مانک پور کو کوچ کیا۔ جو پرتاب گڈہ اور الہ آباد کے راستہ کی وسط مین واقع ہے یہان وہ دریا سے ہاتی پر سوار ہوکر گذرا اور نہایت تیزی سے چلکر باغیون کو موضع مانک پور مین جا پکڑا اور کامل شکست دی اس لڑائی مین باغیونکے بڑے بڑے افسر مارے گئے اور رہے سہے بعد مین فنا ہوگئے۔ پھر اکبر میدان جنگ سے سیدھا الہ آباد کو گیا جو ابھی اپنے قدیمی نام پراگ سے پکارا جاتا تھا۔ پھر بنارس اور جونپور ہوکر اور ملک کا انتظام کرکے آگرہ کو لوٹ آیا۔

جب اوسنے دیکھا کہ اب مشرق کی طرف ملک مین بخوبی امن چین ہے تو اوسنے راجپوتانہ کی طرف توجہ کی۔ مغربی ہند کے اس بڑے حصّہ مین اسوقت ایک نہایت پورانے خاندان کا راجہ اودے سنگھ رانا ے اودیپور حکومت کررہا تھا۔ جس کے مزاج مین نامردی اور جبلت مین بڑی ہٹ اور ضد مخمور تھی۔ اوس کا بڑا مضبوط مقام

چتوڑ کا وہ مشہور و معروف قلعہ تہا کہ جسے اگرچہ علاء الدین خلجی نے ۱۳۰۳ع مین فتح کر لیا تہا مگر اب اسکے نسبت یہی مشہور تہا کہ کوئی اوسے فتح نہین کر سکتا۔ وہ ایک بلند مستطیل پہاڑی پر دریائے تباس کے اوپر بنا ہوا ہے اور اوسکے قلعہ کی بیرونی دیوار کی شکل ایک پہاڑی کی سی نظر آتی ہے۔ اس وقت اوس کی حفاظت پر سات ہزار راجپوت اچھے بہادر سپاہی ایک سچے وفادار سردار کی ماتحتی مین مقرر تھے اور اوسمین رسد اور پانی بکثرت موجود تہا۔ اور ہر طرح پر اوس کی حالت ایسی تھی کہ مدت تک اوس کا محاصرہ کرنا پڑیگا۔

اکبر خود اس قلعہ کے سامنے آ جما۔ اور اپنی کچھ فوج کو گرد و نواح کے علاقہ پر قبضہ کے لئے بہیجدیا۔ کیونکہ رانا مایوسی کی وجہ سے جنگل کی طرف بہاگ گیا تہا۔ لیکن جب اکبر نے محاصرہ مین تشدد کیا تو راجپوت سپاہیون نے اوسکے بچانے کے لئے اسی طرح دلاوری اور اصرار کا اظہار کیا اکبر کو ایسی سخت جنگ آورون سے ابتک کبہی سامنا نہین ہوا تہا جسقدر اونکا اصرار زیادہ ہوا۔ اوسی قدر اوسنے بہی اپنی شان و شوکت دکھائی۔ اور اوسکے فتح کا عزم بالجزم کیا۔ آخر کار یہہ معلوم ہوا کہ قلعہ کی دیوار ٹوٹ سکتی ہے اسلئے اکبر نے مارچ کے مہینے مین ایک رات کو حملہ کا حکم دیا اوس نے ایک پشتہ اپنے واسطے بنوالیا تہا جہان سے کہ وہ لڑائی کے مقام کو دیکھے اور ہدایت کرتا رہے۔ جب وہ وہان پر بیٹھا تو بندوق اپنے ہاتھ مین لیلی۔ اوس نے دیکھا کہ شگاف کے مقام پر راجپوت جمع ہو رہے ہین۔ اور اون کا سردار بہی وہان موجود ہے

تاکہ اکبر کی فوج سے خوب مقابلہ کرے۔ اکبر کے پشتہ سے شگاف کے مقام تک ایک گولی کے پرواز کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ تھا فقط دریا بیچ مین حائل تھا مشعل کی روشنی مین اکبر نے راجپوتون کے سردار کو پہچان لیا۔ اور گولی کے زد کے اندر جب جان لیا تو ایک ایسا نشانہ تاک کر مارا کہ وہ وہین گر کر مر گیا۔ یہہ نشانہ عین اوس وقت لگا تھا کہ جسوقت طرفین کے فوجین ایک دوسرے سے آکر لڑتی تھین۔

راجپوتون کے حواس باختہ ہوگئے اور اونھون نے اوس نازک وقت پر کچھہ اچھی طرح سے اپنا بچاو نہ کیا۔ بیشک اونھون نے اسکے بعد دھاوا کیا مگر وقت نکل چکا تھا اگرچہ اونھون نے اپنے چلتے نہایت کوشش کی مگر جسے کھو چکے تھے وہ فائدہ اونھین نصیب نہ ہوا۔ جب صبح کا تڑکا ہوا تو چتوڑ اکبر کے قبضہ مین تھا۔ اکبر نے اس محاصرہ کے شروع مین ایک منت مانی تھی۔ جب یہ فتح ہوگئی تو اوس کی شکرگذاری مین اکبر نے شیخ المشایخ شیخ معین الدین چشتی کے پا پیادہ چلکر زیارت کی جنکا مزار اجمیر کی پہاڑی پر بنا ہوا ہے اور ہندوستان کے مسلمان اولیاء اللہ مین اونکا اول درجہ سمجھا جاتا ہے اسوقت تک اکبر اپنی پہلی مذہبی تعلیم سے آزاد نہین ہوا تھا۔ وہ اجمیر مین دسہرہ رہا اور پھر میوات ہوتا ہوا آگرہ چلا آیا۔

اسکے بعد اکبر موسم بہار اور برسات مین آگرہ مین رہا۔ اور بعد ازان رنتنبھور کے مضبوط قلعہ واقع جے پور کی فتح کی تدبیرین کی۔ لیکن جب اوسکے فوجین جو اوس نے اس غرض کے لئے روانہ کی تھین راستہ مین جا ہی تھین تو گجرات کے ہنگامون کی جےپور

خبر آئی۔ اور اسکے بعد اوس ملک سے وسط ہند پر حملہ ہوا جس سے اکبر نے اپنی فوج کو اوس فساد کے رفع کرنیکا حکم بہیجدیا اور پھر خود اور فوج لیکر رنتھنبور پر جانے کی تجویز کی۔ چنانچہ وہ ۱۵۶۹ء کے شروع مین وہان گیا۔ اور جب اوسنے اس قلعہ کو فتح کرلیا تو آگرہ کو واپس چلا آیا۔ صرف اجمیر مین ایک ہفتہ خواجہ صاحب کی زیارت کے واسطے ٹھہرا۔

(اسی سال اوسنے فتحپور سیکری کو آباد کیا۔ جس کی عالیشان کھنڈرون کو آجکل بھی سیاح دیکھہ کر دنگ رہجاتے ہین۔ طبقات ناصری مین یہ کہانی اس طرح لکھی ہوئی ہے کہ اکبر کے دو مرتبہ دو دو بچے تو اوان پیدا ہوئے تھے۔ اور کوئی اون مین زندہ نہ رہا تھا۔ حضرت شیخ سلیم چشتی نے جو سیکرے کے مقام پر آگرہ سے جنوب مغرب کو بائیس میل کے فاصلہ پر رہا کرتے تھے اکبر سے وعدہ کیا تھا کہ اوسکے ایک بیٹا ہوگا اور زندہ رہیگا۔ چونکہ اکبر کو اس وعدہ کے پورا ہونے کا پورا یقین تھا اسلئے جب وہ رنتھنبور سے واپس آیا تو کئی مرتبہ حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ایک مرتبہ دس روز اور دوسرے مرتبہ بیس روز تک وہان قیام کیا۔ اسی مین اوسنے وہان بلند زمین کے ایک ٹیلہ پر اپنا ایک محل بنوایا۔ اور شیخ صاحب نے بھی شاہی محلات کے قریب اپنی ایک نئی خانقاہ اور مسجد بنوانا شروع کی۔ جب دربار کے امیرون نے دیکھا تو اونھین بھی شوق پیدا ہوا۔ اور اپنے اپنے رہنے کے لئے وہان مکانات بنوانے لگے۔

جس زمانہ مین یہ اکبر کے مکانات بن رہے تھے کہ اوسکے ایک بیگم حاملہ ہوگئی۔ اکبر نے اوسے حضرت شیخ صاحب کے مکان مین رہنے کیلئے بھیجدیا۔ اسی مین کچھ عرصہ بعد اوس نے

گجرات کا ملک فتح کیا۔ اس لئے اپنے شوق ذوق کے بسائے ہوئے مقام کا نام فتحپور سیکری کر دیا اوس زمانہ سے اس مقام کا نام بھی مرکب نام فتحپور سیکری لکھا جاتا ہے اسی سال کے اخیر مین اوسی بیگم کے پیٹ سے جو سیکری مین حضرت ممدوح الصدر کے مکان مین رہتی تھی ایک بچا پیدا ہوا۔ اگرچہ اوس لڑکے کا نام تاریخ مین جہانگیر بادشاہ مشہور ہے مگر اوسکا نام شیخ سلیم کے نام پر سلیم رکھا گیا تہا اور اس کی ماں ایک راجپوت راجا دالی جودہپور کی بیٹی تھی۔ اس اپنے فرزند دلبند کے تولد کی یادگار مین اکبر نے اس مقام کو اپنا قدیمی مسکن مقرر کر لیا۔ اور اوسکے گرد سنگین فصیل بنوائی اور بڑے بڑے عالیشان مکانات وہان تعمیر کرائے۔ اوسکے بعد پھر ایک مرتبہ اور وہ اجمیر کی پہاڑی پر شیخ معین الدین چشتی کی زیارت کے واسطے پاپیادہ گیا۔ اور وہان نذر و نیاز کر کے پھر دہلی کو چلا گیا۔

دوسرے سال کے شروع مین اکبر راجپوتانہ کو گیا۔ اور ناگور واقع علاقہ جودہپور مین قیام پذیر ہوا۔ یہان پر اوس مقام کے راجہ کا بیٹا جو اسوقت تمام راجپوتانہ مین زبردست راجا تہا اور نیز بیکانیر کا راجہ اور اوس کا بیٹا آکر حاضر خدمت ہوئے اکبر نے بیکانیر کے راجہ کی وفاداری اور خیر خواہی کی قدر دانی کا اس طرح اظہار کیا کہ اوسکی بیٹی سے اپنی شادی کر لی۔ پھر کچھہ دنون تک ناگور کے جنگل مین جنگلی گدھون کا شکار کھیلتا رہا جو اوس زمانہ مین وہان بکثرت تھے۔ پھر دیپالپور کو پنجاب کی طرف چلا گیا۔ وہان پر اوسنے ایک بڑا عظیم الشان دربار کیا۔ اور نئے سال کے شروع ہی مین

جودہپور [illegible]

لاہور روانہ ہوا۔ جب پنجاب کے معاملات سے فرصت ہوگئی تو فتحپور سیکری کو اس ارادہ سے لوٹ آیا کہ اس سال مین گجرات کے فتح کے تدابیر عمل مین لائے۔

اضلاع مفصلہ ذیل اکبر کے زمانہ مین ہندوستان کے مغرب مملکت گجرات مین داخل سمجھے جاتے تھے۔

سورت۔ بھروچ۔ کھیرا۔ احمدآباد۔ اوس ملک کا بڑا حصہ جو اب بڑودہ مین داخل ہے وہ علاقہ جو اب مھی کانتھا اور ریوہ کانتھا مین شامل ہے پنچ مھاس۔ پالن پور۔ رادھن پور بلسنا۔ کھمبایت۔ کھنڈیہ اور کاٹھیاوار کے جزیرہ نما کا بڑا حصہ۔ مدت سے ان ملکون کے مجموعہ کا کوئی جائز وارث اور مالک نہ تھا۔ اوس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو رہے تھے۔ ہر ایک ٹکڑے پر باقی تمام ملک سے علیحدہ ایک ایک مسلمان امیر حاکم بنا بیٹھا تھا۔ سالہا سال سے ملک مین خانہ جنگیون سے فساد پھیل رہے تھے۔ سردار دیہاتیون کو اس غرض سے پیسے ڈالتے تھے کہ وہ کسی طرح ساری بادشاہت کے مالک ہو جائین اگر اونھین خبر ملتی کہ کھین پاس پڑوس مین کچھ بے احتیاطی ہو رہی ہے اور وہان کا حاکم کمزور ہے تو وہ سردار تاخت و تاراج کرنے کے واسطے چند روز کو متفق ہو جاتے تھے جس کا نتیجہ یہہ تھا کہ گجرات ہنگامون اور فسادون کا مرکز ہو رہا تھا۔ مخلوق پر ظلم و ستم کی انتہا نہ تھی۔ چھوٹے چھوٹے بے درد حاکم جو اون پر حکمرانی کرتے تھے اونکی صرف لوٹ مار پر گذر تھی۔ اکبر اس بدعملی کے نتائج کو مدت سے دیکھ رہا تھا۔ اب اوس نے چاہا کہ ان فسادون کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر ڈالے۔

اکبر کا گجرات پر حملہ اوسکے عہد کی تمام فوجی کارروائیون سے زیادہ تر مشہور ہے۔
اوسنے پختہ ارادہ کر لیا تہا کہ اس حملہ کی تدبیر اور اوس کی تعمیل مین کسی طرح کوئی غلطی نہ ہونے
پاوے۔ جب سے کہ وہ ہندوستان کے ایک بڑے حصتہ کا مالک ہوا تہا اوسنے
صحیح صحیح اسی وقت پہلے پہل اپنے آپ کو مطمئین پایا تہا اور جانتا تہا کہ جسوقت تک
اس حملہ کا تصفیہ کامل نہ ہوگا اوسوقت تک اوسکے امیر اور اوس کے باجگذارون مین سے
کوئی فساد نہ اوٹھائیگا۔ اس لئے وہ فتحپور سیکری سے اپنی فوج لیکر سمبت ۱۵۷۲ء مین
روانہ ہوا۔ اور سانگانیر مین ہوکر جو جے پور سے ۱۸ میل ہے۔ وسط اکتوبر مین اجمیر پھونچا
خواجہ صاحب کی زیارت کے واسطے دو روز قیام کیا۔ اور راستہ کی تحقیقات کے واسطے
دس ہزار آدمیون کا ایک ہراول آگے بہیجدیا۔ اور پھر فوج لیکر آپ بھی پیچھے سے
چلا اور ناگور مین جو جودہپور سے ۷۵ میل شمال مشرق کو ہے جا داخل ہوا۔ ناگور کے مقام
پر بادشاہ کے پاس ایک قاصد آیا اور بیٹے کی خوشخبری آکر سنائی جس کا نام دانیال
رکھا گیا۔ پھر وہ یہان پر چودہ روز تک اپنی فوج کے واسطے سامان رسد جمع کرتا رہا۔ پھر
آگے بڑہکر نومبر کے مہینے مین دریائے سارستی کے کنارہ پٹن مین پھونچا۔ اور دوسرے
مہینے کے شروع مین احمد آباد مین جا داخل ہوا۔ جسوقت اکبر ان دونو مقامات کے
درمیان مین تہا تو اوسوقت گجرات کا دعویدار بادشاہ جسکی حکومت وہان برائے نام
تہی اکبر کا آکر مطیع ہوگیا تہا۔ احمد آباد مین جو اکبر کے واسطے گجرات کا پہلا ہی شہر تہا
اکبر نے مغربی ہند کی حکومت کے مالک ہونیکا اشتہار دیدیا۔ مگر ابھی اوسے اون سرداروںکا

انتظام کرنا باقی رہا کہ جو اپنے مقبوضات کو چھوڑنا نہین چاہتے تھے۔ انھین مین سے بھروچ۔ بڑودہ اور سورت کے حاکم تھے۔ جب اوسنے احمدآباد مین رہکر اس ملک کا انتظام درست کرلیا تو فوراً وہ کھمبات کو روانہ ہوگیا اور پانچ روز مین وہان جا پھونچا۔ مورخ بیان کرتے ہین کہ یہان اکبر نے سب سے پہلے مرتبہ سمندر کو دیکھا تھا۔ پھر یہان قریب ایک ہفتہ کے قیام کرکے دو روز چلکر بڑودہ پھونچا۔ یہان اوسنے تمام اس ملک کے انتظام کی تکمیل کردی۔ اور احمدآباد کو دارالحکومت قرار دیکر اپنے امیرون مین سے جو اوس کے ساتھ آگرہ سے گئے تھے ایک کو وہان کا صوبہ دار مقرر کیا۔ پھر وہان سے اوسنے بھروچ اور سورت کے قبضہ کے واسطے فوج بھیجی۔ جب اوسے یہ خبر ملی کہ اکبر کے طرفدار جو سورت مین تھے اونکے افسر کو بھروچ کے سردار نے قتل کردیا ہے اور وہان سے اندرونی حصّہ مین اس ملک کے چلا گیا ہے جو بڑودہ سے پندرہ میل سے بھی کم دور ہے تو اکبر اپنے موجودہ سپاہیون کو لیکر اوسپر تیزی سے جھپٹ پڑا۔ اور دوسرے شب کو اوسکی لشکرگاہ کے سامنے جو سارسہ مین ایک چھوٹے سے دریا کے پار تھا جا اوترا۔

اسوقت اکبر کے ساتھ صرف چالیس سوار تھے اور دریا پایاب تھا۔ اکبر کمک کے انتظار مین وہان کچھ دیر تک چھپا رہا۔ کمک کے ساٹھ آدمی اوسی شب مین اوس کے پاس آگئے جس سے اوسکے پاس کل ایک سو آدمی ہوگئے۔ اکبر دریا سے اوس فوج کے مقابلہ کے لئے اوترا جو تعداد مین اوسکے آدمیون سے دس گُنے تھے۔ باغیون کے سردار نے اس خیال سے کہ اپنی فوج کی کثیر تعداد سے فائدہ حاصل کرے بجائے

اسکے کہ حملہ کا شہر مین رہکر انتظار کرتا خود شہر چھوڑ دیا۔ اور میدان مین آگیا۔ اکبر نے پہلے تو دہاداکرکے شہر لے لیا۔ اور پھر دشمن کے تعاقب مین دوڑا۔ مگر اس علاقہ مین راستونکے دونو کنارون پر تھور کی جھاڑیان لگی ہوئی تھین۔ اکبر کے سوار ایک ایسے موقع پر پہنچ گئے جہان صرف تین تین سوار ایک ساتھ چل سکتے اور لڑائی کر سکتے تھے اور دشمن دونو طرف تھور کی جھاڑیونکے باہر تھے۔ بادشاہ فوج کے آگے آگے تہا اور اوسکے ساتھہ ساتھہ بڑا بہادر راجپوت راجہ بھگوانداس والی جے پور تہا جس کی بہن سے اکبر نے شادی کی تھی۔ اور اس راجہ کا بھتیجا مان سنگھہ بھی ہمراہ تہا جو بعد کو اوسکی جگھہ راجہ ہوا۔ اور جو اپنے زمانہ کا نہایت عمدہ بہادر جنگ آور سپاہی گنا جاتا تھا یہ تینون نہایت خطرہ کی حالت مین تھے۔ کیونکہ دشمن ان پر ٹوٹ پڑنے کی سخت فکر مین کر رہے تھے۔ مگر تھور کے درخت جو بیچ مین حائل ہو رہے تھے اون کے حفاظت کا بڑا باعث ہوئے دشمن اوسکے پار گذر کر اندر نہ آسکے اسی بین بھگوانداس نے اپنے ایک بڑے معزز مقابل کو برچھے سے مار ڈالا۔ اور اکبر اور راجہ کے بھتیجے نے بھی اپنے دو مقابلون کا خاتمہ کر دیا جس سے دشمنون مین ایک تزلزل پڑگیا۔ اور ان تینون نے دشمن کی اوس وقت کی ذرہ سی گڑبڑی سے فائدہ اوٹھایا اور آگے کو حملہ کیا جب اکبر کے آدمیون نے دیکھا کہ اون کا بادشاہ خود خطرہ کیحالت مین ہے تو اونھون نے بے تحاشا حیرت انگیز جانبازی اور دلاوری کے ساتھ اوس کی امداد کی اور دشمن کو بھگا دیا۔ باغی سردار کی فوج نے یہ سمجھکر کہ ضرور شکست

ہوگی اکبری سپاہیون کی طرح سے استقلال اور دلاوری کے ساتھہ کام نہ کیا۔ اور جب اونکو موقع ملا تو اودہر اودہر سرک گئے۔ اور باغی سردار نے جب دیکھا کہ لوگ اوسے چھوڑ گئے تو جدہر اوسنے مناسب سمجھا اودہر راستہ لیا۔ اور احمدآباد اور دیسا کے مقامات پر ہوتا ہوا سروہے کیطرف راجپوتانہ مین چلا گیا۔

بھروچ بھی اس عرصہ مین ہاتھہ آگیا تھا۔ اب صرف سورت باقی تھا جب اکبر اس حملہ سے لوٹا تو سورت پر جہان انگریزی تجار اوسکے بیٹے اور پوتے کے وقت مین خوب آتے جاتے تھے بذات خود چڑہائی کی اوس زمانہ مین جن آلات اور سامانون سے قلعہ توڑ دیے جاتے تھے اونکے مقابلہ مین سورت کا قلعہ نہایت مضبوط تھا مگر بادشاہ نے اوس کے محاصرہ مین نہایت سختی کی اور ایک مہینے سترہ روز کے محاصرہ کے بعد جب اہل قلعہ انتہا درجہ کو تنگ ہوگئے تو اطاعت قبول کرلی اوسکے بعد بادشاہ بہت روز تک وہان رہا۔ اور جب صوبہ گجرات کے معاملات کا کافی انتظام ہوگیا تو اوسنے آگرہ کو کوچ کردیا اور نو مہینے کے بعد ۳ جون ۱۵۷۳ع کو وہان لوٹ کر آگیا۔

جب اکبر سورت کے محاصرہ مین مصروف تھا تو وہ باغی سردار جسے اکبر نے سارسہ کے مقام پر شکست دی تھی اور جو سروہے کو بھاگ آیا تھا بڑے جوش خروش سے فساد اوٹھانے مین مشغول تھا۔ ایک اور بڑا زبردست باغی اوس سے ملگیا تھا۔ اور یہ دونو پٹن پر آگے بڑہ گئے تھے۔ اور اوس مقام کے نزدیک اکبری فوج سے مقابل ہوئے تھے اور اونھین میدان مین قریب قریب شکست دیدی تھی۔ لیکن اوس

باغی کی فوج لوٹ پر پھیل پڑی - مغلیہ فوج نے یہ حال دیکھکر اون پر حملہ کیا اور اوسکے
قلب تک پہنچکر شکست کو فتح سے بدلدیا - اس کی خبر اکبر کو اوسی وقت پہونچ گئی تھی جبکہ
وہ سورت کے ہی پاس پڑا تھا - پھر بھی اس باغی نے نہ مانا اور حتی الامکان فساد برپا کرنے
مین کوتاہی نہ کی - اور راجپوتانہ مین ہوتا ہوا پنجاب کو چلا - گو اوسے دو تین مقام پر شکست
بھی ہوئی - مگر ہمیشہ جان کو بچا لے گیا - اور لوٹتا کھسوٹتا پانی پت سون پت اور کرنال کو
چلا گیا - پنجاب مین اوس کا بادشاہی فوج سے مقابلہ ہوا - مگر شکست کھائی - اور پھر
کچھ بڑے بڑے مصائب کے بعد ملتان کے قریب کچھ ماہی گیرون کے ہاتھ سے
زخمی ہو کر قید ہو گیا - اور اس زخم سے ہی مر گیا - یہہ شخص چونکہ بڑا زبردست آدمی تھا اسلئے
اسے بھاگ کر بچ جانے کی بڑی لیاقت تھی - یہ بھی یہان کہدینا مناسب ہے کہ اگرچہ اس
سال مغلیہ فوج نے بہت کوشش کی - مگر کانگری کے مستحکم قلعہ کو جو دوآبہ جالندھر
مین ہے نہ لے سکے - محاصرین نے اہل قلعہ کو نہایت تنگ کر دیا - مگر اس بہادر جانباز
کے حملہ سے جسکے مرنے کا ذکر ملتان کے پاس مین نے ابھی اوپر بیان کیا ہے اوسطرف
کو روانہ کیگئی تھی اس سے یہ فتح میسر نہ آئی - اور کانگرا اکبر کے بعد اوس کے بیٹے نے
فتح کیا -

اکبر گجرات سے اس خیال سے چلا آیا تھا کہ وہان کی فتح کامل ہو گئی ہے اور
اوسنے سمجھ لیا تھا کہ میرے انتظام سے وہان کی باشندے راضی اور میرے
ہوا خواہ ہو گئے ہین - مگر اوسنے کافی طور پر اس بات کو نہین خیال کیا تھا کہ جنہون نے

پہلے حکومت کی ہے اون کی حکمرانی سے لوگون کے دلون مین محبت پیدا ہوگئی ہے اوسے آگرہ آئے ہوئے کچھ بہت عرصہ نہین ہوا تہا کہ اوس ملک کے پہلے آوارہ سردارون نے فوجین جمع کین اور ملک مین فساد برپا کیا۔ اکبر نے اس خیال سے کہ ع
سرچشمہ شاید گرفتن بہ میل + مغربی ہند پر ایک اور حملہ کی تیاری شروع کی اور اپنی فوج آگے روانہ کرکے بروز یکشنبہ صبح کے وقت ستمبر کے مہینے مین نہایت تیز رفتار سانڈنی پر سوار ہوا اور لشکر مین شامل ہونے کے ارادہ سے چلدیا۔ اور ستر میل بغیر لگام کھینچے علی الاتصال تو وہ تک چلا گیا جو اجمیر اور جے پور کے راستہ کے قریب قریب وسط مین ہے۔ پھر تیسرے روز صبح کو اجمیر پہونچا۔ اور اپنے معمول کے موافق خواجہ صاحب کی زیارت کی۔ پھر وہان سے شام کو گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور متواتر چلتے چلتے اپنے لشکر سے پالی مین جا ملا جو دیسا کی سڑک پر واقع ہے۔ پٹن مین اوسے کچھ فوج ملگئی جو اوسکے سردارون نے فراہم کرلی تھی۔ اور اپنے بادشاہ کے انتظار مین وہان ٹھہرے ہوئے تھے۔

اوس کی فوج کی تعداد اوس فوج سے بہت کم تھی جو باغی سردارون نے فراہم کرلی تھی۔ مگر اکبر کی فوج کے جو آدمی موجود تھے وہ تمام منتخب اور اوس کی فوج کا عطر تھے اور اوسے اپنی تیز روی سے بھی بڑا فائدہ ہوا تہا باغیون کو ابھی یہ بھی نہ معلوم تہا کہ وہ آگرہ سے چلا بھی ہے یا نہین۔ حالانکہ وہ اونکے درمیان آموجود ہوا تھا جس وقت اکبر نو روز مین آگرہ سے وہان پہونچا ہے تو درحقیقت یہ لوگ احمد آباد کے پاس اپنے

خیمون مین بآرام تمام سورہے تھے۔

ہندوستانی مورخون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ مین ایسے معاملات کے تصفیہ بہادرانہ ہوا کرتے تھے۔ طبقات اکبری کا مصنف لکھتا ہے کہ جب اکبر وہان پہونچا تو اوسکے لشکر مین یہ چرچا پھیلا کہ دشمن پر بے خبری کی حالت مین جا پڑنا مردکی بات نہین۔ اوسوقت تک حملہ نہ کرنا چاہیئے کہ اوسے پہلے سے خبردار نہ کردیا جائے اسلیئے نقارہ نوازون کو حکم دیا کہ وہ اپنے نقارے بجائین۔ باغیونکا سردار اسوقت تک یہی کہتا تہا کہ ہاتہیون کے نہ ہونیکے باعث یہ سوار جو سامنے موجود ہین - شاہی لشکر کے نہین ہین۔ کیونکہ اوسکے جاسوسون نے چودہ روز پہلے اوسے یہ خبر دی تھی کہ بادشاہ آگرہ مین ہے مگر وہ لڑائی کے لئے تیار رہوا۔ بادشاہ بھی دلیرانہ اس انتظار مین ٹھیرا رہا کہ وہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاوے پھر آگے جھپٹا اور دریا کو پار ہوکر دوسرے کنارہ جا پھونچا اور ایک خونخوار شیر کی طرح دشمن پر حملہ کیا۔ اور اوسی کے ساتھ مغلون کے اور ایک فوج نے بازو سے گھیرا۔ کہ جس سے حملہ کا ہٹانا دشمن کو دشوار ہوگیا باغیون کو کامل شکست ہوگئی۔ اون کا سردار زخمی ہوکر گرفتار ہوگیا۔

ایک گھنٹہ ہی گذرا تہا کہ ایک اور دشمن کا گروہ جس کی تعداد پانچ ہزار سپاہیون کی تھی سامنے سے نمودار ہوا۔ ان کا بھی اکبر نے فیصلہ کردیا۔ اور اونکے سردار کو مار ڈالا لڑائی کے مقام پر اور تعاقب مین باغیون کے دو ہزار آدمی مارے گئے۔ پھر اکبر احمدآباد کو گیا۔ اور وہان پانچ روز آرام کرکے مستحقین کو انعام واکرام تقسیم کئے اور آیندہ

کے واسطے ملک کے امن چین کا بندوبست کیا۔ پھر محمود آباد کو گیا جو ضلع کہیرا مین ایک شہر ہے پھر وہان سے سروہے کو اور سروہے سے سیدہا اجمیر کو چلا آیا اور وہان مشہور و معروف مزار کی زیارت کی پھر وہان سے شب و روز سفر کرکے چودہ میل کے قریب جے پور سے ایک گانون مین آکر اس غرض سے ٹھیرا کہ راجہ ٹوڈر مل سے جو اوسکے بڑے لایق افسرون مین سے تہا اور بعد مین سلطنت کی دیوانی کا رتبہ اوسے مل گیا تہا گجرات کی مالگذاری کے وصول کرنے کی طرز کی نسبت بندوبست کرے یہان سے بادشاہ سیدہا فتحپور سیکری کو چلدیا۔ اور ۴۳ دن کے بعد بفتح وظفر وہان آداخل ہوا۔ سا

اکبر نے جو تمام ہندوستان کے فتح کا ارادہ کیا تہا وہ اس قدر تو پورا ہو گیا تہا کہ اب اوسکے جلوس کے اٹھارہوین سال مین ممالک مغربی شمالی وسط ہند اور مغربی ہند پنجاب اور کابل سمیت اوس کے قبضہ مین تہا مشرق کو اوس کی حکومت دریائے کرم ناسا تک چلی گئی تہی۔ اسکے آگے بہار اور بنگالہ کے خود مختار حکومت تہی۔ اور بعض صورتون مین اوس سے اندیشہ رہا کرتا تہا۔ اس لئے اب اوسنے پورا ارادہ کرلیا۔ کہ قبل اس سے کہ کوئی ناگہانی حادثہ پیدا ہو اس سال جو اوسکے جلوس کا اونیسوان سال تہا بنگالہ اور اوس کے توابعات کو فتح کیا جاسے۔ مگر اس سے پہلے کہ بادشاہ اس حملہ پر روانہ ہو اوسنے ایک مرتبہ اور اجمیر کی پہاڑی پر جاکر خواجہ صاحب کی مزار کی زیارت سے شرف حاصل کیا۔

(مین نے ابھی اوپر کے صفحات مین اکبر کے سفرون اور اوس کی فوج کے کوچون کی نسبت بہت کچھ ذکر کیا ہے مگر اس وقت تک یہ نہین بتایا ہے کہ اوسکے ان سفرون کے کرنے کے کیا کیا قواعد وضوابط تھے اسی زمانہ کے قریب جن کی ابھی تک مخلوق کے دلون سے یاد فراموش بھی نہ ہوئی تھی ایسے لوگ گذرے تھے کہ جو لڑائی سے لڑائی کا خرچ پیدا کیا کرتے تھے۔ خراسانی اور افغانی وحشیون نے جب مغلیہ سلطنت کے زوال کے زمانہ مین ہندوستان پر حملہ کیئے اون کا یہی اصول تہا مگر اکبر کا اصول ایسا نہ تہا۔ وہ اوّل تو لڑائی سے ہی نفرت کرتا رہا۔ اور اگر لڑائی کرتا بھی تہا تو محض اسی خیال سے کہ جس عمارت کو وہ بنا رہا ہے وہ پوری ہو جاے اور جسکے پورا کیئے بغیر وہ جانتا تہا کہ یہ عمارت ناپائدار رہیگی اور آندہی کا جھونکا چلتے ہی اوّل ہی وہلہ مین گر پڑیگی۔ اس لیئے جب وہ لڑائی کو جاتا تو اوسنے یہ قاعدہ مقرر کر لیا تہا کہ نہ تو مالکان آراضی اور نہ کاشتکاران کو اوسکے آنے جانے سے اور لشکر کے چلنے پھرنے سے کوئی کسی طرحکا نقصان پھوپنچے۔ اور اس قاعدہ کی تعمیل کیلئے اوسنے حکم دے رکھا تہا کہ جب کسی موقع پر لشکر کے ڈیرہ خیمے لاکر ڈالی جاتی اور اوسے لشکرگاہ بنایا جاتا تو اردلی کے لوگ پھرہ کے لیئے مقرر کر دیئے جاتے جو اوسکے گرد نواح کی مزروعہ زمین کی حفاظت کرتے رہین اور اس کے سوا کنکوت مقرر تھے کہ لشکر کی روانگی کے بعد وہ لشکرگاہ کی زمین کے طول وعرض کا اندازہ کرتے اور جو نقصان مشخص ہوتا اوسے مالگذاری سرکاری سے منہا کرنے کے لیئے تجویز کرتے تھے۔ طبقات اکبری کا مصنف

کہتا ہے کہ اکبر کی تمام لشکر کشیون مین یہی عمل برابر جاری رہا۔ اور کبھی کبھی ان جمع کے مشخص کرنے والون کو نقد روپیہ کی تھیلی دیدی جاتی تھی جو اوسی وقت رعیت کے ہر جد کا تخمینہ کرکے رعایا اور کاشتکارون کو ہرجانہ دیدیتے تھے جس سے تحصیلداران مالگذاری کو اس معاملہ مین دست اندازی کا موقع ہی نہ ملتا تہا۔ اس قاعدہ سے جو درحقیقت اون مغربی ممالک کے باشندون کا قاعدہ ہے کہ جو مغلون کے بعد یہان کے مالک ہوئے ہین اون لوگون کو لڑائی کے مصائب سے امن ملجاتے تھے کہ جنکے ملکون مین ہوکر لشکرون کا گذر ہوتا تہا۔)

جبکہ اکبر اسوقت اجمیر کے مقام پر بارہ روز تک زیارت مین مصروف ہے تو ہمین مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اون معاملات کا بیان کردین۔ جو اسوقت بنگال و بہار مین ہورہے تھے۔

بنگالہ اور بہار کا افغان بادشاہ جو اس وقت جب کہ مغلون نے ممالک مغربی شمالی کو مکرر فتح کیا ہے ان دونو ممالک کی مشترکہ حکومت کا مالک تہا کچھ دنون کے بعد اکبر کو اطاعت کا ایک عہد نامہ لکھدیا تہا مگر وہ صرف کاغذی ہی عہد تہا اور ابہی تک کاغذ پر ہی اوس کا اعتبار چلا آتا تہا۔ اوسنے نہ تو کبھی خراج دیا تہا اور نہ کسیطرح کوئی اطاعت کی تھی۔ جب اکبر نے گجرات پر دوسرا حملہ کیا تھا اوس زمانہ مین یہ بادشاہ مرگیا تھا۔ اور اسکے بیٹے کو جو ملک کی وراثت کا مستحق تہا بڑی مستعدی سے امرا نے قتل کردیا تہا۔ اور یہ قاتل امیر اوسکے دربار کے فریقون مین سے ایک فریق والے

تھے۔ مگران کا پلہ بڑا زبردست تہا۔ اونھون نے بادشاہ کے چھوٹے بہائی داؤدخان کو تخت پر بٹہایا۔ مگر داؤد خان عیش وعشرت مین مصروف رہتا تہا۔ اوس کی تخت نشینی پر ایک زبردست امیر لودی خاندان کا باغی ہوگیا۔ اور قلعہ روہتاس گڈہ ضلع شاہ آباد واقع ملک بہار مین اپنا جہنڈا کھڑا کر کے خودمختار بن بیٹھا۔ مگر فریقین مین صلح ہوگئی۔ اور اس لودی سردار نے داؤد پر بہروسہ کر کے دہوکا کھایا۔ دؔاؤد نے اوسے کچھ دنون بعد پکڑ کر قتل کر دیا۔ جبھی کہ یہ خبر جونپور کے صوبہ دار کو پہونچی جسے اکبر نے معاملات بہار پر بغور تمام خیال رکھنے کو کہدیا تہا اور حکم دیدیا تہا کہ جیسا موقع دیکھے اوس کے مطابق عمل کرے سے فوراً پٹنہ کے حصاؤ دارشہر پر کرم ناسا کو پار ہو کر چڑہ گیا۔ جہان کہ داؤد مغلون سے میدان کی لڑائی مین اپنے کو ہم پلہ نہ دیکھکر جا چھپا تھا۔ یہ سب حالات اوس وقت کے قریب تک کے ہین کہ اکبر گجرات سے لوٹ کر آیا تہا۔ اکبر نے اب اس ارادہ سے کہ خود بذات خاص حملہ کرے اپنے سردار کو حکم بہیجدیا کہ جب تک ہم نہ آئین کوئی کام مت کرو۔ بعد ازان اوسنے جلدی سے اجمیر مین ہو کر جس کا مین ابھی ذکر کر چکا ہون اور فوج لیکر براہ دریا الہ آباد کو کوچ کر دیا پھر وہان سے بلا توقف پانی ہی پانی بنارس کو چلا گیا۔ اور وہان تین روز قیام کر کے پھر کشتی مین سوار ہوا اور اوس مقام تک چلا گیا جہان گومتی جا کر گنگا مین گرتی ہے۔ وہان پر اوسنے اپنے سپہ سالار کے پاس سے خبر کے آنے کا انتظار کیا اور ارادہ کیا کہ گومتی مین جونپور کیطرف کو چڑہ جائے۔

مگر وہ جب روانہ ہوگیا تو اوسکے سپہ سالار کے پاس سے ایک عرضی آئی کہ نہایت تیزی سے وہان آنا چاہیئے۔ اسلیئے اوسنے ملاحون کو حکم دیا کہ وہ شاہزادون اور بیگمات کو جونپور کی طرف لیجائین۔ اور خود فوراً پلٹ پڑا۔ اور وہان آیا جہان اوس نے اپنی فوج کو چھوڑ دیا تھا اور اون سے کہا کہ کشتیون کے ساتھہ ساتھہ کنارہ کنارہ چلین اس طرح پر چوسا تک نیچے کو اوترآیا۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ یہہ وہ ہی مقام ہے جہان اوس کے باپ کو شیر شاہ سے شکست ہوئی تھی یہان ایک عرضی اکبر کے پاس اس مضمون کی پہونچی کہ دشمن نے پٹنہ سے نکلکر حملہ کیا جس سے محاصرین کو بڑا نقصان پہونچا ہے اس لئے اکبر نے براہ پانی اور بھی جلدی کی اور ساتوین دن اپنی محاصر فوج کے پاس پہونچ گیا۔

دوسرے روز اوس نے لڑائی کی تدابیر کے واسطے ایک مجلس مشاورت منعقد کی اس مجلس مین اوسنے اپنی رائے ظاہر کی کہ قلعہ پر حملہ کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ محاصر فوج حاجی پور کو لیلے جو گنڈک اور گنگا کے ملاپ پر پٹنہ کے مقابل ایک قصبہ ہے۔ چنانچہ اسی رائے پر عمل ہوا۔ اور دوسرے روز حاجی پور ہاتھ آگیا جس سے داؤد کو ایسا خوف غالب ہوا کہ محاصرین کی قوت اور کثرت کو دیکھکر وہ اوسی رات پٹنہ کو خالی کرکے دریائے پُونپُن کے پار بھاگ گیا۔ جہان پر کہ وہ گنگا سے فتوی کے قریب ملتی ہے دوسری صبح کو اکبر بفتح وفیروزی شہر مین داخل ہوا۔ مگر داؤد کی گرفتاری کی فکر کے باعث وہان صرف چار ہی گھنٹہ

قیام کیا۔ پھر وہان فوج اپنی سپہ سالار کی ماتحتی مین چھوڑ نہایت عمدہ گھوڑون کے
سوارون کو لیکر دشمن کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ اور دریائے پونپن کو گھوڑا تیر کر
پار ہوا۔ اور داؤد کے آدمیون پر جا پڑا اور ہاتی پر ہاتی دریا پور تک اون کے پکڑتا
چلا گیا۔ جب شمار کیا تو وہان پر اوس کے پاس دو سو پچاس ہاتی گرفتار ہو گئے
تھے۔ پھر خود دریا پور مین ٹھیر گیا اور اپنے دو معتبر افسرون کو دشمن کے پیچھے بڑہے
چلے جانے کے لئے حکم دیا۔ یہ لوگ اوسی روز چودہ میل تک دبائے چلے گئے
وہان اونھین معلوم ہوا کہ داؤد دہو کا دیکر کدہر ہی کو نکل گیا بعد ازان وہ لوٹ آئے۔
اس پٹنہ کی فتح سے بہار کا ملک اکبر کے ہاتھ آگیا اس لئے وہ دریا پور مین چھ
روز ٹھہرا کہ اوس صوبہ کی حکومت کا انتظام کرے اوس نے اپنے اوس سپہ سالار
کو وہان کا صوبہ دار مقرر کر دیا جس نے لڑائی کا ڈھنگ تجویز کیا تھا۔ اور اوسے
فتح کی تکمیل کے واسطے وہان چھوڑ کر خود جونپور کو لوٹ آیا۔ اس مقام پر وہ ۳۴ روز
مقیم رہا۔ اور اوس کی خوش انتظامی کا کامل بندوبست کر دیا اور اس غرض کیواسطے
جونپور بنارس چنار وغیرہ قرب وجوار کے محالات کو براہ راست دیوانی مین
شامل کر لیا۔ اور جو نیا ملک جنوب مین کرمناسا کے ہاتھ آیا تھا وہان ایک
نیا صوبہ دار مقرر کر دیا۔

جب اس انتظام سے فارغ ہو گیا۔ تو آگرہ کے ارادہ سے کانپور کو آیا۔ اور
کانپور مین چار روز ٹھیرا۔ وہان اوسے خبر ملی کہ اوس کے بنگالہ کے سپہ سالار

نے منگیر - بہاگلپور - گڑہی ٹانڈہ اور گنگا کے دوسرے کنارہ گور تک ملک جو ہندؤن کے عہد مین مشہور و معروف بنگالہ کا قدیمی دار السلطنت تہا لے لیا ہے اور آگے بڑہنے کی تیاری کر رہا ہے - یہ بھی لکھنا مناسب ہے کہ اوسنے اس ارادہ مین نہایت جانبازی اور جانفشانی کی تھی - اور داؤد کے پیچھے نہایت بے دردی سے پڑگیا تھا - اور اوسسے باجھورے کے مقام پر شکست دیکر آخر کو ایسا مجبور کر دیا تہا کہ کٹک مین اوسنے اطاعت اختیار کر لی - جب یہ بادشاہ مطیع ہو گیا تو بنگالہ کی فتح کامل ہو گئی -

کانپور مین اس خوشخبری کے پھونچنے سے اکبر نہایت خوش ہوا اور بنگالہ کی لشکرکشی کا درحقیقت خاتمہ سمجہکر وہ دہلی کو چلدیا - اور کچھ دنون وہان سیر و شکار مین مشغول رہکر اجمیر کا ایک اور سفر کیا - اور راستہ مین شکار کھیلتا چلا گیا - نارنول مین صوبہ داران پنجاب اور گجرات آکر خدمت مین حاضر ہوئے اونکے بیان سے اوسے معلوم ہوا کہ ہر جگھہ اوس کی حکومت مخلوق کے دلون مین گھر کرتی جاتی ہے - جب ان امرا سے بات چیت کر چکا تو اجمیر کو آگے روانہ ہوا - اور خواجہ صاحب کی زیارت سے شرف حاصل کیا - جودہپور کے جنگلون مین ایک چھوٹے سے سردار نے سرکشی کی تھی اوسے فرو کرایا - اور پھر اپنے مرغوب خاطر مسکن فتحپور سیکری کو لوٹ آیا -

اوسنے اپنے سفرون مین اس بات کو خیال کیا تہا کہ جس ملک مین اوس کا

گذر ہوتا وہان زمین کا ایک بہت بڑا حصّہ غیر مزروعہ نظر آتا تہا - اس کی وجہ نہ تو یہہ تھی کہ زمین خراب اور قابل زراعت نہ تھی - اور نہ یہ تھی کہ مزارعین کاشتکاری نہ کرنا چاہتے تھے - جب اس معاملہ کی خوب چھان بین کی گئی تو اکبر کو اس امر کا یقین ہوگیا کہ یہ سب انتظام کی خرابی ہے - کیونکہ زمین کا محصول اس قدر زیادہ تہا کہ جس سے غریب آدمی کو کاشتکاری کرنا گویا ممنوع ہوگیا تہا - اوسنے خیال کیا کہ اگر اس کا کچھ علاج کیا جائے تو یہ خرابی رفع ہوسکتی ہے اور یہ سوچا کہ پہلے سال کا محاصل سرکار اور مزارع کے درمیان علی التساوی تقسیم کردینا چاہیئے پھر اس مسئلہ کی خوب جانچ پڑتال کی گئی - اور کتنے ہی پرگنات کا جو ضلعون کے حصّہ ہوا کرتے تھے اوس نے امتحان کرایا - اور ان پرگنات کو جن مین سے ہر ایک مین اس قدر زمین ہوتی تھی کہ جس سے زراعت کرنے پر ایک کرور تنگھہ وصول ہوتی تھی الگ الگ کردیا - اور ایک ایماندار اور ہوشیار عہدہ دار کو جسے کروری کہتے تھے اون مین سے ہر ایک پر مقرر کیا - دیوانی متصدیون اور محاسبون کو حکم تہا کہ وہ اون عہدہ دارون کا بندوبست کرین اور اونھین اپنے اپنے اضلاع پر پہنچین - اور وہ اپنے اپنے مقام پر جاکر ہوشیاری اور توجہ کے ساتھہ غیر مزروعہ زمین تین سال کے اندر پیداواری کے قابل بنادین - اور سرکاری محاصل کو وصول کرتے رہین اس تجویز کی تعمیل کی گئی - اور جس مقصد کے لئے یہ تجویز کی گئی تھی وہ اوس سے پورا پورا حاصل ہوگیا -

اس طرح پر اکبر کے جلوس کا اکیسوان سال اس روزافزون سلطنت کیواسطے نہایت جاہ وجلال اور شان وشوکت کے ساتھ گذرا۔ بنگال اور بہار کے دونو صوبہ ممالک مغربی وشمالی وسط ہند اور مغربی ہند کے ساتھ ملگئے تھے۔ اور عملاً بندھیاچل پہاڑ کے شمال مین تمام ہندوستان ہمایون کے بیٹے کی حکومت مین داخل ہوگیا تھا۔ اس زمانہ مین تمام ملک سرسبز اور خوشحال ہو رہا تھا۔ صرف مغربی ہند مین وبا اور ایک خوفناک قحط پڑ گیا تھا۔ جس سے مخلوق پر بڑی مصیبت آپڑی تھی غلہ کی قیمت اسقدر گران ہوگئی تھی کہ جسے سنکر قصہ کہانی کا سا خیال ہوتا ہے۔ گھوڑے اور گائے بیل درختون کے چھال کھا کھا کر جیتے تھے۔ اس قحط اور وبا کی مصیبت برابر چھ مہینے تک قایم رہی۔ پھر مخلوق کو اس سے امن ملگیا۔

۱۵۷۵ء کے شروع مین داؤد کا تعاقب کیا گیا اور اوڑیسہ کا ملک فتح ہوا۔ مین نے اوپر بیان کر دیا ہے کہ کیسے اس افغان بادشاہ کو باجھورے کے مقام پر جو گھمل ماری اور جالیسر کے راستہ کے وسط مین ہے شکست ہوئی تھی اور پھر کیسے اوس کا تعاقب کیا گیا اور کٹک مین محصور ہونے پر اوسنے اطاعت کرنی تھی۔ اوسوقت جو اوس سے عہدنامہ ہوا تھا اوس مین یہ قرار پایا تھا کہ داؤد اوڑیسہ پر اکبر کے نام سے اور اوسکے صوبہ دار کے طور پر حکومت کرے۔ مگر داؤد نے اس اقرار کو پورا نہین کیا جو اوسنے اس وقت کیا تھا۔ اوس نے موقع ملتے ہی بغاوت اختیار کر لی۔ اور دو سال بعد ایک بڑی لڑائی مین مغلونکے سردار کے ہاتھ سے اوسے شکست

ہوئی۔ اور وہ قید ہو گیا۔ اور عین لڑائی کے میدان مین اس عہد شکنی کی وجہ سے
اوس کا سر بدن سے کاٹ ڈالا گیا۔ پھر بھی کچھ عرصہ بعد تک بنگالہ اور اوڑلیسہ مین
مغلیہ حکومت کے منتظمون کو بہت ہوشیاری اور نہایت مستعدی سے کام کرنا پڑا۔
اسی سال مین بادشاہ نے ایک اور بڑا کام کیا۔ فتحپور سیکری مین اوسنے
علما اور دانشمند اور اور بڑے بڑے لیاقت والون کی نشست کے واسطے
ایک عبادت خانہ یا دیوانخانہ تعمیر کرایا۔ اس عمارت مین چار بڑے بڑے دالان تھے۔
مغربی دالان سیدون کی نشست کے واسطے جنوبی علما کے لئے تہا جنہون نے
تحصیل علوم و فنون مین کمال حاصل کر لیا تہا۔ شمالی مین وہ لوگ آکر بیٹھتے تھے جو
اپنی دانائی اور مقبولیت ربانی کے لحاظ سے بزرگ مانے جاتے تھے۔ اور شرقی دالان
اون امیرون اور عہدہ داران سلطنت کے لئے تہا جو ان طبقات ثلثہ مین سے
کسی قسم کا مذاق رکھتے تھے۔ جب یہ عمارت بنکر مکمل ہو گئی تو بادشاہ نے اپنی عادت
یہ ڈال لی۔ کہ ہر جمعہ کی رات کو اور نیز اون راتون مین جو متبرک سمجھی جاتی ہین۔ ان
دالانون کے بیٹھنے والون کے ساتھ آکر بیٹھتا۔ اور اون سے باتین کر کے ادہر ادہر
کمرون مین پھرتا۔ یہ کچھ قاعدہ سا ہو گیا تہا کہ ہر ایک دالان کے لوگ اپنے بیچ مین سے
کسیکو جسے وہ بادشاہ کی توجہ اور انعام و اکرام کے لایق سمجھتے تھے بادشاہ کے
روبرو پیش کیا کرتے تھے۔ اسوقت مخلوق کو بادشاہ سے انعام و اکرام کے ملنے کا
ہمیشہ موقع ملجاتا تہا اور کبھی ہی شاید ایسا ہوتا تہا کہ ان مہمانون مین سے کوئی بلا انعام

واکرام خالی جاتا ہو۔ آیندہ سال مین کوئی بڑی بات واقع نہین ہوئی مگر ۱۵۷۴ء مین داؤد نے جس کا مین اوپر ذکر کرچکا ہون اوڑلیسہ مین بغاوت برپا کی۔ اور برابر اخیر تک لشکرکشی خوب جوش وخروش سے جاری رہی مگر داؤد اور اوس کے چچا کے مرجانے سے اوس کا خاتمہ ہوگیا۔

اسی سال اسی طرح راجپوتانہ مین بھی فساد رہا۔ اس راجپوتانہ کے ملک مین جس قدر راجہ تھے اون مین سے صرف ایک رانائے میواڑ نے اکبر کو بیٹی دیکر رشتہ کرنے سے انکار کیا تھا۔ اوسکو یقین تھا کہ مین دیوتاؤن کی اولاد مین ہون اور اس سبب سے اس رشتہ مندی سے میری بڑی ذلت ہے اور باوجود اسکے کہ اوسکو اپنی جان کی لینے کے دینے پڑ گئے۔ مگر پھر بھی اوسنے اس سے انکار ہی کیا۔ اور اگرچہ اوس نے دیکھا کہ راجپوت راجہ والی جودھپور جسے وہ نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اس رشتہ کے کرنے سے بڑا دولتمند ہوگیا تھا۔ اور اودے چار ضلع جس سے بڑی یافت ہوتی تھی مل گئے تھے۔ مگر پھر بھی اوسنے نہ مانا۔ اور اپنے انکار پر اصرار کئے گیا اور اکبر کا مقابلہ کرتا رہا۔ رانا اودے سنگھ سے ۱۵۶۸ء مین اوسکی دارالسلطنت چھن گئی تھی۔ اور اودے راج پیپلی کے جنگل مین بھاگنا پڑا تھا اور پھر وہ ۱۵۷۲ء مین مرگیا تھا۔

اوسکے بیٹے پرتاپ سنگھ مین بھی وہ ہی باپ کی سی ڈھٹائی اور ضد مزاج مین موجود تھی اور اپنے دادا مشہور ومعروف رانا سانگا کے اچھے اچھے اوصاف

بہی اوس مین تھے باوجود اس کے کہ نہ تو اوسکا دار السلطنت پر قبضہ تہا اور نہ اوس کی کوئی معقول آمدنی تہی اور نہ اوسکے رشتہ دارون اور ہم قومون مین اوس کے خاندان کی تباہی کے باعث ہمت ہی باقی رہی تھی تاہم مسلمان بادشاہ سے رشتہ داری کرنے کے انکار مین وہ اوسکا ساتھ دئے جاتے تھے۔ اسلئے پرتاب سنگھ نے کمبلمیر مین اردلی پہاڑ کے اوپر اپنے ڈیرے جمائے اور ملک کو ایک نئے ہنگامہ آرائی کے لئے مستعد کیا معلوم ہوتا ہے کہ اوس کی اس تجویز کی خبر اکبر کے کانون تک بھی اوسوقت پہونچ گئی تھی جب کہ وہ اپنے سالانہ زیارت کے واسطے ۱۵۷۶ء ۷۷، ۶ء مین اجمیر کو جارہا تھا۔ اسلئے اوسنے اپنے نہایت معتبر سپہ سالار مان سنگھ جے پور والی کو جو راجپوتون مین سے ہی تہا اور جسے آپ جانتے ہین کہ اکبر کے ساتھ ساتھ گجرات مین لڑا تہا پانچ ہزار آدمیون سے اوسکے دفعیہ کو بہیجا یہ دونو فریق ہلدی گھاٹ کے مقام پر جسے گوگندہ بھی کہتے ہین دسمبر ۱۵۷۶ء مین ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اور لڑائی مین رانا کو کامل شکست ہوگئی۔ اور شکست کے بعد وہ بھاگ کر اردلی کے پہاڑون مین چلا گیا۔ اکبر نے یہ سوچکر کہ اوسے تمام وسائل بغاوت سے محروم کردیا جائے پہاڑون مین بھی اوسکے پیچھے فوج بہیجی۔ اور اوسے ہدایت کی کہ جہان تک وہ جاوین ملک کو بیچراغ کردین۔ اور اکبر خود بھی میواڑ مین گیا اور وہان کے طرز انتظام کا بندوبست کردیا۔ پھر وہان سے مالوہ مین آگے گیا۔ اور اپنی مغربی سرحد پر قیام کرکے اون ملکون کا انتظام کیا جو شہر برہانپور کے متعلق تھی۔ اور گجرات کے انتظام

مین بھی اصلاحین کین - ان امورات مین اوسے دو سال ۱۵۷۸ء و ۱۵۷۹ء لگے اسکے بعد وہ پنجاب کو چلا گیا -

جب وہ پنجاب کو جارہا تھا تو ایک واقعہ ایسا پیش آیا جو اون لوگون کے لیے بڑا دلچسپ ہے جنکے ہاتھہ مین آجکل ہندوستان کی حکمرانی ہے - جب وہ دہلی پہونچا اور اس سے بھی کچھہ آگے نکل گیا - تو اوسکے پاس ایک حاجی آیا جو یورپ کو بھی ہو آیا تھا - اور بادشاہ کے ملاحظہ کے واسطے اوسنے بڑی نفیس نفیس اور اچھی ساخت کی چیزین پیش کین - اس قدر بیان جو مین نے لکھا ہے مورخ اس سے زیادہ کچھہ اس باب مین اور نہین لکھتا اب ہم کو یہ اپنے ذہن سے تجویز کر لینا چاہیئے کہ یورپ کا وہ ملک کونسا تھا جہان سے یہ چیزین آئی تھین اور اون سے یہانکے لوگون کے دل مین کیا خیال پیدا ہوا ہوگا - اکبر کچھہ تھوڑے ہی دن پنجاب مین ٹہیرا - اور پھر دہلی کو لوٹ آیا - بعد ازان معمولی سالانہ زیارت کے لیئے اجمیر کو گیا - اور وہان صرف ایک شب ٹہیر کر صرف نو آدمیون کے ساتھہ سو میل روزانہ چلکر فتحپور سیکری مین تیسرے روز شام کو داخل ہو گیا -

اس سے دوسرا سال اسواسطے قابل یاد ہے کہ اوس سال مین سلطنت اپنے کمال عروج کو پہونچ گئی تھی - صرف بنگال مین امن چین ہی نہ تھا بلکہ بادشاہی خزانہ مین وہان سے بہت کچھہ روپیہ پیسا بھی آتا تھا والی میواڑ کا ابھی تک بادشاہی فوج تعاقب کر رہی تھی اسکے سواے ہندوستان کے کسی حصہ مین ہتیارون کی آواز بھی کان تک نہ آتی تھی -

ان سفرون مین اکبر نے اس بات پر بھی توجہ کی ۔ کہ راہداری کا محصول اوسوقت تک لینے کے قابل تھا جب تک کہ ہندوستان کی اپنے خطون مین جدا جدا ایک دوسرے کے مخالف حکام حکومت کرتے تھے ۔ اب جب کہ کتنے ہی صوبے ایک ہی بادشاہ کے قلمرو مین شامل ہو گئے ہین تو بجز اسکے کہ اون مین فرق اور بیگانگی کو بڑہاوے اوس سے اور کوئی فائدہ نظر نہین آتا ۔ اس لئے شروع ۱۵۸۱ء مین اوسی تمغا یعنی محصول راہداری کو اپنی تمام قلمرو سے موقوف کر دیا ۔ اور اسی فرمان کی رو سے جزیہ بھی موقوف کر دیا گیا ۔ جسے ہندوستان مین افغان بادشاہون نے اوس رعایا پر فی کس لگایا تھا ۔ جس کا مسلمانون کے سوا اور کوئی مذہب تھا ۔ یہ اکبر کا خیال نہایت ہی عمدہ تھا کہ ہر شخص کے خیالات بالکل آزاد ہونا چاہئین اور ہر ایک شخص اپنے دستور کے موافق جسطرح اوس کا دل چاہے پرستش اور عبادت کرے یہ اوس کا اصول اوسکے مرتے دم تک اسی طرح قایم و دایم رہا ۔ بلکہ اسوجہ سے کہ اکبر کی ملکی آمدنی کا انتظام دوسرے طرز کا تھا جس سے جزیہ کی ضرورت نہ رہی تھی ۔ ملکی معاملات مین اس سال جو سب سے بڑا واقعہ ہوا وہ بنگالہ کے چند ناراض امیرونکی بغاوت تھی مگر چونکہ اونہون نے بسبب کچھ اتفاق کے ساتھہ کارروائی نہ کی اس لیئے اون کو شکست ہو گئی اور منتشر کر دیے گئے ۔

دوسرے سال ۱۵۸۲ء مین اکبر خود فوج لیکر پنجاب کو چلا کہ محمد حکیم مرزا خود اوسکی بھائی نے جو کابل سے حملہ کیا ہے اوسے جاکر روکے جسوقت اکبر پانی پت مین پہونچا ہے تو اوس سے بیشتر ہی اوس کا باغی بھائی لاہور کے قریب پہونچ گیا تھا ۔ مگر اکبر

کے کوچ سے اوسے یقین ہوگیا تہا کہ اوسکے حملہ مین کامیابی نہ ہوگی۔ اسلیئے وہ لاہور سے واپس ہوگیا اور کابل پر اولٹا جا پڑا۔ اکبر بھی اوسکے پیچھے ہی پیچھے براہ سرہند کلانور و رہتاس روانہ ہوا۔ پھر اوس جگہہ سے دریاے اٹک کے پار اوترا جہان اب شہر اٹک ہے، اور دریا پار ہوتے وقت حکم کرگیا کہ وہان ایک قلعہ تعمیر کیا جاے۔ پھر وہ پیشاور کو گیا۔ اور کابل کے لینے کے واسطے کچھہ فوج اپنے بیٹے شاہزادہ مراد کی ماتحتی مین آگے روانہ کی۔ مراد ایک نوجوان آدمی تہا اور اوسکا قد لمبا مگر پتلا دبلا اور رنگ سانولا تہا۔ لیکن شراب بہت پیتا تہا جسکے اثر سے وہ اور اوس کا بہائی شاہزادہ واینال دونو جلد مر گئے۔

یہہ شاہزادہ نہایت تیزی سے گیا اور اپنے چچا کی فوج سے خرد کابل مین مقابل ہوکر اوسے کامل شکست دیدی۔ اکبر بھی کمک کے ساتھ اوسکے پیچھے ہی پیچھے چلا گیا۔ اور تین دن بعد اوس سے کابل مین جا داخل ہوا اور وہان تین ہفتہ ٹھہر کر اپنے چچا کا قصور معاف کردیا۔ اور اوسے کابل کی حکومت پھر عنایت کرکے براہ خیبر لاہور کو لوٹ آیا۔ اور پنجاب کی حکومت کا بندوبست کرکے دہلی ہوتا ہوا فتحپور سیکری کو چلا آیا۔ مورخ لکھتا ہے کہ کچھہ عرصہ تک اسکے بعد اکبر فتحپور مین رہا۔ اور مخلوق کا عدل و انصاف کرتا اور انھین انعام و اکرام دیتا رہا۔ اور ملک کے نظم و نسق کا کام کرتا رہا۔

ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اکبر دو برس برابر تمام سال فتحپور مین ہی رہا۔ بغاوت کی آگ بنگالہ مین اسوقت بھی سلگتی تہی۔ مگر اکبر کے وہان بڑے لایق لایق افسر موجود

تھے جو اوسی علی التواتر خبرین پہونچاتے رہتے تھے۔ اور وہ اونہین پے در پے ہدایتین اور احکام بہیجا رہتا تہا۔ ناراضی کچھہ بڑی بھاری نہ تھی تاہم اوس سے پریشانی رہتی تھی۔ اور محاصل مالگذاری کے وصول کرنے مین اوس سے بڑی دقت پڑتی تھی۔

۱۵۸۴ء کے آغاز مین بھی اکبر فتحپور سیکری مین تہا۔ اس سال کا بڑا واقعہ یہ ہی کہ بنگالہ کی بغاوت فرو ہوگئی۔ اور گجرات مین بغاوت برپا ہوئی اور فرو کی گئی۔ اسیر گڈہ اور برہانپور کے حاکم نے بغاوت اختیار کی۔ دکن مین ہنگامہ اور فساد ہوئے۔ اور اکبر کا بہائی مرگیا جو کابل مین حاکم تہا۔ برہانپور کی سرکشی کو رفع کیا گیا اور کابل مین ایک حاکم جدید مقرر کیا گیا۔ جب سال ختم ہوا ہے تو ملک مین ہر طرف امن چین نظر آتا تہا۔

اکبر کے جتنے باجگزار سردار دوست تھے اون مین راجہ بھگوانداس جے پور کا راجہ اوس کا بڑا پکا دوست تہا جسنے صرف اپنی آپ فوج مین بڑے بڑے کارہائے نمایان کئے تھے۔ بلکہ اوس کا بہتیجا مان سنگھ شاہی فوج کا ایک بڑا افسر تہا۔ اس زمانہ مین جسوقت کا اب ہم بیان کرینگے۔ یہ راجپوت راجا پنجاب کا صوبہ دار تہا اکبر نے اوسکے خاندان کی ایک لڑکی اپنے بیٹے شاہزادہ سلیم کی شادی کے لیے تجویز کی تھی جو بعد کو جہانگیر کے لقب سے بادشاہ ہوا تہا۔ یہ شادی فتحپور سیکری مین بڑی دہوم دہام اور نہایت خوشی کے ساتھ ہوئی تھی اس عہد تک راجپوت سردار مسلمان سرداروں کے ساتھ ازدواجی کے رشتہ کو نہایت حقارت کی نگاہ سے

دیکھتے تھے ۔مگر اکبر کی یہ تمنا تھی کہ وہ سب کو ملا دے ۔ وہ اس بڑے اصول پر عمل کرنا
چاہتا تھا کہ قوم اور مذہب کے فرق سے انسان مین کوئی فرق پیدا نہین ہوتا اس پر عمل
کرنے کے لئے اوسے بڑی بڑی مزاحمتون پر غلبہ حاصل کرنا ضرور تھا خاصکر راجپوت
راجاؤن کے انکار کا توڑنا بڑا ہی مشکل تھا یہان تک کہ وہ اخیر دم تک رانا سے میواڑ کی
ضد پر کسیطرح غالب نہ آسکا۔

دوسرے راجا تو بہت کچھ پچھلے اور نرم تھے اونھون نے جان لیا تھا کہ اکبر ایسے
نئے نئے قواعد جاری کرتا ہے جنھین ہندوستان مین پہلے کسی نے سنا ہی نہ تھا
اوسکے نگاہون مین لیاقت لیاقت ہی ہے گو وہ کسی ہندو راجا مین ہو یا کسی ازبک مسلمان
مین ہو۔قوم اور ملت کسی ذی لیاقت کے لئے نہ بڑے درجہ کی ملازمت کے ملنے سے
اوسے روکتی تھی اور نہ اوس کی عزت و ابرو کے مانع ہوتی تھی (اس لئے بھگوانداس
مان سنگھ۔ ٹوڈرمل وغیرہ مزاج کے لوگون نے جان لیا تھا کہ اس مسلمان بادشاہ
کی ماتحتی مین اونھین اوس سے زیادہ اور کثرت سے فوائد حاصل ہین جو اونہین اپنے
بزرگون کی ریاستون پر خود مختارانہ حکومت کرنے سے حاصل ہوتے ۔ وہ بادشاہی صوبون
پر حکمرانی کرتے اور شاہی فوجون پر اون کی حکومت چلتی تھی ۔ وہ بادشاہ کے نہایت
مخفی سے مخفی اون مشورون مین شریک ہوتے تھے کہ جن سے بڑا مقصود یہ تھا کہ تمام
پچھلے بیگانگی اور تعصبون کو نسیاً منسیاً کردیا جاے اور اون ریاستون اور ملکون کے
سرداروں کی اصلی طاقت کو کمزور نہ کیا جائے اور نہ کسی کے درجہ اور عزت مین کوئی

خلل آنے پائے جو اوس کی ایسی تجویزون مین شرکت اور پیروی کرتے تھے کہ جن سے وہ صوبے جواب تک بیگانہ اور ایک دوسرے کے دشمن چلے آتے تھے ملکر ایک بڑے بادشاہ کے قلمرو مین شامل ہو جائین۔

اکبر نے اس مقصد کے حصول کے واسطے جو تجویزین سوچی تھین اون مین سے ایک یہ تجویز بہی تہی کہ وہ ہندو راجاؤن کی بیٹیون سے اپنے اور اپنے خاندان کے لڑکون کی شادی کیا کرتا تہا۔ وہ جانتا تہا کہ ازدواج سے بڑہ کر کوئی چیز مساوات پیدا کرنے کے لئے کافی نہین ہے۔ اور راجپوت راجہ بھی اس بات کو جان گئے تھے کہ وارثان تخت اور نیز مالکان سلطنت سے اون کا رشتہ ہونا اکثر اس بات کے لئے کامل اطمینان کا باعث ہوتا ہے کہ اون کی عزت اور شان وشوکت مین فرق نہ آئیگا۔ جب وہ ہندوستان کی اوس حالت کو خیال کرتے جو اوس کی حکومت سے پہلے تھی اور سوچتے کہ مسلمانون کے پچھلے پانچسو برس کے فتوحات کے باعث اتحاد واتفاق کے بجائے ملک مین کیسے لڑائی جھگڑے پہیل گئے ہین اور یہ شخص جو لڑکپن اور ناتجربہ کاری اور امورات سلطنت کے ناواقفی کے زمانہ مین ہمارے یہان آیا ہے اور ملک مین امن اور انتظام اور اچھی حکومت قایم کردی ہے اور جس ملک کو فتح کیا وہان مذہبی آزادی اور عدل وانصاف پھیلاتا ہے اور اوسی ملک کو فتح کرتا ہے جہان یہہ اصول وہ جاری کرتا ہے اوسکے نزدیک قوم اور مذہب کے فرق سے انسانون مین کوئی امتیاز نہین ہے تو چونکہ وہ لوگ خدا کے اوتارون کا اعتقاد رکھا کرتے تھے

اونھون نے اکبر کے چال چلن کو دیکھکر اوسے سمجھا ہوگا کہ وہ معمولی انسانون سے ضرور کچھ بڑھکر ہے اور اوس مین الوہیت اور کریمی کی ایک شان پائی جاتی ہے۔

اوسنے مذہبی آزادی ایسی دے رکھی تھی اور اعتبار اپنا ایسا قابل اطمینان پیدا کرلیا تھا اور اپنے اصول ایسے وسیع اور فیاضانہ ترحم آمیز مقرر کئے تھے کہ باوجود تخالف نسل و تعصبات مذہبی و تنفر معاملات باہمی کے یہان کے باشندے اوسکے گرویدہ ہوگئے۔ اور جب اس گرویدگی کے عوض مین اکبر نے اون سے اوس قدیمی تعصب کے ترک کرنے کو کھا جو اوس اصول عظیم کا برہمزن اور مخالف تھا جسے اونھون نے نظام جدیدہ کا بنیادی پتھر تسلیم کرلیا تھا اور سمجھایا کہ اوس ضد اور خودنمائی کو چھوڑدو جسکے باعث سے وہ تمام مخلوق کو ہندو نہ ہونے کے باعث ناپاک اور نجس سمجھتے تھے تو صرف ایک مشہور آدمی کے سوا سب نے اوسکے کھنے کو مان لیا۔ اونھون نے اس بات کو تسلیم کرلیا کہ اس قسم کے اصول کا اجرا روکنے کے لایق نہین ہے۔ اور اس کا بھی یقین کرلیا کہ وہ اپنے عقاید مین سے اوس متعصبانہ خیال کو عملی طور پر اگر چھوڑدین کہ جس سے غیر قوم والونکے ساتھ ازدواج کی ممانعت ہورہی ہے تو اوس سے اوس نظام کو بڑی تقویت ہوگی جس سے اونکے ملک مین سرسبزی اور امن چین پھیل رہا ہے اور اونکی عزت و حرمت مین ترقی ہورہی ہے۔

اکبر کے جلوس کے اکتیسوین[۳۱] سال اوس کے پاس خبر آئی کہ اوس کا بھائی کابل مین مرگیا۔ اور بدخشان کے سرحدی صوبہ مین ازبکون نے تاخت و تاراج کی ہے اور کابل

پر بھی اون کا حملہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ چونکہ یہ معاملہ بڑا بھاری تھا اور ایسی حالت ہو رہی تھی کہ وہان اوسنے اپنا خود جانا نہایت ضروری سمجھا۔ اسلیئے فوج لیکر وسط ماہ نومبر مین پنجاب کو روانہ ہوا۔ اور ستلج کے پاس دوسرے مہینے کے اخیر مین پہونچ گیا۔ اور وہان سے سیدہا راولپنڈی کو کوچ کر دیا۔ جب وہان یہ معلوم ہوا کہ کابل کے معاملات کی صورت حسب دلخواہ ہوتی نظر آتی ہے تو وہ اپنے جدید قلعہ اٹک کو چلا گیا اور وہان سے ایک فوج راجہ بھگوانداس کی ماتحتی مین کشمیر کو بھیجی۔ اور ایک بلوچیون کے تعاقب مین روانہ کی۔ اور تیسری سوات والون کی تنبیہ پر معین کی۔ ان تینون فوجون مین سے سوات کی فوج کو بڑی مصیبت پیش آئی۔ یوسف زیئون نے نہ مغلون کے اس اوّل حملہ والون کو ہی فقط بہگا دیا بلکہ جب اکبر نے اپنے بڑے پیارے رفیق راجہ بیربل کی ماتحتی مین اپنی فوج کو مدد بھی بھیجی تب بھی دشمنون نے مغلون کو ہزیمت دی اور اونکے آٹھ ہزار آدمی مار ڈالے اور راجہ بیربل کو بھی عدم کو رخصت کیا۔ مغلون کو عمر بھر ایسی کبھی شکست نہین ہوئی تھی۔ اسکے تدارک کے واسطے اکبر نے اپنے سب سے نامی گرامی سپہ سالار راجہ ٹوڈرمل کو بھیجا۔ اور راجہ مان سنگھ جے پور والے کو بھی اوس کی تائید کے لیئے ساتھ کیا۔ ان سپہ سالارون نے بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے کارروائی کی اور باڑے بنا بنا کر آگے کو بڑھے اور آخر کو وادی خیبر مین ان قومون کو کامل شکست دیدی۔

جو فوج کہ کشمیر کو بھیجی گئی تھی اوسے اسی زمانہ مین یہان کے بہ نسبت کسی قدر زیادہ

کامیابی ہوئی تھی۔ اوسکے افسر وادی شلیاس تک پہونچ گئے تھے۔ مگر وہان اونھون دیکھا تھا کہ اوس وادی کو وہان کے مسلمان بادشاہ نے بند کر رکھا ہے۔ کچھ روز تو وہ وہان رسد کے انتظار مین ٹھیرے رہے۔ مگر بارش اور برف نے اونھین آ لیا۔ اور قبل اس سے کہ وہ کسی جانب کو حرکت کر سکین۔ یہ خبر آئی کہ بادشاہی فوج کو یوسف زیئون نے شکست دی ہے۔ اس سے ان مین جو کچھ ہمت باقی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ اور اونھون نے کشمیر کے حاکم سے برائے نام خراجگذاری کے وعدہ پر صلح کر لی۔ اور اکبر کے پاس کو لوٹ آئے۔ بادشاہ نے جب دیکھا کہ اونھون نے دل جما کر کام نہین کیا تو اون سے بڑا ناراض ہوا اور اونھین دربار مین آنے سے منع کر دیا۔ مگر اکبر کے دل مین رنج کچھہ بہت دنون نہین رہا کرتا تھا۔ اوسنے اونہین جلد معاف کر دیا۔

تیسری فوج جو بلوچیون پر گئی تھی اوسے پہلے ہی مرتبہ کامیابی ہوگئی۔ اس بہادر سپاہی قوم نے مغلون کے بادشاہ کی اطاعت بغیر مقابلہ کے قبول کر لی۔ جب بھی توڈرمل اور مان سنگھہ کی کوششون سے خیبر کی گھاٹی کا راستہ کھل گیا تو اکبر نے مان سنگھ کو جو جے پور کے راجہ کا بھتیجا اور وہان کے راج کا وارث تھا کابل کا صوبہ دار کر دیا۔ اور اوسے کافی فوج دیکر وہان کو روانہ کیا اور یوسف زیئو کے ملک مین اسکے بجائے اور فوج بھیجدی اور پیشاور پر مضبوطی سے قبضہ کر لیا۔ بعد ازان اکبر خود لاہور کو لوٹ آیا۔ وہان سے پھر اوسنے اور فوج کشمیر پر روانہ کی۔ جب یہ فوج گھاٹیون کے قریب پہونچی تو اسی زمانہ مین یعنی ایام گرما سنہ ۱۵۸۷ء مین کچھ

لوگون نے وہانکے خاص بادشاہ کے برخلاف سری نگر مین بغاوت کی اس سبب سے شاہی فوج کو اوس ملک مین داخل ہونے اور فتح کرنے مین کوئی بڑی دقت پیش نہین آئی۔ اور اس طرح پر یہ ملک بھی مغلیہ حکومت مین داخل ہو گیا۔ اور اکبر کے بیٹے کے عہد مین ہندوستان کے مغلیہ بادشاہون کا بھی مقام ایام گرما مین مسکن قرار پایا۔ یہہ بھی ذکر کرنا یہان مناسب ہے کہ جمرود تک پہونچنے کے لئے جو خیبر کی گھاٹی کے دہانہ پر واقع ہے مان سنگھ کو ان پہاڑی قومون سے ایک اور لڑائی لڑکر فتح حاصل کرنا پڑی تھی۔ اس کے بعد وہ کابل پہونچا اور وہان بڑے استحکام کے ساتھ ملک کا انتظام کیا۔ مگر کابل والون اور نیز بیرونی اقوام کے سردارون نے اکبر سے اس امر کی شکایت کی کہ راجپوت راجہ کی حکومت اونھین گوارا نہین معلوم ہوتی جس سے اکبر نے مان سنگھ کو بنگالہ کی صوبہ داری پر بھیجدیا۔ اور کابل مین مسلمان صوبہ دار مقرر کر دیا۔ اور وجہ اس کی یہ تھی کہ بنگالہ مین بھی ایک زبردست حاکم کی ضرورت ہو رہی تھی۔ بعد ازان اسی وقت اوسنے کابل کے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

۱۵۸۸ء مین سب سے پہلے اوسنے سندہ پر قبضہ کیا۔ پھر دوسرے سال کے موسم بہار مین کشمیر کو گیا۔ جب بھمبر پہونچا تو اوسنے بیگمات حرم کو شاہزادہ مراد کے ساتھ وہان چھوڑ دیا۔ اور خود سیدھا سری نگر کو سوار ہو گیا۔ اور موسم برسات کے شروع ہونے تک گرد نواح کی سیر مین مصروف رہا۔ پھر مستورات کو رہتاس کو روانہ کر دیا۔ جب وہ کابل کو روانہ ہوا تو بیگمات اوسے اسکے بعد اٹک کے مقام پر ملین۔ کابل کے راستہ کی گھاٹیان

سب صاف تھین جو کوہستانی قومون کی مزاحمت تھی وہ سب رفع ہوگئی تھی۔ اسلیئے اکبر دریاے سندہ سے اٹک کے پاس سے گذرا اور وہان سے بآسانی تمام کابل کو چلا گیا۔ اور وہان دو مہینے رہکر باغات اور قابل دید مقامات کی سیر کرتا رہا۔ تمام امیر و غریب اوس کے پاس آتے اور فائدہ اوٹھاتے تھے۔ وہ ابھی کابل مین ہی تھا کہ ۱۰ نومبر ۱۵۸۹ء کو راجہ تو ڈرمل کے مرنے کی اوسے خبر پہونچی اور اوسی روز ایک اور معتبر ہندو دوست راجہ بھگوانداس والی جے پور بھی مرگیا اس سبب سے اکبر نے کابل گجرات اور جونپور کے صوبہ دارون کے نئے بندوبست کیئے اور ہندوستان کو لوٹ آیا۔

مین نے اوپر ذکر کردیا ہے کہ اوسنے بنگالہ کی صوبہ داری کا پہلے ہی بندوبست کردیا تہا۔ وہ اپنے وطن کو لوٹتے وقت شروع ۱۵۹۰ء مین لاہور مین پہونچا۔ اسی مقام پر وہ ٹھیرا ہی ہوا تہا کہ اوسے خبر ملی کہ اوسکے پیاری دایہ کے بیٹے اور اوس کے نیئے مقرر کیئے ہوئے گجرات کے صوبہ دار نے کاٹھیا وار اور کچھ کی ریاستون سے لڑائی قایم کردی ہے۔ ان لڑائیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونون صوبہ بھی بادشاہ کے ممالک محروسہ مین داخل ہوگئے اور جس افغان نسل کے بادشاہ نے مغربی ہند مین ان تمام ہنگامون کو برپا کیا تہا وہ خودکشی کرکے مرگیا۔ بادشاہ نے لاہور کے قیام سے یہ فائدہ اوٹھایا کہ سندہ کے معاملات کی صورت جو اس وقت کچھ خراب سے نظر آتی تھی اوسکے نسبت احکامات جاری کردے کہ کامل انتظام وہان کا کردیا جائے۔ اس ملک کی نسبت جو پہلے سے خیال تہا اوسکے برخلاف یہان کی کامل فتح مین بہت زیادہ مشکلات کا

سامنا پڑا اور وہان بڑی بھاری کمک روانہ کرنے کی ضرورت عاید ہوئی اور حسب دلخواہ نتیجہ حاصل کرنے کے لئے بڑے استقلال اور احتیاط سے کام لینا پڑا۔ اور اس جگہ کی لشکرکشی مین پورے دو سال صرف ہوئے اسی زمانہ مین کشمیر مین بغاوت پیدا ہوگئی تھی۔

بادشاہ ان دونو سالوں مین لاہور مین ہی رہا۔ اور جب ہی کہ اوسنے سنا کہ سندہ کا انتظام حسب دلخواہ ہوگیا تو اکبر خود بھی دریاے چناب کے کنارہ سے جہان وہ شکار کھیلنے کے لئے رہگیا تھا اور اپنی بڑی فوج کو بھمبر کی طرف پہلے ہی بھیج چکا تھا اور موقع کا انتظار کر رہا تھا اپنی فوج سے ملجانے کے واسطے روانہ ہوا راستہ مین اوسے خبر ملی کہ باوصف سخت مزاحمت کے اوسکے ہراول نے ایک گھاٹی کے راستہ کو کھول لیا ہے۔ اس واقعہ سے لڑائی کا فیصلہ ہوگیا کیونکہ باغی سردار کے سپاہی اوسکے کامون سے ناراض ہوکر رات کے وقت اوسی پر پھپل پڑے اور اوسے مارڈالا اور سر کاٹکر اکبر کے پاس بھیجدیا۔ اس شخص کے مرنے سے مزاحمت بالفعل موقوف ہوگئی۔ اور اکبر سری نگر مین جاکر وہان آٹھ روز تک مقیم رہا اور وہان کا انتظام کرکے بارہ ملا کی گھاٹی سے روہتاس کو اور وہان سے لاہور کو چلا آیا یہان اوسے خبر ملی کہ راجہ مان سنگھ صوبہ دار بنگالہ نے صوبہ اوڑیسہ کو کامل طور پر ممالک محروسہ مین شامل کرلیا ہے۔ اس راجہ نے نذرانہ کے طور پر بنگالہ سے لاہور کو ۱۲۰ ہاتی بادشاہ کو بھیجے تھے جنھین اوسنے اوس صوبہ مین پکڑا تھا۔

بند ہیاچل پہاڑ کے جنوبی ملکون کو شاہی قلمرو مین شامل کرنے کے لئے دوسرے سال کوشش کی گئی اور برابر آٹھ سال تک اوس کا سلسلہ جاری رہا اور بحیثیت مجموعی اوس مین کامیابی بھی ہوئی بڑے بڑے محاصرون کے بعد شاہی فوج نے دولت آباد کھروا۔ ناسک۔ اسیر گڈہ۔ اور احمد نگر کے مضبوط مقامات کو لے لیا۔ اور اگرچہ وہ ملک جو احمد نگر کے متعلق تھے سنہ ۱۶۳۷ء تک کامل طور پر قبضہ مین نہین آئے مگر جو موقع اکبر کو حاصل ہو گیا اوس سے مغلون کو وہان ایسا غلبہ حاصل ہوا کہ کم از کم ایک سو برس تک قایم رہا۔

یہ دکن کی لشکر کشی تین باتون کے سبب سے بڑی مشہور ہے۔ اوّل تو سردارون کی باہمی ناموافقت کی وجہ سے جو کشور کشائی کے لئے ہندوستان کے مختلف حصّون سے خود مختارانہ طور پر ملکر کام کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے جس سے یہ ضرورت پیش آئی کہ اوّل تو آگرہ سے اکبر نے اپنے پیارے معتمد ابو الفضل کو وہان بھیجا۔ اور پھر خود اکبر نے اوس مقام کا سفر کیا۔ دوسرے کثرت شراب خواری کے باعث اکبر کے بیٹے شاہزادہ مراد کی موت سے جو جالنہ کے مقام پر مر گیا تھا۔ تیسرے شاہزادہ سلیم کی تحریک سے جو اکبر کے باقی اولاد مین سب سے بڑا بیٹا اور ولی عہد تھا آگرہ کو لوٹتے وقت ابو الفضل کا قتل ہے۔

اکبر نے چودہ برس سے اپنا صدر لاہور مین مقرر کر رکھا تھا۔ مگر جب سنہ ۱۵۹۸ء مین جنوبی ہند کی حالت نے اوسے مجبور کیا تو وہ دکن کو روانہ ہوا۔ اور احمد نگر اور اسیر گڈہ

کو اوسنے بہ جبر و قہر لے لیا۔ بعد ازان شاہزادہ دانیال کو خاندیس اور برار کا صوبہ دار کیا اور ابو الفضل کو احمد نگر کے علاقہ کی فتح کی تکمیل کے لئے مقرر کرکے خود موسم بہار سنہ ۱۶۰۱ء مین آگرہ کو روانہ ہوگیا۔

جس سبب سے کہ اکبر کو آگرہ مین آنا ضرور ہوا تھا وہ ایک بڑا دردانگیز معاملہ ہے شاہزادہ سلیم نے اوسے ابتدائی لڑکپن سے ہی بڑا پریشان کر رکھا تھا پھر جب یہ لڑکا جوان بھی ہوگیا تب بھی اس کا چال چلن ایسا ہی رہا کہ جس سے اکبر کا تفکر کچھ کم نہ ہوا۔ سلیم جو آجکل جہانگیر بادشاہ کے نام سے مشہور ہے مزاج کا سخت اور ظالم تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اپنے غصہ کو ذرا بھی نہ روک سکتا تھا۔ اوسے ابو الفضل سے درحقیقت اس رشک وحسد کی وجہ سے نفرت تھی کہ اوسکے باپ کے نزدیک اوسکی بڑی عزت وحرمت تھی۔ مگر ظاہر مین وہ کہتا تھا کہ مجھے ابو الفضل اسوجہ سے برا معلوم ہوتا تھا کہ اوسنے میرے باپ کو متعصب (پختہ) مسلمانونکے متعصبانہ (پکے) عقیدہ سے پھیر دیا ہے۔ اکبر کچھ دنون تک تو اس امید مین رہا کہ ابو الفضل کے جنوبی ہند کے چلے جانے سے میرے بیٹے کی ناراضی رفع ہوجائیگی اور جب وہ دکن کو جانے لگا تھا تو اوسنے سلیم کو اپنا ولی عہد کردیا تھا اور اجمیر کا صوبہ دار کرکے اوسے رانائے میواڑ کی مہم پر مامور کر گیا تھا۔ جسنے اس مرتبہ پھر بغاوت کی تھی۔ اکبر نے اوسکی میلان طبع کے جانچنے کیواسطے راجہ مان سنگھ کو بھی اوس کی امداد کے لئے بھیجا تھا جو اکبر کا مصاہرت کی وجہ سے رشتہ دار تھا۔

سلیم اور راجہ مان سنگھ دونو میواڑ کی طرف روانہ ہو گئے تھے کہ اسی مین
بنگالہ سے جہان کا کہ مان سنگھہ صوبہ دار تہا بغاوت اوٹھہ کھڑی ہونے کی خبر آئی
اسلئے مان سنگھہ کو بغاوت فرو کرنے کے لئے اودہر کو فوراً جانا پڑا جب سلیم کا کوئی
مشیر نہ رہا اور ایک بڑی فوج کی افسری اوسکے آنکھون مین نظر آئی اور باپ کو دیکھا
کہ وہ دکن مین ہے تو اوسنے بادشاہی کے تخت و تاج پر قبضہ کرنے کے لئے جراءت
کی۔ اور میواڑ کے جانے کا ارادہ ترک کر کے فوج لیکر آگرہ کو چلدیا۔ جب شاہی قلعہ
کے قلعہ دار نے بادشاہ کی وفاداری کے بنا پر سلیم کو قلعہ کے اندر نہ گھسنے دیا تو وہ
الہ آباد کو چلا گیا اور اوس پر قبضہ کر کے صوبہ جات اودھ اور بہار پر دخل کر لیا۔ اور بادشاہ
کا لقب لے لیا۔ انھین واقعات کی خبر سنکر اکبر دکن سے چلا آیا تہا۔ اکبر نے سلیم
کی اس حرکت کو مزاج کی خرابی سے منسوب کیا جس پر کہ سلیم کا کبھی قابو نہین چلا کرتا تھا
اور اوسنے یہ ارادہ کیا کہ سلیم کو مجبور کرنے کے بجائے ہدایت کر کے سیدھا کر لے
اس لئے اوس نے اوسے ایک خط لکھا اور کہا کہ اگر تم صرف پہلے کی طرح اطاعت
اختیار کر لوگے تو ہماری محبت مین کسی طرح فرق نہ آئیگا۔ اور وہ نقصانات اوسے
جتا دئے جو متواتر نافرمانی کے باعث اوسے جہیلنا پڑتی۔ جب یہ خط سلیم کے پاس
پھونچا تو اکبر آگرہ کے قریب جا پہونچا تہا اور اوسکے ساتھ جو سپاہیون کی فوج تھی
اگرچہ وہ بتعداد مین تھوڑی تھی مگر اوس کی تمام سلطنت کی فوج مین سے منتخب کی ہوئی
تھی۔ سلیم نے تب یہ سمجھہ لیا کہ اب اوس کا دبدبہ کسی طرح قایم نہین رہ سکتا اور اگر اپنے

بات پر اصرار کیا تو ولی عہدی ہاتھ سے جاتی رہیگی۔ اسلئے اوسنے نہایت ادب اور انکسار کے ساتھہ جواب باپ کی خدمت مین بہیجدیا۔ مگر جو مضمون اوس نے اپنی عرضی مین تحریر کیا اوس کا چال چلن اوس کے مطابق پھر بھی نہ ہوا۔ اور جب کچھ بعد مین اوسے یہ خبر ملی کہ بادشاہی فوج کا بڑا حصّہ ابھی تک دکن مین ہی ہے تو وہ اٹاوہ کو چلا اور راستہ مین چلتے چلتے فوج جمع کرتا ہا۔ اوس کا مقصد یہ تہا کہ باپ کے پاس ایسی فوج لیکر حاضر ہوئے جس کا اوس پر دباؤ پڑے۔ مگر اکبر اس دہوکے مین نہ آیا۔ اوسنے اپنے بیٹے کو دو باتین لکھ بہیجین کہ چاہو تو تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ آگرہ کو چلے آؤ۔ ورنہ الہ آباد کو لوٹ جاؤ۔

شاہزادہ سلیم نے دوسری شق کو پسند کیا۔ غالبًا اوس سے یہ اقرار کیا گیا تہا کہ بنگالہ اور اوڑیسہ کے دونو صوبہ اوسے دیدیے جائینگے۔ بہرحال اقرار کیا گیا تہا یا نہین۔ یہ دونو صوبہ اوسے دیدے گئے۔ اسوقت ہم اس امر کا فیصلہ تو نہین کر سکتے کہ اکبر نے جو طرز اسوقت اختیار کیا۔ آیا وہ اس وجہ سے تہا کہ اوسنے اپنی حالت کو بیٹے سے کمزور پایا تہا یا وہ اپنے بیٹے سے لڑنا ہی نہ چاہتا تہا یا بیٹے کی محبت اوس پر غالب تھی۔ غالبًا ان تینون خیالات نے ملکر اوس پر اس طرز کے اختیار کرنے کے لئے اثر کیا ہوگا کہ جس سے ایک گونہ اوس کی کمزوری کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ بہرحال اس کی کوئی وجہ کیون نہ ہو۔ اکبر کو جلد معلوم ہوگیا کہ اوس کے سرکش بیٹے پر اوس کی مہربانی سے کوئی اچھا اثر مترتب نہ ہوا۔ کیونکہ سلیم نے جس کا حافظہ بہت ہی اچھا

تہا اور جس کے دل سے عداوت کبھی رفع نہین ہوتی تہی جب دیکھا کہ ابوالفضل دکن سے واپس آرہا ہے اور اوسکے ساتھ آدمی تہوڑے ہین تو اوسنے اورچھے کے راجہ کو بھڑکایا کہ راستہ مین اوسے قتل کردے۔

اکبر کو اس اپنے دوست کے مرجانے سے سخت صدمہ پہونچا۔ مگر یہ بڑی خوشی کی بات ہے اوسے یہ نہ معلوم ہوا کہ اوس کا بیٹا بہی اس جور وستم مین شریک ہے۔ اکبر نے یہی سمجھا کہ اورچھے کا راجہ ہی فقط مجرم ہے اسلئے اوسکے غارت کرنے کیواسطے فوج روانہ کی۔ مجرم راجہ جنگلون کو بہاگ گیا۔ اور اپنا پورا پورا اپچاؤ کرتا رہا۔ یہان تک کہ اکبر کے مرنے سے اوسے بہاگنے اور چھپنے کی ضرورت نہ رہی۔ پھر اکبر اور سلیم باہم رضامند ہوگئے۔ اور بادشاہ نے اپنے بڑے بیٹے کو میواڑ کا ہنگامہ فرو کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ اس فساد کی وجہ یہ تھی کہ میواڑ کا راجہ پرتاب سنگھ مغلون کی اطاعت سے برابر انکار ہی کئے جاتا تہا۔ ہلدی گھاٹ کے مقام پر ۱۵۷۶ء مین اسے شکست ہوئی۔ پھر یہ راجہ جنگلون کو بہاگ گیا۔ اور بادشاہی لشکر بھی اسکے تعاقب مین لگا ہی چلا گیا۔ زمانہ کی گردشون نے اوس پر ایسی نحوست برسائی کہ علی التواتر اوسپر مصیبتین پڑتی رہین اور ایک مرتبہ بھی کامیابی نہین ہوئی جس سے اوسنے ارادہ کیا کہ میواڑ چھوڑدے اور اپنے خاندان اور معتبر رفیقون کو ساتھ لیکر دریائے سندھ کے کنارہ چلا جائے اور وہان ایک اور راج قایم کرے۔ چنانچہ اسی خیال سے وہ چل کھڑا ہوا مگر اوسکے بےنظیر ہواخواہ وزیر نے لڑائی جاری رکھنے کے لئے ایسے وسائل

پیدا کرلے لئے کہ اوسنے ایک مرتبہ اور لشکر کشی کا ارادہ کیا۔ اور لوٹ کر اپنے مخالفونکے چند اوّل پر جو اپنی کامیابیون کی وجہ سے بیخبر پڑے ہوئے تھے ۱۵۸۶ء مین حملہ کیا اور تمام میواڑ قلعہ چتور اور منڈل گڈہ کے سوا سب لے لیا۔ چونکہ چتور کا قلعہ اوس کے قبضہ مین نہ تہا اس لئے اودے پور مین اوسنے اپنا نیا صدر قایم کیا۔ جو آخر کار اوسکا دار السلطنت مشہور ہوگیا۔

جب وہ ۱۵۹۷ء مین مرا ہے تو اسوقت تک بھی وہ خود مختار تہا اوسکے بعد اوسکا بیٹا امر رانا راجہ ہوا۔ جو اسوقت ۱۶۰۳ء مین جس کا کہ ہم بیان کر رہے ہین بادشاہی لشکر کے تمام کوششون کا علاقہ میواڑ مین پورا پورا جواب دے رہا تہا۔

شاہزادہ سلیم کو بہت اچھا موقع تہا۔ جو فوج اوسکے پاس تہی وہ بخوبی کافی تہی۔ اگر اوس سے محنت اور ہوشیاری کے ساتھ کام لیا جاتا تو میواڑ کی فتح کامل ہوجاتی۔ مگر اوس شاہزادہ نے ایسے کم توجہی سے کام کیا کہ اکبر نے اوسے واپس بلا لیا۔ اور اوسکی اپنی کچھ کچھ خود مختارانہ حکومت پر الہ آباد کو بہیجدیا۔ جہان کہ وہ زناکاری ہی نہین بلکہ اس سے بھی زیادہ بُرے کامون مین اپنی اوقات کو ضایع کرتا رہا۔ اور اوسنے اپنے فرایض اور عزت کا ذرا پاس ولحاظ نہ رکھا۔ اور اپنے نہایت ہی سچے رفیق ملازمون کو قتل کر دیا۔ جس سے آخر کار اکبر خود الہ آباد کو اس امید سے چلا کہ اوسکے جانے سے شاید بیٹے پر کچھ اثر پڑے۔ مگر وہ دو ہی منزل چلا تہا کہ ماں کی سخت بیماری کی خبر سنکر واپس چلا آیا۔ لیکن جب یہ بات شاہزادہ سلیم کو معلوم ہوئی کہ باپ آگرہ سے اس

غرض سے روانہ ہوا تھا تو اوسکے خیالات اور اوسکے افعال بدل گئے۔ چونکہ اوس کا باپ اوسکے پاس نہین آسکا تہا اسلئے اوسنے چاہا کہ چند آدمیون کے ساتہہ باپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ چنانچہ یہان آکر اوسنے باپ کی اطاعت کی۔ مگر اپنے چال و چلن کو پھر بھی نہ بدلا۔ اور یہان پر جو اوسکے اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ خسرو سے بحثین پیش آئین اونکا دربار مین بڑا فضیحتہ مچا۔

سچ ہے کہ بادشاہ کو اپنی اولاد کی طرف سے کوئی خوشی حاصل نہین ہوئی اوس کے دونو بڑے بیٹے جو توامان پیدا ہوئے تھے بچپن مین ہی مر گئے تھے تیسرا جسے غلطی سے بڑا بیٹا کہتے ہین شاہزادہ سلیم تہا۔ چوتھے بیٹے شاہزادہ مراد کا حال ہم پہلے ہی لکھہ چکے ہین۔ پانچوان بیٹا شاہزادہ دانیال تہا کہتے ہین کہ یہ شاہزادہ قامت کا بلند اور اندام کا موزون اور صورت کا اچھا تہا گھوڑون اور ہاتھیون کا نہایت شوقین اور ہندوستانی شعر و سخن مین بھی اوس کی طبیعت موزون تھی۔ مگر اپنے بہائی مراد کی طرح شراب خواری کا عادی تہا۔ اور اس زمانہ مین وہ بھی اسی مے نوشی کے سبب سے مر گیا تہا۔ اکبر کو اس کے مرنے سے بڑا صدمہ ہوا۔ اوسنے اپنے مقدور بھر ہر طرح کوشش کی تھی کہ بیٹے کی بدعادتون مین کچھہ کمی ہو جاوے اور اوسنے بیٹے سے وعدہ بھی لیا تہا کہ وہ شراب خواری چھوڑ دیگا۔ مگر سب بے سود ہو گیا۔ اسوقت دربار مین بادشاہ کے کئی پوتے موجود تھے اون سب مین سب سے پیارا شاہزادہ خرم تہا جو جہانگیر کے بعد شاہجہان کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادہ دانیال کی موت اور موت کے سبب کے سننے سے اکبر کے دل پر بڑا ہی صدمہ پہونچا تہا۔ اسوقت وہ بیمار تہا۔ اور اوس سے بہت جلد ظاہر ہو گیا کہ اب اوس کا نتیجہ صرف زندگی کا خاتمہ ہی ہے۔ اس سے اہل دربار کو فوراً خیال پیدا ہو گیا کہ آئندہ کون بادشاہ ہوگا۔ اکبر کے بیٹون مین اب صرف شاہزادہ سلیم ہی زندہ تہا مگر الہ آباد۔ آگرہ وغیرہ مین اوس کا چال چلن ایسا رہا تہا کہ جس سے اکثر لوگون کے دل اوس سے پھر گئے تھے مگر امرا کے نزدیک اوسکے بیٹے شاہزادہ خسرو کی عزت وحرمت مین اب تک کوئی داغ دہبہ نہ لگا تہا۔ سوائے اسکے شاہزادہ خسرو جودہپور کی رانی کے پیٹ سے تہا۔ اور راجہ مان سنگہہ اوس کا نہایت قریب کا رشتہ دار تہا۔ جو ارکین شاہی مین بڑے درجہ کا آدمی اور حامی السلطنت تہا۔ پھر اس شاہزادہ کی شادی ایک بڑے مسلمان امیر کی بیٹی سے ہوئی تھی جس کا فوج مین سب سے بڑا درجہ تہا اور جو غالباً خود بھی خاندان شاہی کے رشتہ دارون مین سے تہا کیونکہ وہ اکبر کی پیاری دایہ کا بیٹا تہا۔ غرض کہ ان دونو بڑے بڑے امیرون نے یہ تدبیرین کرنا شروع کین کہ شاہزادہ سلیم کو الگ کردین اور شاہزادہ خسرو کو تخت نشین کرین۔ اس مقصد کے سرانجام دینے کے واسطے اونھون نے آگرہ کے قلعہ کی حفاظت کے واسطے اپنے آدمی مقرر کردیے جہان اکبر بیمار پڑا ہوا تہا اگر اکبر اسوقت مرجاتا تو اوس کی موت کے بعد ضرور خانہ جنگی شروع ہو جاتی کیونکہ سلیم اپنے دعوے سے کبھی دست بردار ہونے والا نہ تہا۔ مگر جب شاہزادہ سلیم کو یہ معلوم ہو گیا کہ میرے

برخلاف لوگون نے سازش کرلی ہے تو اوسے اپنی جان کی سلامتی کا خطرہ پیدا ہوگیا اور آگرہ سے کچھہ دور رہنے کے لئے چلا گیا۔ جب اکبر نے بیٹے کو اپنے پاس نہ دیکھا اور جانا کہ اب میرا اخیر وقت آگیا ہے تو چونکہ اوسکی محبت معمول سے کہین زیادہ تھی اوسنے اپنے امیرون کو بلایا۔ اور سب سے کہدیا کہ میرے بعد سلیم بادشاہ ہو۔ اور شاہزادہ خسرو کو صوبہ بنگالہ دیا جاے۔

اکبر کی بات کی جو اوسکے امیرون پر تعظیم و عظمت تھی جیسے وہ اس نازک وقت پر ظاہر ہوئی ہے ایسی پہلے کبھی ظاہر نہین ہوئی تھی اگر اسوقت وہ اپنی ناشکری اور ناحق شناسی بیٹے کی نسبت ایک ذرا اشارہ بھی ناراضی کا ظاہر کرتا تو اوس کے اخراج کے لئے کافی تھا۔ برخلاف اُسکے جب اوسنے بیٹے کی طرفداری کا اظہار کیا تو اوس کا یہ اثر ہوا کہ بڑے بڑے اراکین دولت اوس کی وصیتون پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ اور جو لوگ کہ دودل اور متردد ہو رہے تھے وہ بھی انکے ساتھی ہوگئے۔

یہان تک کہ فوج کا سب سے بڑا سردار شاہزادہ خسرو کا خسر جو راجہ مان سنگھہ کے ساتھ شاہزادہ خسرو کی طرفداری کے لئے شریک ہوگیا تھا اسکے اثر کو نہ روک سکا۔ اور شاہزادہ سلیم سے مخفی طور پر کھلا بھیجا کہ مین بھی تائید کے لئے موجود ہون جب مان سنگھ نے جو سب سے زبردست شخص تھا اس نازک وقت پر دیکھا کہ مین اکیلا رہگیا تو اوسنے سلیم کے پیام اور التماس کو مان لیا۔ اور اوس کی تائید کا وعدہ کیا۔ اب جب کہ سلیم کو اپنی ولیعہدی کا پورا اطمینان ہوگیا تو وہ قلعہ مین آیا اور

اکبر نے جو مرنے کے قریب تھا اوس سے بڑی پیار کی باتین کین۔ جو باتین کہ اس وقت باپ بیٹون مین ہوئین اون کی کیفیت خود اسی شاہزادہ نے لکھی ہے۔ وہ لکھتا ہی کہ محبت کی باتونکے بعد میرے باپ نے فرمایا کہ میرے تمام امیر میرے سامنے آئین مین اس بات کو گوارا نہین کرتا کہ کسی قسم کی ناچاقی تیری اور میری اون دولت خواہون مین ہوئے جو سالہا سال میرے محنتون اور سختیون مین شریک رہے ہین اور فخر و شان کے کامون مین اونھون نے میری امداد و اعانت کی ہے چنانچہ جب سردار حاضر ہوئے اور بادشاہ کا آداب بجالائے۔ تو اوسنے سب کو مخاطب کر کے چند الفاظ کہے۔ پھر یکے بعد دیگرے ہر ایک کو دیکھا اور سب سے کہا کہ اگر بھول چوک کی کوئی تقصیر آپ صاحبون کی نسبت مجھ سے ہوئی ہو تو مجھے معاف کیجئے۔ یہ دیکھکر شاہزادہ سلیم ڈہاڑین مار کر باپ کے قدمون پر گر پڑا۔ مگر اکبر نے اپنے خدام سے اشارہ کیا کہ شاہزادہ کی کمر سے اوس کی خاص تلوار اور سر پر دستار کو باندہ دین اور شاہی قبا اوسے پہناوین پھر بادشاہ نے خاتونان حرم کی خبرداری کے لئے اوس سے التجا کی۔ اور کہا کہ میرے پورانے رفیقون اور دوستون پر نوازش اور مہربانی کی نظر رکھنا۔ اور پھر سر جھکا کر دنیا سے سدہارا۔

اس طرح پر مغلیہ سلطنت کا اصلی بانی دنیا سے راضی خوشی اوٹھ گیا وہ اپنے باپ دادا سے کہین بڑہ کر اقبالمند اور زیادہ دور اندیش اور کہین بڑا موحد تھا اور اپنی لیاقتون کے اظہار کے لئے اون سے بڑہ کر اوسے موقع بھی ملے تھے۔ اور

اس قدر لمبی زندگی پائی تہی جس مین اوسنے ہندوستان کے مختلف قومون کو یہہ بات ثابت کردی - کہ اون کی سلامتی اور اون کی عملی آزادی اور اون کا اپنے باپ دادونکے مذہب اور رسم ورواج کو حسب دلخواہ عمل مین لانا اسی پر منحصر ہے کہ وہ سب سے اعلیٰ اور زبردست بادشاہ کی اطاعت کرین جس سے یہ بے بہا برکتین اون کو حاصل ہوسکتی ہین - غرض اس شخص کو کسی قوم وملت سے تعصب نہ تہا - ازبک ہون یا افغان ہندو ہون یا پارسی یا عیسائی وہ سب کے ساتھہ یکسان پیش آتا بشرطیکہ وہ اوسکے ساتہہ وفاداری مین چست اور ذہن ولیاقت مین درست اور سچے اور ذی اعتبار ہونے سب قومون نے جان لیا تہا کہ اوس کی اونچاس برس کی حکومت مین ہندوستان پر کہین باہر سے حملہ نہین ہوا - اور واقف ہو گئے تھے کہ اوسنے تمام اندرونی مخالفون مین سے کچھہ کو تو بزور شمشیر اور کچھہ کو صلح آمیز باتون سے مغلوب کرلیا ہے اور جہان تک ہوسکتا ہے نرمی سے ہی کام نکالتا ہے - محمد امین اوس کے مرنیکے بعد لکھتا ہے کہ تمام ہندوستان مین مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک بڑے استقلال اور ایمانداری اور راستبازی سے اوس نے فرمانروای کی - تمام لوگ ہر ایک قوم ملت اور ہر ایک درجہ کے اوسکے دربار مین آتے - اوسکے وقت مین مخلوق کے تمام طبقات مین عام امن چین پھیل رہی تھی - اور ہر ایک مذہب کے لوگ اوس کی حمایت اور حفاظت سے امن چین سے بسر کرتے تھے - یہ سب جو مین نے اوپر بیان کیا اکبر کا حال بادشاہ ہونے کی حیثیت سے ہے

اب مین دوسرے باب مین اوس کا بیان اس حیثیت سے کرتا ہون کہ وہ آدمی کیسا تہا۔

اکبر ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۶۰۵ء کو مرا۔ اور اوس کی کل عمر ۶۳ برس اور ایک دن کی ہوئی۔

باب دوازدہم

اکبر کے اصول اور اوس کا اندرونی انتظام

آئین اکبری کا مصنف لکھتا ہے کہ حکومت کے تینون شعبون کی کامیابی اور رعایا کے خواہشون کی بجاآوری گو وہ بڑے بڑے خواہشین ہون یا چھوٹی چھوٹی بادشاہ کی اس طرز وروش اور چال چلن پر منحصر ہے جس مین اوس کی عمر کے اوقات خرچ ہوتے ہین۔

جب اس محک کو کام مین لائین تو اکبر کی کامیابی کے اسباب کیا بحیثیت انسانی اور کیا بحیثیت ایک حاکم ہونے کے اوس سے منطقیانہ طور پر بخوبی دریافت ہو سکتے ہین۔ وہ فقط اپنے قواعد وضوابط اور وضع اندازکا ہی پابند نہ تہا بلکہ اوسکے تمام قواعد وضوابط مین یہ جوش اور تمنا پائی جاتی تہی کہ وہ معاملات کو سوچے اور ایسی باتین عمل مین لائے اور وہ کام کرے کہ جو واقع مین ٹہیک اور درست ہون اور اوس سے اوس کی زندگانی کے بڑے اور اعلی مقصد مین مدد ملتی ہو یعنی سلطنت کے اوس مکان کی تعمیر کو استحکام ہوتا ہو جس کی بنیاد مخلوق کے دلون مین قایم اور جمی ہو اور جسے کسی خاص حاکم کے افعال اور جانب داری سے غرض نہو۔ قبل اس سے کہ مین

بالتفصیل اس امر کا بیان کرون کہ وہ اس مقصد کے حصول کیواسطے کون کونسے
وسائل اور ذرایع کام مین لایا چند الفاظ اوس مضمون یعنی اکبر کے ظاہر و باطن کے
یکسان ہونے کے نسبت بھی جسکے ظاہری حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تہا
کہ اوس کا دل بنی نوع انسان کی روحانی خواہشون اور ضرورتون کو خوب جانتا ہے
کہدینا مناسب سمجھتا ہون جو اس عام بحث کا اصل اصول ہے۔ اس امر کی تفتیش
اور تحقیقات کے واسطے کوئی اور بات اس سے زیادہ صریح اور صاف نظر نہین
آتی کیونکہ اوس کی کامیابی بالکل اوسکے ذہن کی ساخت اور ذہن کی اوس قوت
پر منحصر تھی کہ جس سے اوس کا ذہن اون باتون کو بلا تعصب قبول کرلیتا اور اون
کو بے رورعایت جانچتا اور پرکھتا تھا۔ جو اسکے ہم مذہبون کے خیالات اور اونکی
بالکل مخالف ہوتے تھین۔

مسلمان صرف فاتح ہی نہین تھے بلکہ ایسے فاتح تھے کہ جنہون نے اپنا مذہب
بزور شمشیر پہیلایا تہا۔ جس تذلیل اور تحقیر کی نگاہ سے ہندوون کو اور اون کے مذہب
کو پختہ اور متعصب مسلمان دیکہا کرتے تھے وہ عبدالقادر بدایونی کی تحریرات کے
ہر صفحہ سے جو اوس زمانہ کا ایک مورخ ہے بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔ پھر یہ تحقیر صرف
ہندوون ہی کے مذہب پر منحصر نہ تھی۔ اونھین ہر ایک قسم کی ایسی عبادت سے
اور ہر ایک کے ایسے مذہب و ملت سے نفرت تھی جسکو محمد صلعم کے پیرو نہین مانتے اور
اوسپر ایمان نہین لائے تھے۔

اکبر بے شک اسی مذہب والون مین پیدا ہوا تھا۔ مگر خدا نے اوسکے دل مین تحقیق اور تجسس کی خواہش ودیعت کی تھی۔ وہ کسی بات کو یون ہی بلا دلیل تسلیم نہین کر لیتا تھا۔ اوسے اپنی تعلیم وتعلم کے زمانہ مین اون ہندو راجاؤن کے جنہین اوسکی درباری گرہا او تار کے معتقد ہونیکے باعث دل ہی دل مین ابدالآباد کا دوزخی سمجھتے تھے اچھے اوصاف وفاداری خیر خواہی اور اکثر نیک مزاجی اور شرافت ذاتی کو دیکھنے کا اتفاق پڑا تھا۔ اوسنے اس بات کو خیال کیا تھا کہ یہ لوگ اور اسی طرح کے خیال والے اور لوگ میری رعایا مین بکثرت ہین۔ اوس نے اس بات کو بھی جان لیا تھا کہ اگرچہ وہ لوگ اسلام کو قبول کر کے دنیاوی نفع اور فوائد بہت کچھ حاصل کر سکتے تھے مگر اون مین سے اکثر اور خاصکر وہ لوگ جو بڑے معتبر اور نہایت ہی قابل اعتبار تھے وہ اپنے مذہب کی نہایت ہی گرویدہ تھے۔ اوسکے ذہن مین مدت سے یہ باتین جمی ہوئی تہین اور اوسے بخوبی یاد تھین اس لئے وہ ابتدا سے ہی اس خیال کو ناپسند کرتا تھا کہ چونکہ وہ بحیثیت فاتح اور بادشاہ کے مسلمانون کی قوم مین پیدا ہوا ہے۔ اسلئے اسلام کا مذہب تمام بنی نوع انسان کے لئے سچا اور ماننے کے قابل ہو جا ے

پھر اوسکے یہ خیالات دل کے دل ہی مین نرہے رفتہ رفتہ اسطرح زبان پر بھی آنے لگے کہ جب تک مین خود ہی ہدایت پانے کے قابل ہون تب تک مین کسی کے ہادی بننے کا کیونکر دعویٰ کر سکتا ہون۔ اور جب اوسنے دوسرے مذہبون کی تعلیم اور اونکے عقاید کے حالات کو سنا تو اوس کے جو سچے شبہات تھے وہ اور بھی

مضبوط ہو گئے۔ اور روزمرہ کے سخت متعصبانہ جانب داریون کو دیکھکر جو اوسکے سامنے کسی ہی مذہب وملت کے پیرو کی طرف سے پیش ہوئین اور بزور اوس کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا اور اوسنے اپنے اوپر یہ فرض کرلیا کہ تمام مذہبون کی آزادی کو قایم رکھا جائے۔ اور کوئی روک ٹوک اور مزاحمت نہ کیجائے۔

اوس کے مزاج کی یہ تبدیلی یکایک نہین ہوئی تھی بدایونی مورخ جو ایک متعصب مسلمان تھا اور اپنے خیال مین اسے اس عظیم الشان بادشاہ کی گمراہی اور ضلالت خیال کر کے روتا اور کڑہتا تھا لکھتا ہے کہ یہ بادشاہ اپنے ابتدائی ایام طفولیت سے جوانی تک اور جوانی سے بڑہاپے تک اقسام اقسام کے رنگ ڈہنگ بدلتا رہا ہی اور انواع انواع کے مذہبون کے افعال برتتا اور اونکے عقاید باتتا رہا ہے اور اپنے ایک خاص قسم کے انتخاب کرنیوالے عقل اور متجسسانہ طبیعت سے جو ہر قسم کے اصول کے (اسلامیہ خلاف ہے) اون مین سے ایسی ایسی چیزون کو منتخب کرلیا ہے جو لوگون کو کتابین ڈہونڈہنے اور اونکو چھاننے بیننے سے ملا کرتے ہین۔ جب اس طرح کا اوسکا ایمان ہو گیا جس کی بنیاد چند ایسے ابتدائی اصول تھے جن کا پرتو اوسکے آئینہ ضمیر پر پڑ گیا تھا۔ اور جو اون تمام معاملات اور واقعات کا نتیجہ تھے جو بادشاہ کے روبرو پیش آیا کئے تھے تو رفتہ رفتہ نقش کالحجر کی طرح اوسکے دل پر یہ بات منقش ہو گئی ہے تمام مذاہب مین دانشمند اور پرہیزگار ہوا کرتے ہین اور ہر ایک قوم مین خدا تعالی نے صاحب کشف وکرامات پیدا کئے ہین۔ جب صداقت کچھ نہ کچھ

ہر ایک مذہب مین پائی جاتی ہے تو پھر ایک مذہب اور ایک عقیدہ مین اسلام کی صداقت کو منحصر کیون سمجھا جانے۔ حالانکہ اور مذاہب کے مقابلہ مین اسلام ایک محدث اور جدید مذہب ہے جسے ہزار سال کے قریب ہوئے ہین اور کیا وجہ ہے کہ جسے ایک فریق تسلیم کرے اوسے دوسرا مردود سمجھے۔ اور کیا وجہ ہے کہ ایک اون مین سے بلا مرجح اپنے کو اچھا اور اورون سے بہتر تصور کرے۔

بدایونی مورخ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ اکبر برہمنون اور سمانیون[1] سے بھی بات چیت کیا کرتا تھا اور اونھین کی صحبت کے اثر سے اوسنے تناسخ ارواح کے مسئلہ کو صحیح سمجھ لیا تھا۔ اس بیان کے تو صحیح ہونے مین شک نہین مگر اس کے سوا یہ بھی ہے کہ یاد رکھنا چاہیئے کہ فیضی اور ابو الفضل دو بھائی تھے جو اکبر کے ہی طرح اسلام مین پیدا ہوئے اور اونھین لوگون مین اونہون نے پرورش پائی تھی۔ ان دونون کے سبب سے اکبر کے معلومات مذہبی اور خیالات ذہنی پر بڑا اثر پڑا تھا۔ چونکہ یہہ دو شخص بڑے نامی گرامی اور ذی رعب گذرے ہین اسلیئے اون کا کچھ ذکر کرنا بھی بیان ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ ایک شیخ عرب کے بیٹے تھے جس کا نام شیخ مبارک تھا اسکے آبا و اجداد ناگور۔ ملک راجپوتانہ مین رہا کرتے تھے شیخ مبارک نے اپنے آبا و اجداد کے مذہب کے علوم کو اسطرح پڑھا تھا کہ اوسکے تمام مالہ و ما علیہ سے بخوبی واقف ہوگیا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے اوس کی طبیعت محققانہ

(۱) سمانی

بنائی تہی اور ذہن عالی عطا کیا تہا۔ اور اس علم کی ترقی سے اوسکے خیالات بڑے وسیع ہوگئے تھے۔ اوسنے اپنے لڑکون کو ایسی تعلیم دی تھی جس سے اونکا ذہن علوم وفنون کو حاصل کرنے اور اونھین خیالات مین قایم رکھنے کے لایق وقابل ہوگیا تہا اور وہ جس قسم کی مجلس اور صحبت مین بیٹھے وہان اونکی عزت وحرمت اور تعظیم وتواضع کیجاتی تھی بڑا بیٹا شیخ فیضی آگرہ کے قریب ۱۵۴۷ء مین پیدا ہوا تہا۔ کیونکہ شیخ مبارک اوسی طرف کہین جالبا تہا۔ اس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ فیضی اکبر سے پانچ برس چہوٹا تہا جس زمانہ مین اکبر نے ممالک مغربی شمالی پر پہر قبضہ کیا ہے تو اوس سے کچھہ ہی پیچھے شیخ فیضی جو اسوقت بیس سال کا تہا علم ادب اور فن طب کا سیدہا سادہا اور بغیر گہمنڈ اور نمایش کا کاروبار شروع کیا تہا۔ لیکن بہت جلد شعر وسخن مین اوس کا نام مشہور ہوگیا۔ ایک تو وہ خود نیک مزاج تہا اور اوسکی جبلت مین نیک مزاجی اور فیاضی کا خمیر رکھا گیا تہا اور پہر اسکے ساتھ طبابت کے پیشہ سے اوسکو آمدنی بہی ہوتی تھی۔ اس سبب سے وہ اکثر خیرات ومبرات کے کام

(۱) یہہ غلط ہے نہ تو شیخ مبارک شیعہ تہا اور نہ اوسکے دونو بیٹے۔ وہ حنفی مذہب صوفیانہ مشرب کا آدمی تہا اور اسی خیالات کی بنا پر اوسکے دونو بیٹون نے ترقی کرکے ایک حکیمانہ جسے فی الحقیقت متکلمانہ مذہب کہنا چاہیئے اختیار کرلیا تہا۔ اور یہ قصہ جو آیندہ بیان کیا گیا ہے وہ بالکل ایسا ہے قصہ ہے جیسے آجکل بہی بعض جاہل طبیعت کے دوستی مُلّا لوگ بحث ومباحثہ کے وقت ایک دوسرے کو رافضی بدعتی اور کافر تک کہدیا کرتے ہین۔

اور غریب و بیکسون کا علاج معالجہ مفت کیا کرتا تھا۔

مذہبی حیثیت سے فیضی کا اپنے باپ کیطرح شیعہ مذہب کے کچھ بگڑے بگڑائے طریقون کے برتاؤ کی طرف میلان تہا۔ کہتے ہین کہ جب ایک مرتبہ اوسنے قدر کو (جو ایک عہدہ دار عرضیون کو دیکھہ بہال کر پیش کیا کرتا تہا اور اس عہدہ پر اوس کا منصفانہ مزاج ہونے کے باعث انتخاب کیا گیا تہا) ایک قطعہ زمین کے واسطے درخواست دی تو اوس نے چونکہ سنی تہا اس عرضی کو نہ صرف نامنظور ہی نہ کیا بلکہ فقط اسوجہ سے کہ وہ شیعہ تہا بدزبانی کے ساتہہ بارادہ تحقیر و تذلیل اوسے دیوان سے نکلوادیا۔ اسی زمانہ مین فیضی کی لیاقت اور علم و فضل کا شہرہ اوڑ رہا تہا۔ اکبر کے کان تک بھی اوس کی خبر پہونچ گئی۔ وہ چتور کو اسوقت محاصرہ کئے پڑا تہا۔ وہین سے فیضی کو اوسنے طلب کیا۔ فیضی کے دشمن بہت تھے۔ خاصکر پکے مسلمان سنی فریق والے اوسکے بڑے مخالف تھے اونھون نے اس بولاوے کو ایک کچہری کا طلبنامہ سمجھا اور آگرہ کے صوبہ دار سے کہلا بہیجا کہ دیکھنا کہین فیضی بہاگ نہ جائے۔ مگر فیضی کو بہاگنے کا خیال بھی نہ تہا تاہم اوسے پکڑکر اکبر کے لشکر کو قیدیون کیطرح لے گئے۔ اس بڑے بادشاہ نے اوس کی بڑی خاطر و مدارات کی اور فیضی کے دانش و خرد اور اقسام اقسام کے علمی کمالات کو دیکھکر لوٹ پوٹ اور فریفتہ ہوگیا اور چند روز بعد اوسے اپنے درباریون مین شامل کرلیا اور اپنی شاہزادونکے اعلی درجہ کی تعلیم کا اوسے معلم و اتالیق مقرر کردیا۔ اور پھر کبھی کبھی اوسے سفارت کے کامون پر بہیجا۔

فیضی کو فرصت بہت رہتی تہی - اور وہ اس فرصت کو شعر و سخن مین خرچ کیا کرتا تہا اسی وجہ سے اوسے اپنی عمر کے تینتیسوین سال مین (ملک الشعرا کا) وہ درجہ ملا تہا جو (ولایت مین) لارئیت شاعر کو نصیب ہوا تہا - اس سے سات برس بعد وہ مرگیا - اور جب تک زندہ رہا تب تک ہمیشہ اکبر اوس پر مہربانی کرتا رہا - اوس کی صحبت سے بادشاہ کو نہایت خوشی و خرمی حاصل ہوتی اور اوس کی باتون سے اوس کا دل باغ باغ ہوجاتا تہا کہتے ہین کہ اوسنے اپنی تصنیفات مین ایک سو ایک کتابین چہوڑی ہین - اوسکا بڑا اچہا کتب خانہ تہا جس مین چار ہزار تین سو قلمی عمدہ عمدہ کتابین موجود تہین - اوسکے بعد اوس کی کتابین شاہی کتب خانہ مین داخل کرلی گئین -

اگرچہ شیخ فیضی پر بادشاہ کی بڑی عنایت و نوازش تھی - مگر شیخ ابوالفضل اوسکے چہوٹے بہائی پر جو ائین اکبری کا مصنف ہے اس سے بھی زیادہ مہربانی کی نظر تھی - ابوالفضل بھی آگرہ کے قریب ۱۴ جنوری ۱۵۵۱ء کو پیدا ہوا تہا - اوسنے بھی اپنے باپ کے بلند خیالات اور وسیع نظر کی تعلیم سے اوسیقدر فائدہ اوٹہایا تہا جیسے اوسکے بہائی فیضی نے حاصل کیا تہا - وہ اس بات کو بھی جان گیا تہا - اور اوس سے نہایت ناخوش بہی تہا کہ اوسکے باپ کے فلسفیانہ خیالات کے باعث جو اوس کی وسیع نظر اور معلومات کثیرہ کے سبب سے اوس کے دل مین پیدا ہوگئے تھے لوگ اوسکے باپ کو بے دین اور لامذہب کہا کرتے تھے اس سبب سے اوسکے ذہن مین یہ بات بھی جم گئی تھی کہ کسی ہی قسم کا اعتقاد کیون ہو اوسکے مذہب

والون کے خیالات کو عداوت کی نظر سے نہ دیکھا جائے اور اسی کے ساتھ ساتھ کچھ معاملات ایسے آکر واقع ہوئے کہ جس سے اوسے اپنے پڑھنے لکھنے مین معمولی عادت سے کہین زیادہ تر محنت و مشقت اپنے اوپر اوٹھانا پڑے۔ جب وہ پندرہ برس کا ہوا تو تمام علوم معقول اور منقول کی درسی کتابین پڑھ چکا تھا اور بیس برس کی عمر سے پہلے ہی اوسنے طلبہ کو تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔

پروفیسر بلاکمین صاحب مرحوم ایک واقعہ کا حال لکھتے ہین جس سے ابوالفضل کے اوس علم کا اندازہ ہوسکتا ہے جو اسوقت اوسکو حاصل ہو گیا تہا۔ فاضل اصفہانی کی کتاب کا ایک قلمی نسخہ کہین ابوالفضل کے ہاتہہ پڑ گیا تھا مگر اوسکے ہر صفحہ کا نصف اوپر سے نیچے کی طرف کو بالکل کہین آگ سے جل کر جاتا رہا تہا اور کہین پڑہنے کے قابل نہ رہا تہا۔ ایسی نایاب کتاب کو اوسنے دیکھکر چاہا کہ کسی طرح کامل کرے۔ اسلئے جلے ہوئے حصہ اوسکے کاٹکر پہینک دے اور اوسکے ہر صفحہ مین سادہ کاغذ جوڑ لیا۔ اور پھر جو آدہے آدہے صفحہ جاتے رہے تھے اوس کے ہر ایک سطر کو اپنی طرف سے بڑے غور و خوض سے لکھ لکھا کر تمام کتاب کو پورا کر لیا۔ اسکے چند روز بعد اس کتاب کا اتفاقاً ایک کامل نسخہ بھی مل گیا اوس سے جب مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ اگرچہ کتنے ہی جگہہ اصل کتاب کے الفاظ کے بجائے ابوالفضل کے مصحح نسخہ مین دوسرے الفاظ تھے۔ اور بعض فقرات ایسے بھی تھے جہان نئے مضمون بھی درج ہو گئے تھے مگر بحیثیت مجموعی اون دونو نسخون کی عبارت

مین ایسا حیرت انگیز تطابق و توافق آگر پڑا تہا کہ اوسکے دوستون کو اوس کمال پر سخت تعجب ہوا کہ جس سے اوسنے اپنے کو مشکل کتابین سمجھنے کے لایق بنا لیا تہا۔

چونکہ ابوالفضل کی فطرت مین ہی تحصیل علم کا شوق خدا نے دیا تہا۔ جب اکبر نے اوسے اپنے دربار مین حاضر ہونے کے لئے یاد کیا تو اوسنے ایک عرصہ تک اوسکی کچھ پروا نکی۔ مگر جب اوس کے بڑے بہائی فیضی اور اکبر سے اتحاد بڑہ گیا تو بادشاہ کی خواہش کے مطابق ابوالفضل کو بہی اوس کی ملاقات کے لئے راستہ کہلگیا۔ جب وہ ۱۵۷۴ء کے شروع مین فیضی کے بہائی کے نام سے دربار شاہی مین پیش ہوا تو اکبر نے اوسکی ایسی خاطر و تواضع کی کہ ابوالفضل نے اپنی عزلت گزینی اور تارک الدنیا رہنے کا جو خیال کر رکھا تہا اوس پر اوسے غور کرنا پڑا۔ اس وقت وہ تئیس[۲۳] برس کا تہا مگر اس ملک مین جو علوم و فنون پڑہائے جاتے ہین اون کی تمام کتابین دیکھ چکا تہا۔ جو کچھ اوسنے خود اس باب مین لکھا ہے اوسکا ترجمہ بعینہ اس طرح پر ہے۔ میرے دل کو چین اور طبیعت کو قرار نہ تہا۔ میرا دل خود بخود چاہتا کہ مین منگولیا کے دانشمندون اور کوہ لبنان کے گوشہ نشینون سے جا کر ملون۔ مجھے اس کی تمنا تہی کہ تبت کے لاماون اور پرتگال کے پادریون سے ملاقات کرون اور جی چاہتا تہا کہ پارسیون کے زہاد اور ژند اوستا دکے علما کی صحبت مین بیٹھکر دل خوش کرون کیونکہ مجھے اپنے ملک کے علما سے نفرت ہو گئی تھی۔ اور میرا

دل اون سے ملنے کو نہ چاہتا تہا۔"

اس زمانہ سے وہ درباریون مین شامل ہوگیا اور اکبر سے اور اوس سے ایسی دوستی پیدا ہوگئی جس سے انسان کو دنیا کی خوشی اور مسرت ہوا کرتی ہے۔ دونو اکبر اور ابو الفضل ایک دوسرے کی عزت اور ایک دوسرے کے ساتہہ ہمدردی کرنے لگے۔ ابو الفضل نے دیکھا کہ بادشاہ سا شاگرد رشید کہین ملنا ہی دشوار ہے اکبر کو اپنے معزز دوست اور مسلمان متعصب علما اور فقہا کے بحثون مین وہ لذت آتی کہ وہ سیر و شکار کی خوشیون مین اور تفکرات امور سلطنت اور لڑائیون کی ماندگیون سے تفریح حاصل کرنے کے وقت ہمیشہ اسی کے سننے مین مصروف رہتا اور اس سے بڑہ کر اوسے کسی بات مین خوشی ہی نہین ہوتی تہی۔ یہ بحثین بہی اوسکے عہد سلطنت کا ایک بڑا بہاری واقعہ ہین۔ جب تک ہم اونکو کسیقدر تفصیل سے نہ بیان کرین تب تک ہم اکبر کے چال چلن کو ٹہیک ٹہیک نہین بتا سکتے۔ اکبر نے آزادی مذاہب اور کافتہ الناس پر عادلانہ حکومت کرنے کو جو ہندوستان کی تاریخ مین ایک بڑا بہاری واقعہ ہے۔ اپنا اصول یکایک نہین بنالیا تہا۔ کیونکہ وہ اپنے حکومت کے اول بیس سال تک تو اپنی طاقت سنبہالنے اور حکومت قایم رکہنے کے لئے کشور کشائی اور ملک گیری ہی مین مصروف رہا۔ بنگال۔ بہار۔ اوڑیسہ مغربی ہند اور گجرات اور خاندیس مین ابہی تک پچہلے حاکمون کی پس ماندی اور ملک کے دعویدار موجود تہے اگر وہ چپ بیٹہتا تو یہ لوگ اوس پر حملہ کرتے۔ اسلئے

اوسے مجبوراً پیش قدمی کرنا پڑی پہلے زمانہ مین بھی تجربہ ہوچکا تھا اور اب بھی روزمرہ ایسے واقعات اوسکو پیش آتے تھے کہ اگر کوئی ہندوستان مین امن چین سے برکات سے مستفید ہونا چاہتا تو یہان تمام ملک مین ایک بڑی ہی زبردست حکومت قایم کرنا۔اوس کا ضروری اور لازمی کام تہا۔

ان بیس سالون مین اوسے اپنے ندما اور رفقا سے اس بحث کے بہت سے موقع ملے تھے کہ ممالک مفتوحہ مین وہان کے باشندون کی رضامندی سے حکومت قایم رکھنے کے لئے کس طرح پر ملک کا انتظام کیا جائے اور کیا اوس کی صورت قرار دیجائے۔اوسکے ذہن مین یہ بات جم گئی تھی کہ حکومت کے قدیمی اور پچھلے طریقہ اس مقصد کے لئے ناکارہ ہین۔اور یہ غیر ممکن ہے کہ فوج کو مختلف اقطاع ہند مین نوکر رکھکر اوسپر قبضہ رکھا جائے اور اس ملک کے باشندون کے حوایج اور قدیمی رسم ورواج کی باتون اور اونکے شوق ذوق اور تمناؤن کا خیال نہ کیا جائے اور یہہ نہ دیکھا جائے کہ یہہ قوم تمام روے زمین کے قومون سے شعر وسخن اور خیالات کیطرف زیادہ مائل ہے اور اپنے باپ دادون کی روایتون اور قصہ کہانیون سے اوس کا ایسا مضبوط رشتہ بندہا ہوا ہے کہ بنی نوع انسان مین اوس سے بڑہکر اور کہین نہین ہے۔

وہ حکمرانی کا طریق جو پہلے یہان چار سو برس سے زیادہ جاری تھا ایسا ناکارہ ہے کہ جو بانی دولت کے ہی عہد مین غارت ہوگیا ہے۔اور اگر ایسا نہین ہوا ہے تو اوسکے بعد اوسکے قریب کے ہی جانشینون کے وقت مین ضرور حکومت کو

زوال آ آگیا ہے۔ تاہم اوسکے بیٹیون مین سے کسی نے دوسری طرز حکومت
کے نکالنے کی کبھی کوشش ہی نہین کی۔ اوسکے نامی گرامی دادا کو جس کی نظرون مین
اس ضرورت کی جھلک کچھہ کچھہ نمایان ہوگئی تھی فرصت ہی اس قدر نصیب نہین
ہوئی اوسے ابھی اپنے رہنے کے واسطے یہان ملک کا فتح کرنا ہی باقی تھا کہ دنیا
سے چل بسا۔ اوس کے باپ کی سمجھہ مین یہ معاملہ ابھی نہ آیا کہ جتنا اوسکے پیشتر افغان
سمجھے تھے۔ اوسے ایک سپہ سالار سے شکست ہوگئی جو اوس سے زیادہ لایق تھا
اور اوسنے جو ناپایدار طرز حکومت قایم کیا تھا اوسکے حکومت کے غارت ہوتے ہی ایسا
غارت ہوا کہ پھر اوس کا پتا بھی نہین رہا۔ جب اوسے یہ ضرورت معلوم ہوگئی کہ ایک
طرز حکومت ایسا قایم کرنا چاہیئے جو پایدار رہے اور رفتہ رفتہ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ
ایسا طرز اس کے سوا اور کچھہ نہین ہوسکتا کہ ایک دوسرے کے باہم عزت کیجائے
اور قوم و ملت اور پچھلے رسم و رواج کے باتون مین جو اختلاف ہین اون سے عداوت
دور کردیجاوے اور سب کے مطالب و مقاصد ایک کردے جائین اور یہ خوب صاف
صاف جتا دیا جائے کہ اگر محراب کے بیچ کا پتھر نکال ڈالا جائیگا تو جتنے پتھر محراب مین لگے
ہین وہ سب ضرور گر پڑینگے تو اوسنے حسب مذکورہ بالا اپنی حکومت کے اوّل بیس
سالون مین درباریون اور علما سے اس امر کی بحثین کین اور دریافت کیا کہ کونسا طرز
حکومت اختیار کیا جائے جو مفتوحہ قوم کے خیالات کے نہایت مناسب ہو اور اوس سے
اون کا بادشاہ پر بھروسہ اور اعتبار ہو جائے۔

ابوالفضل کے شناسائی سے پیشتر اکبر اپنے اس مہم کے انجام دہی مین قریب قریب مایوس سے ہوچکا تہا - کیونکہ لوگ بجائے اسکے اوسے کوئی اچھا مشورہ دیتے اوس سے صرف ایسے مسئلہ مسائل بیان کرتے تھے جن سے تعصب اور عداوت کی بوٹپکتی تھی - اس لئے اوسے اپنے پہلے مشیرون سے تو اس معاملہ مین کوئی مدد ملنے کی امید ہی باقی نہین رہی تھی اور اکبر اون لوگون کے جہگڑے اور تنازع سنتے سنتے تہک گیا تہا اور مذہبی اختلافات کے باعث جو خاص مسلمانون مین بھی موجود تھی متعصبانہ حالات کو دیکھتے دیکھتے اون سے متنفر ہو گیا تہا - قبل اس سے کہ وہ ابوالفضل کے رفاہ عامہ کے خیالات کی تعلیم سے فائدہ اوٹھائے اوسنے ان تمام بحثون سے اپنے دل مین یہ قرار دے لیا تہا کہ کسی جدید طرز حکومت کے ایجاد سے پیشتر ان متعصب علمائے مذہبی سے لڑنا ضرور ہے جو خاص اوس کی سلطنت مین - ہی ایک بڑا زبردست فریق تہا - پروفیسر بلاکمین صاحب کہتے ہین کہ اوسنے اپنے دلمین اپنے ہندو رعایا کی قدر و قوت کا اندازہ کیا - اور جب یہ اچھا خیال اوس کے دل مین آگیا تو اوس زمانہ مین جب کہ وہ فتحپور سیکری کے پتھرون پر گوشہ عزلت مین شام کے اوقات مین بیٹھا کرتا تہا - اس بات کو اوسنے مستقل طور پر دل مین ٹھان لیا کہ اپنی سلطنت کے تمام رعایا پر ایک ہی نظر سے بلا رورعایت حکمرانی کرونگا مگر چونکہ علما اور فقہا اوسے متواتر غیر قومون سے تعصب کرنے کی ہی ہدایتین کیا کرتے تھے - اور کوئی سبیل ایسی نہین بتاتے تھے کہ جس سے اس تعصب کا دفعیہ ہوجائے تو

اوسنے اس اندیشہ سے کہ کہین وہ غلطی پر ہوسے اور بادشاہ ہون کا کام ہے کہ
ایسی حالتون مین مشورہ لیا کرین اور مخلوق سے ان معاملات کی تحقیق اور تفتیش کیا کرین
بحث و مباحثہ کی مجلسین مقرر کین۔ یہ بحث و مباحثہ ہر پنجشنبہ کی شب کو فتح پور سیکری
کے ایک مکان مین ہوا کرتا تھا جو اسی غرض سے بنایا گیا تھا اور جسکا نام عبادت خانہ
رکھا گیا تھا۔

کچھ دنون تک تو ابوالفضل ان بحثون مین دبی زبان سے بولتا رہا۔ فقط ایسے ہی
سوالات پیش کردیا کرتا تھا کہ فریق فریق کے مسلمان علما باہم ایک دوسرے سے
مناظرہ کرین اور اپنے اپنے مخالفون کے سوال وجواب کا رد و قدح کرتے رہین۔ جب
اکبر نے ان فریقون کے علما کی ضد و نفسانیت اور تعصب کو دیکھا جو سب کے سب
اس بات پر متفق تھے کہ ہندوؤن کا اور نیز اور کفار کا ستانا اور اونہین ایذا دینا برحق
ہے اور آپس مین ایک دوسرے کو بحث کے وقت کفر و الحاد کے الزام لگاتے تھے
تو اُسے اِن سے بالکل نفرت ہوگئی۔ اسلام مین اوسے اتفاق اور اتحاد کے بجائے
کتنے ہی فریق نظر آئے۔ جسے دیکھا وہ اپنے ڈہائی چانول کی ہانڈی جدا ہی پکاتا تھا
پھر اوسے ان فریقون کے باہمی بیہودہ گفتگوؤن سے بھی نفرت ہوگئی حالانکہ اونہین
سے بعض بعض لوگ سرکار کے بڑے بڑے عہدون پر بھی ممتاز تھے اور باہم
سخت زبانی سے پیش آتے تھے اس لیے مجبوراً ایک مرتبہ اوسنے سب سے کہدیا کہ
آیندہ کوئی ایسی بیہودہ گفتگو نہ کیا کرے اور اگر کوئی اپنے کو نہ روک سکے تو چاہیے کہ یہان

سے اوٹھہ جایا کرے - آخر کار ایک پنجشنبہ کی شام ایسی آئی جو بڑے یادر کھنے کے قابل ہے اس زور ابو الفضل نے اس بحث کو انتہا کو ہی پہونچا دیا - اوسنے دیکھا کہ ہر ایک معاملہ مین مزاحمت اور اعتراض ہی پیش آیا کرتے ہین اسلئے اوس نے بحث کے لئے یہ مسئلہ پیش کر دیا کہ بادشاہ اپنی رعایا کے واسطے صرف ظاہری اور دنیاوی ہی حاکم نہین ہے بلکہ روحانی ہادی اور امام وقت بھی ہوتا ہے -

یہ مسئلہ ایسا تہا کہ جس سے اسلام کے اصل اصول پر ہی صدمہ پہونچتا تہا کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک تمام بشری احکام سے قران مجید کے احکام بڑہ کر ہین اور اوسکی حکم کے سامنے کسی انسان کی کوئی بات مانی نہین جاتی -

ابو الفضل کے اس مسئلہ کے پیش کرنے کی وجہ یہہ تہی کہ مسلمانون کے عالم پچہلی بحثون مین نہ صرف آیات قرانیہ کے معانی کی نسبت ایک دوسرے سے مختلف الرائے تھے بلکہ حضرت محمد صلعم کے اقوال اور افعال کی نسبت بھی اون مین اختلاف تہا - اسلئے جو ابو الفضل نے طوفان اوٹھایا تہا وہ بڑا خوفناک تہا اس وقت کوئی عالم اور کوئی فقیہ ایسا وہان نہ تہا جو یہ نہ جان گیا ہو کہ اس مسئلہ سے اسلام کی اصل بنیاد پر حملہ ہوتا ہے - اور جو لوگ اون مین زیادہ تردور بین اور صاحب طبع سلیم تھے اونھون نے بخوبی جان لیا کہ پچھلے بحثون مین اونھون نے جو جو دعوے کئے ہین وہ سب اس نہایت صاف وصریح قانون اور نہایت ہی اعلے درجہ کے ایمان واعتقاد کے مضبوط حدود سے ٹوٹ پھوٹ کر سب برابر ہو گئے -

مگر یہ کیونکر ہوسکتا تہا کہ وہ ایسے سوال پر اعتراض کرین جسمین اکبر کے اقتدار پر اثر پڑتا ہو۔ اس اشکال کو اونہون نے گو بظاہر ایک مصالحت نامہ اور فیصلہ بالرضا کے تمام سے طے کیا مگر درحقیقت اوس سے اس بحث کو ہی اونہون نے بالائے طاق رکھدیا اور تمام بحث و مباحثہ ہی سے دست بردار ہوگئے۔ اونہون نے ایک فتوی لکھا اور اوس مین بادشاہ کو ایک عادل حاکم تسلیم کیا۔ اور اسوجہ سے اونکو اوسے مجتہد یعنی ایسا شخص ماننا پڑا کہ اسلام کے معاملات مین جو کچھ وہ کہے اوس مین وہ غلطی نہین کریگا۔ اس مجتہد ماننے کے باعث ابوالفضل کا وہ مقصد حاصل ہوگیا جو اوسے مطلوب تہا۔ کیونکہ اس طرح پر بادشاہ عادل کی رائے ہی فقط وضع قوانین کا ذریعہ قرار پا گئے اور جتنے علا فقہا رہے وہ سب معاملات مذہبی مین اکبر کے اجتہادی مسئلون کے پابند ہوگئے۔ اور اوس کے حکم سے کسی شخص کو سرتابی کا مقدور نہ رہا۔

ابوالفضل اکبرنامہ مین لکھتا ہے کہ اس دستاویز سے بڑے بڑے عمدہ نتائج پیدا ہوئے (اوّل یہ کہ) تمام مذاہب کے اکابر و علما کا دربار شاہی مین ایک مجمع اور اژدحام ہوگیا۔ اور تمام مذہبون کے اچھے اچھے باتون کو لوگ اچھا سمجھنے لگے اور اونکے معائب کی وجہ سے اون کی مناقب پھر کسی نے نظرانداز نہ کیئے (دوم یہ کہ) تمام مذاہب کو کامل آزادی دیدی گئی اور کسی سے کوئی عداوت پہر نہ رہی اور (تیسرے یہہ کہ) جتنے کج فہم اور حاسد تھے وہ بادشاہ کی بے غرضانہ باتون کو دیکھہ کر خجل اور شرمندہ ہوگئے اور ذلت کے شکنجہ کی مصیبت اونہین جہیلنا پڑی۔ اسباب کو تو مورخون

نے تسلیم کیا ہے کہ دو مسلمان عالمون کی دستخط جو ہندؤن کے ایذادہی اور اون سے تعصب کرنیکی طرفدار تھی اس نوشتہ پر زبردستی کرائی گئی تھی اور اون کی مرضی ہرگز نہین تھی۔ مگر کچھہ ہی ہو دستخط تو اونہون نے کرہی دے تھے برخلاف اسکے ابوالفضل کے باپنے جو اسلام کے عقیدون کے جھمیلون سے جلا بیٹھا تھا اور اوس کے مختلف فریقون کے مسئلہ مسائل سے دق ہو رہا تھا اوس پر برضا و رغبت دستخط کردے۔ اور دستخطون کے ساتھہ ساتھہ یہ الفاظ اور اضافہ کردئے کہ مین سالہا سال سے اسی فکر مین تھا کہ کوئی ترقی کرنے کی تجویز پیدا کرون اور ایسی تدبیر نکالون کہ جس سے ترقی ہوسکے۔

اس نوشتہ پر دستخط ہونے کے بعد اکبر کی زندگانی اور نیز اوسکی سلطنت مین ایک نیا دور شروع ہوا۔ سب سے پہلا یہی وقت تھا کہ اوسے آزادی نصیب ہوئی اب اوسے اختیار تھا کہ مذاہب کی آزادی کی نسبت اپنے خیالات کو رواج دے اور اونہین جاری کرے اور صداقت وراستبازی کی باتون کو عزت وحرمت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور ہندو پارسی اور عیسائیون کو اپنی مجلس مشورت مین شریک کرے اور جو تجویز کہ اوسنے اپنے دل مین مدت سے سوچ رکھی تھی کہ یہان کے ہندو راجاؤن اور سردارون کے اغراض کو اپنے شاہی اغراض کے ساتھہ اگرہ مین متحد اور ایک کرلے اوسپر بھی عملدرآمد کا اوسے کامل اختیار تھا۔ یہ نوشتہ اوس کی سلطنت کا اوسی درجہ کا ہے جس درجہ کا کہ ہمارے یہان

میگنا کارٹا[1] (سند اعظم) ہے۔

مجھے یقین ہے کہ ناظرین اس طول طویل تقریر کے بیان سے کہ وہ نوشتہ اکبر کو اس طرح حاصل ہوا مجھے معاف فرمائینگے۔ مین نے اس لئے اوسے بالتشریح بیان کیا ہے کہ یہی نوشتہ اس بادشاہ کے آیندہ افعال اور وضع قوانین کی بنیاد ہے اور اسی سے اوسکے قوانین نے اسلام کی سخت مزاحمتون کے مقابلہ مین برتری حاصل کی ہے اور اسی سے ابوالفضل کے نصیب کا ستارہ چمکا اور ہم کہہ سکتے ہین کہ اسی سے ابوالفضل پر اکبر کی نظر عنایت ہوگئی تہی جو اخیر وقت تک رہی۔ اور برخلاف اس کے یہی نوشتہ ہے کہ جس سے متعصب مسلمان ابوالفضل سے جلنے لگے اور آخرکار جیسا کہ مین نے پچھلے باب مین بیان کیا ہے اوسے قتل کرا دیا۔

اب اکبر کو اس طرح جو قوت حاصل ہوئی اوس سے پہلے اکبر نے عدالتہائے دیوانی و فوجداری کو متعصب حاکمون کو نکال نکال کر صاف و پاک کیا عدالتون کا سب سے بڑا افسر ایک سنی تہا۔ وہ شیعون کو اور یہی قسم کے اور اسلامی فرقون کو جنہین بدعتی کے نام سے یہ لوگ بولا کرتے ہین بہت ستایا کرتا تہا۔ اور اوسنے ابوالفضل کے بہائی فیضی کو بہی نہ چہوڑا تہا۔ اوسے اکبر نے ظاہر العزت و حرمت مکہ معظمہ کے جانے کے

---

(۱) میگنا کارٹا ایک سند ہے جو جان بادشاہ انگلستان نے اپنے امرا کو ۱۲۱۵ء مین دے تہے اور اس سند کو یہی کہا کرتے ہین جو ہنری ثالث نے انگلستان کے باشندون کو اپنے جلوس کے سنہ مین عنایت کے تہے۔ اور اڈورڈ اول نے اوسے بحال رکہا تہا۔

نام سے نکالدیا۔ایک اور بڑا معزز عہدہ دار تہا اور ایسا ہی متعصب تہا اوسے بھی اسی طرح روانہ کردیا۔ اور اب سب لوگون کے دل مین یہ قاعدہ بیٹھہ گیا کہ قانون کے مقابلہ مین مذہبی اختلافات کوئی چیز نہین ہین۔تمام آدمی سنّی ہون یا شیعہ مسلمان ہون یا ہندو سب کے ساتھہ ایک ہی سا سلوک کیا جائیگا۔غرضکہ عدالت مین اور حکام کے روبرو مذہب کی کوئی پوچھہ کچھہ نہین ہوسکتی تھی۔

اب اس زمانہ سے یہ دونو بہائی فیضی اور ابوالفضل بادشاہ کے اون تمام تجاویز مین سب سے بڑے مشیر اور صلاح کار قرار پائے جو امور سلطنت کے اصلاح اور رعایا اور ممالک کے اتحاد و اتفاق پیدا کرنے اور بڑہانے کی نسبت ہوا کرتے تہین پہر بادشاہ نے اونہین فوجی خدمتین بھی دیدین کیونکہ اس خدمت کی وجہ سے اون کی عزت وحرمت دربار مین بخوبی قایم رہ سکتی تہی وہ دونو اوسکے ساتہ علی العموم لڑائیون مین بہی جایا کرتے تھے۔اور چونکہ وہ معاملات آراضی وتحصیل وتشخیص مالگذاری کے قواعد مین جدید تجویزین نکالا کرتے تھے اسلیئے ہمیشہ بادشاہ کے پاس حاضر رہتے تھے تاکہ اوسکے تجاویز مین اوسے مشورہ دین اور اوس کی تائید اور امداد کرتے رہا کرین۔

اسی زمانہ مین اکبر دنیا کے اوس تجربہ کے مطابق جو اوسکو اوسوقت تک ہوچکا تہا اور نیز اون لوگون کے خیالات کے موافق جن پر کہ وہ حکمرانی کرتا تہا ایک مذہبی آئین و قوانین کا مجموعہ کے بنانے اور اوسکے پھیلانے کے لیئے تیاری کر رہا تہا جسے وہ اپنی رائے مین اپنی رعایا کے بڑے حصّہ کے واسطے مناسب اور مفید

خیال کرتا تھا۔ اس آئین کے جسے وہ دین الہی کہتا تھا بڑی بڑی باتون مین سے ایک
خدا کو ماننا اور اکبر کو خلیفہ اللہ فی الارض تسلیم کرتا تھا۔ اسلامی طریق کے موافق جو دعا
وسلام ہے وہ اس وجہ سے موقوف کردی گئی کہ اون کے مقاصد بہت ہی محدود تھے
اور عام لوگون کو اپنے اثر مین شامل نہین کرسکتے تھے اور اونکے بجائے وہ اخلاقی
دعائین جاری کی گئین جن کا اثر خاص فریق سے نکلکر تمام لوگون تک پہونچتا تھا۔ اور
وہ پارسی ملک کے اصولون پر مبنی تھین۔ اور اسی کے ساتھ جو رسم و دستور مقرر کیے گئے
وہ ہندوانی مذہب سے لئے گئے تھے ایک نیا سنہ جو تمام سرکاری دفاتر کی تحریرون
مین لکھا جاتا تھا اور بادشاہ اپنے تہوارون وغیرہ مین بھی اوسی سے مدت کا اندازہ کیا
کرتا تھا بالکل پارسیون ہی سے لیا گیا تھا۔ بادشاہ کے ان طریقون کے برتاؤ سے
مسلمان لوگ اوس سے کچھ کچھ کھلے کھلے مزاحمت اور اوسپر اعتراضات کرنے لگے تھے
اور جو لوگ کہ اون مین بڑے متعصب اور تیز مزاج اور سرکش تھے وہ اوس شخص سے
بھی کچھ کم عداوت نہین کرتے تھے جسے وہ ان معاملات مین بادشاہ کا بڑا مشیر
اور صلاح کار سمجھتے تھے۔ علاوہ برین ہندو راجاؤن اور سردارون کو اکبر نے جو فوج
کے بڑے بڑے عہدہ اور دربار مین بڑے بڑے درجہ عنایت کردئے تھے اس سے
بھی اونکو بڑا رشک اور حسد پیدا ہو گیا تھا۔ بھگوانداس۔ مان سنگھ۔ ٹوڈرمل۔
بیربل سے آدمی جو لیاقت کے لحاظ سے زمانہ کے مستثنے لوگون مین سے تھے اونکے
نزدیک کچھ بھی چیز نہ تھی۔ چونکہ یہ لوگ ہندو تھے اس وجہ سے مسلمان مورخ جب کبھی

ان کا تذکرہ کرتے ہین تو ان کے مذہب کی تحقیر کئے بغیر اور دوسرے عالم مین جو انکا حال ہونے والا ہے اوس کا ذکر بدون کئے اون کا نام تک نہین لیتے ۔

اکبر کی محققانہ اور متجسسانہ طبیعت کا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ اوسنے پرتگالیون کے مذہب سے جو گوا مین رہا کرتے تھے کچھ کچھ ایسی باتون کے سیکھنے کی خواہش ظاہر کی جن کا اوسے سیکھنا آسان تہا ۔ اور فیضی کو حکم دیا کہ عہد نامہ جدید (انجیل) کا فارسی زبان مین صحیح صحیح ترجمہ کرے اور ایک جیسوٹ فریق کے بزرگ پادری روڈولفوا کوا یو یا کو گوا کے پادریون مین سے آگرہ کو بلوایا ۔

جس زمانہ مین یہ پادری یہان آیا تہا اوس وقت عبادت خانہ کے مکان مین مذہبون کی تحقیقات کے بارہ مین ایک بڑا مشہور و معروف مباحثہ ہوا جس مین مسلمانون کے بڑے بڑے عالم و فاضل برہمن جین اور بدہ مذہب والے اور وہ ہندو جو صرف اجسام کے ہی قایل ہین ۔ اور روحون کو نہین مانتے اور عیسائی یہودی پارسی یا زردشتی اپنی اپنی باری سے گفتگو کرتے اور اپنے اپنے دلائل پیش کرتے تھے یہ قصہ ابوالفضل نے اسطرح اپنی کتاب مین لکھا ہے "ہر ایک شخص بے خوف و خطر اپنے اپنے دعوی اور دلائل و براہین پیش کرتا تہا ۔ بحث و مباحثہ اور رد و قدح نے بڑا طول پکڑا اور خوب زور شور سے بحث ہوتی رہی ۔ ادہر ایک فریق اپنے ہی گھمنڈ اور غرور مین اپنے مخالفون کے خیالات کے باطل کرنے مین کوشش کرتا تہا ۔ پادری روڈولفو نے جو عیسائی علما مین ذہانت اور فطانت کے لحاظ سے بے نظیر ہے ایک شب کو عبادت خانہ مین

اپنی تشریف آوری سے محفل کو منور فرمایا۔ کتنے ہی عیب چینون اور متعصبون نے اوس سے مجادلہ اور مباحثہ کئے جس سے اہل مجلس کو ایک ایسا موقع ہاتھ آیا کہ وہ فریقین مین اپنا بے رو رعایت منصفانہ فیصلہ کردے۔ ان لوگون نے وہی دعوی پیش کئے جو قدیم سے چلے آتے تھے اور اس بات کی مطلق کوشش نہ کی۔ کہ دلائل سے سچ بات کو دریافت کیا جاے اسلئے اونکے بیانات کی دہجیان اوڑا دیگئین اور قریب قریب وہ سب خجالت اور ندامت کے گھڑے مین گر گئے جس سے اوپھون نے انجیل کے متناقض روایتون کو پیش کردیا۔ مگر پھر بھی وہ اپنے دعوون کو ثابت نکر سکے۔ اس پر نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھہ صداقت کے کامل ثبوت کیلئے پادری نے اونکے دلائل کا یون جواب دیا۔

کہ اگر وہ راے جو یہ لوگ ہماری کتاب کی نسبت رکھتے ہین۔ اور اپنے قرآن کو خدا کا پاک اور سچا کلام مانتے ہین صحیح ہے تو ایک بھٹی آگ سے گرم کیجاے اور مین انجیل کو اپنے ہاتھہ مین لیتا ہون اور یہ عالم اپنے مقدس کتاب کو اپنے ہاتھہ مین لین اور پھر ہم دونو اوسکے اندر جو صداقت کے امتحان کی جگہہ ہے گھس جائین جو سچا ہوگا وہ خود بخود ظاہر ہوجائیگا۔ اس بات کے سنتے ہی یہ سیاہ دل کم ظرف جھگڑالو لوگ بغلین جھانکنے لگے اور بجز خشم آگین الفاظ کہنے کے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔ تب تو ان تعصب آمیز اور بیہودہ باتون سے بادشاہ کو جس کے مزاج مین کسی کی طرفداری اور رعایت کی کبھی ہوا بھی نہ لگی ہے بڑا غصہ آیا۔ اور اوسنے نہایت دانشمندانہ اور مہذبانہ طور پر سب

حاضرین کے سامنے یہ تقریر بیان فرمائی

انسان کا ظاہری حال وقال اور صرف اسلام کا کلمہ پڑھ لینا بغیر اسکے کہ اوسکو دل سے بھی مانا جاوے کچھ کام کا نہین ہے۔ مین نے کتنے ہی برہمنون کو اپنے زورِ حکومت کا خوف دلا کر چاہا ہے کہ وہ میرے باپ دادا کا دین و مذہب قبول کرلین مگر اب جب کہ میرا دل صداقت کی شعاعون سے منور ہوگیا ہے مین اس کو جان گیا ہون کہ غرور کی کالی گھٹائین اور خودرائی کا ظلم آ آکر تمہارے گرداگرد جمع ہوگیا ہے اور دلیل و اثبات کی مشعل کے بغیر ایک قدم بھی آگے نہین بڑہایا جاسکتا ہے۔ مگر طریق وہ ہے اچھا اور مفید ہوسکتا ہے جسے ہم اپنی عقل سلیم سے دریافت اور منتخب کرین۔ اپنے عقیدہ کے کلمات کا وظیفہ پڑہنا اور ختنہ کرا لینا یا شاہانہ قوت کے خوف سے زمین پر گر پڑنا اور سجدہ کرنا خدا کی نظر مین کچھ فائدہ نہین بخشتا۔

عبادت زمین پر پڑ جانے اور سجدہ کرنے کا نام نہین ہے کیونکہ راستبازی کسی کی پیشانی پر پیدا نہین ہوتی بلکہ سچا کام کرنا چاہیئے۔ یہی عبادت ہے۔ اس عیسائی بزرگ نے جو آگ مین جانے سے امتحان کرنیکا دعویٰ اس بحث مین پیش کیا تھا۔ اس کی نسبت جو چاہے ہم اپنا خیال باندہ لین۔ مگر ہان اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے کہ جو بحثین عبادت خانہ مین ہوا کرتی تہین اون مین ہر شخص کو کامل آزادی حاصل تہی اور اس سے بڑھ کر اوس سے یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ اکبر کا میلان طبیعت کسطرح کا تھا جتنے عقیدہ اوسکے ماننے ہوتے تھے اور جس قدر مسائل کا اوسکو اعتقاد تھا اون سبکو

اوسنے عقل کی کسوٹی پر رکھہ کر پرکھہ لیا تہا - اوران سب مسائل مسلمہ اور تمام عقاید مین سے اوس سنے فقط قادر مطلق اور خلاق عالم کومان رکھا تہا اور خدا کے خلیفہ کے طور پر اپنے آپ کو ایسے مفید اور شفقت آمیز آئین اور احکام جاری کرنیکا سب سے بڑا مختار سمجہتا تہا کہ جن سے کسی مذہب سے کوئی عداوت نکیجاوے ملک مین عدالت و انصاف ہو اور جو لوگ کہ اپنے نزدیک کوئی اچہا کام کرنا چاہین اون کو کامل آزادی دیجائے بشرطیکہ ایسی آزادی سے کسی دوسرے کی جان خطرہ مین نہ پڑتی ہو - وہ مسلمانون کیساتہ نہایت سختی سے پیش آتا تہا کیونکہ وہ جانتا تہا کہ اسلام کے ماننے والے جن کا فریق غالب ہو رہا ہے ہمیشہ ایذادہی اور تعصب کی طرف مائل رہتے ہین - مگر وہ سب کی سنتا تہا اور دیکھتا تہا کہ وہ ہی خراب باتین تمام مذہبون مین موجود ہین - کوئی اون سے خالی ہی نہین ہے اور قادر مطلق کی وسیع و فیاضانہ اوصاف کو جو تمام مخلوقات کے لئے عام اور دور و نزدیک کے لئے یکسان ہین اہل غرض ملانون اور پنڈتون اور اور مذہبی ہادیون نے اپنے اپنے مطلب کے لئے اون مین پہیر پہار کر لئے ہین - اسلئے اوسنے اپنا مشرب یہ بنایا کہ تمام مخلوق کے خدا کی عبادت مین سجدہ کرنا اور ان ملاؤن وغیرہ کی ایک نہ ماننا -

اوسکو لوگون نے زردشتی بہی بنایا ہے کیونکہ وہ کہتا تہا کہ آفتاب مین قادر مطلق کی قدرت کا نور چمکتا ہے - اور اوس مین ایک اعلیٰ قدرت کی علامت نظر آتی ہے اس مین شک نہین کہ پارسی مذہب کی سادگی کو دیکھکر وہ اوسپر بہت کچہ گرویدہ

ہوگیا تھا چونکہ اوس کے نزدیک مذہبی ہادی اور ملانے کوئی چیز نہ تھے۔ اور وہ خود دنیا مین قادر مطلق کا ایک خلیفہ تھا اسلیئے اوسنے ہر مذہب سے اچھی اچھی باتین لے لی تہین تاکہ سب آدمیونکے لیئے مذہب ایک ایسی شے ہوجاے کہ اوس سے اونہین مدد ملے اور فائدہ پہونچے۔ نہ یہ کہ اوس سے دوسرے مذہب والون کو ستایا جاے اور ایذا پہونچائی جاے۔ اوس کی تجویز جو تمام مخلوق کے لئے محیط اور حاوی ہوسکتی تھی اوس زمانہ کے لوگون کے عام عقلون سے اسقدر باہر تھی جیسے کہ اوسکے ملکی معاملات مین بڑے بڑے خیالات اونکی سمجھ مین نہین آتے تھے اوسکے خیالات کو تمام دنیا مین پہیلانے کے لئے یہ ضرور تھا کہ اوس کے بعد بھی جو کوئی ہوتا وہ بھی ایسا ہی اگر ہوتا۔ مگر یہ بات نہ تو اوسوقت ہوئی اور نہ آیندہ کبھی ممکن ہے اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اوس کا وہ انتظام جو اوسنے ملکی معاملات کے لئے کیا تھا اوسکی موت کے بعد رفتہ رفتہ اوسے تنگ قدیمی نالی مین جا گھسا جہانسے کہ اوس نے اوسے نکالکر سنبھالا تھا اور اوس سے بڑھکر یہ کہ اوسکے مذہبی قواعد وضوابط جو اوسکی ایجاد کئے تھے اوسکے موت کے ساتھہ ہی نیست ونابود ہو گئے۔ مسلمانون کو تو اس کی کچھہ پروا نہ ہوئی جب دو بادشاہ اوسکے بعد اور گذر گئے تو پھر متعصب اور غیر قومون کی ایذا دہی کا جوش اوٹھہ کھڑا ہوا۔ اور جو اس بڑے دانشمند بادشاہ نے اچھی اچھی باتین پیدا کی تہین وہ سب مٹ گئین اور اس خاندان کی اصلی قوت مین ضعف آجانے کے باعث ملک کی یہ حالت ہوگئی۔ کہ ایک اور قوم یہان حکومت

کرنے کے لئے آئے۔ اور اوس کی عدالت و انصاف کے قوانین اور عام مذہبون کی آزادی کی رسم و آئین کو ہمیشہ کے واسطے پھر زندہ کرے)

(اوپر کے بیان مین مین نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اکبر اون کامون کے کرنے کی جو کسی کے نزدیک اچھے معلوم ہوتے ہون وہان تک اجازت دیتا تہا کہ جہان تک کسی دوسرے کی جان کو نقصان نہ پہونچتا ہو اوسکے اس قاعدہ کی بڑی مثال وہ معاملہ ہے جو اوسنے ہندوون کے ستی کی رسم کی نسبت برتا ہے۔ یہ بیان کرنا تو یہان ضرور نہین ہے کہ انگریزی مین ستی کے لفظ کا ترجمہ پاکدامن یا پارسا ہے نہ اس بات کے بتانے کی حاجت ہے کہ ستی اوس عورت کو کہتے ہین جو اپنے شوہر کے نعش کے ساتہہ زندہ جل مرے یہ رسم ہندوون کی ذی عزت عورتون مین اس قدر مدت سے چلا آتا تہا کہ گو بیوہ عورت کیسی ہی پاکدامن رہے اور عصمت و عفت کے ساتہہ زندگی بسر کرے مگر اوس کا ستی نہ ہونا ہی بڑی بدنامی کی بات ہو گئی تھی تاہم زندگی تو بڑی عزیز اور پیاری چیز ہے۔ جب بیوہ یہ جانتی کہ مین اپنے نفس پر قادر ہون کسی طرح میری پاکدامنی مین فرق نہ آئیگا اور ایک بدنامی کے خیال پر اپنی جان ضایع کرنا نہ چاہیئے تو کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کرتا تہا کہ شوہر کی چتا پر چڑہ کر جل مرنے سے نہایت درجہ کی نفرت ظاہر کیا کرتی تہی ایسی حالتون مین اکثر یہ ہوا کرتا تہا کہ پروہت اوسکی آیندہ زندگی کے خطرات کو بیان کر کرکے اوسکو دہمکاتے اور ڈراتے یا اوسکو نیک نامی اور اچھے اخلاق کی نصیحتین کر کرکے اوسی

ہمت دلاتے اور اوسکو رضامندی کی گھاٹ پر لے آتے تھے - اور بیوہ کو ستی ہونا پڑتا تھا -

اکبر کے مزاج مین تو بڑا رحم اور ترس خدا نے دیا تھا اوسے ان کامون سے سخت نفرت تھی - اوس سے جہان تک ہوسکا اس رسم کو اوس نے روکا - راجپوتانہ کے راجاؤن سے جو اس رسم کے بجالانے کو نہایت ہی عزت کا کام سمجھتے تھے اور اکبر سے اس قسم کا ربط وضبط اور میل وجول تھا اوس کی وجہ سے یہ نہوسکا کہ وہ اونکے اوس دستور کو جس کی عزت وتعظیم اون کے یہان قدیم سے چلی آتی تھی دور ہوتے ہوتے جو ایک مذہبی لوازم اور قواعد کے طور پر ہوگیا تھا اس قدر روک دے کہ جو بیوہ اپنے دل کی خوشی سے برضا ورغبت ستی ہونا چاہے تو وہ بھی ستی نہ ہوسکے - ایسی سخت ممانعت کے جاری کرنے کی پیشتر اوسے یہ ضرور معلوم ہوا کہ کچھ دنون تک وہ نرم نرم اصول رفاہ عامہ کے ان راجاؤن کے محلات کے رہنے والون کے کان تک پہونچاتا رہے اور پھر اوسکے بعد بالکل ممانعت کردے لیکن اس وقت بھی اوسنے ایک حکم جاری کردیا - کہ اگر کوئی بیوہ ستی ہونے سے ذرہ بھی ناراضی ظاہر کرے تو ہرگز ستی ہونیکی اجازت نہ دیجاوے -

اس باب مین اوسنے فقط الفاظ سے ہی کام نہ لیا بلکہ اپنے ہاتھہ پانون بھی ہلاے - ایکمرتبہ وہ اجمیر مین تھا اوسے خبر آئی کہ جے مل جو اوس کا بڑا معتبر کارکن اور راجہ بھاری مل والی آمیر کا بھتیجا تھا جو امراے بنگالہ کے پاس کسی

کام کو اکبر کی طرف سے جا رہا تھا چوسہ کے مقام پر مر گیا اکبر اوسے اپنا بڑا عزیز سمجھتا تھا اور راجپوتانہ کے امراءین سے اکبر کے پاس یہی امیر سب سے پہلے آکر حاضر ہوا تھا اور اوسوقت سے برابر نہایت خیر خواہانہ اوس کی خدمت کیا کرتا تھا اس کا بیاہ اودے سنگھ رانا سے جودہپور کی بیٹی سے ہوا تھا جو اپنی مرضی کی سخت پابند تھی۔ جب اوسکے شوہر کے مرنے کی خبر اوسے امبر مین پہونچی تو اوسنے نہایت اصرار سے کہا کہ مین ہرگز ستی ہونا نہین چاہتی۔ بادشاہی قواعد کے بموجب اوسے کامل حق حاصل تھا کہ وہ اپنی عقل سے کام لے سکے۔ لیکن جب اوسنے انکار کیا تو لوگون نے ایسی واویلا مچائی اور اودے سنگھ اوسکے بیٹے نے جو ان لوگون کا سرگردہ تھا ایسا شور کیا کہ اب اوسے زبردستی چتا پر لے چلنے کا ارادہ ہو گیا۔ اس بات کی خبر اکبر کو بھی پہونچ گئی۔ اور اوس نے اس ظلم کے روکنے کی کامل کوشش کی اور عین وقت پر جب کہ چتا کی لکڑیون مین آگ دیدی گئی تہی بادشاہی آدمی جن مین ایک جیل کا چپا بہی تہا موقع پر پہونچ گئے۔ اور اودے سنگھہ کو اونہون نے پکڑ لیا۔ اور مجمع کو منتشر کر کے رانی کی جان بچادی۔

فیضی اور ابو الفضل سے علما اور آزادانہ خیالات کے آدمیون سے اکبر کی صحبت رہا کرتی تہی اسلیئے جو لوگ کہ علم کے سچے دوست ہوتے اور اوسکے حصول کا اونہین سچا شوق ہوتا تو وہ اونکی مدد کیا کرتا اور اون پر بڑی عنایت کرتا تہا۔ مگر جو لوگ کہ جہوٹی شیخی بگہارتے اور ریاکاری کرتے اون سے اوسے سخت نفرت تہی۔ اوسے یہ بات

بہت جلد معلوم ہوگئی تھی کہ اوسکے دربار کے مسلمان عالمون مین یہہ دو نقص ضرور چھپے ہوا کرتے ہین۔ اور جب یہ بات اوسے پایہ ثبوت کو پہونچ گئی تو وہ اُن سے نفرت کرنے لگا۔ اور ارادہ کرلیا کہ جسطرح ہوسکے اون کی جھوٹی شیخیان اون پر ظاہر کردے۔

پروفیسر بلاکمین صاحب لکھتے ہین کہ کسی شخص مین غرور دگھمنڈ کو وہ کبھی روا نہین رکھتا تھا۔ اور اگر علم کے سبب سے کوئی شخص غرور کرتا تو اوسے سب سے زیادہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اسی سبب سے لوگ فریاد کیا کرتے ہین کہ وہ اہل علم کا دشمن تھا اور علم کو پسند نہین کرتا تھا۔ مگر یہ بات غلط ہے۔

ہندوستان مین ایسا کوئی زمانہ نہین آیا کہ جس مین اس سے زیادہ کوئی بادشاہ سچا علم کا دوست پیدا ہوا ہو۔ ہمارے نزدیک تو ہندوستان کی موجودہ حکام کو بھی اس بات مین اوسی کی تقلید کرنا چاہیئے۔ اس کے دربار کے عالمون مین سے ایک شخص خان اعظم مرزا عزیز کوکہ اوس کی پیاری دایہ کا بیٹا تھا (جسکی تاریخ دانی کے مقابلہ مین اوس زمانہ کے لحاظ سے کسی دوسرے کا ملنا دشوار تھا۔ اور ایک نہایت محققانہ طبیعت والا اور بڑے اعلیٰ درجہ کی لیاقتون سے موصوف تھا یہ شخص ایک مدت دراز تک تو دین اسلام کا بڑا کاڑہا معتقد رہا۔ اور اکبر کے نئے مذہب پر ہنستا اور فیضی اور ابوالفضل پر پھبتیان کہتا اور ایسی ایسی اونکے نئے نئے نام چھانٹ کر رکھتا کہ جن کا وہ اپنے نزدیک اونکو بیجا دعویدار سمجھا کرتا تھا۔ مگر اخیر

زمانہ مین اوسے کہین مکہ معظمہ کے حج کا سفر درپیش آیا۔ مکہ معظمہ کے مشائخ نے اوسے یہان تک لوٹا کہ گویا کہاں تک نوچ لی جس سے اوس کا دل خود بخود اسلام سے افسردہ ہوگیا۔ اس لئے جب وہ آگرہ کو لوٹ کر آیا تو دین الٰہی کے معتقدین مین شامل ہوگیا یہہ شخص بہت ہی اچھا شاعر تہا۔ اور دانشمندی اور اپنے کلام کی آسانی اور جلد فہم مین آنے کے باعث مشہور و معروف تہا اوسکے مقولون مین ایک کہاوت اب تک مشہور چلی آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ۔

(آدمی کو چاہیئے چار بیبیان کرے۔ ایک تو اون مین سے فارس کی عورت ہو کہ جو بات چیت اور گفتگو کرنے کے کام مین آوے۔ دوسری خراسانی ہو کہ وہ گھر بار کا کام کیا کرے۔ تیسری ایک ہندوستانی ہو کہ بال بچون کی خدمت اور اون کی پرورش مین مدد کرے۔ چوتھی ماوراءالنہر (واقع ترکستان) کی ہو کہ باقی تین مذکورہ بالا کے ڈرانے کے لئے اوسکے تازیانہ مارے جایا کرین۔)

ایک اور شخص مرزا عبدالرحیم اوسکے اتالیق بیرام خان کا بیٹا بھی اوسکے ملازمون مین سے نہایت لایق و قابل جنگ آور اور نہایت فیاض اور کریم النفس گنا جاتا تہا اور سالہائے دراز تک خانخانان کے معزز عہدہ پر ممتاز رہا تہا جو اس زمانہ مین کمانڈر انچیف کے عہدہ کے مشابہ اور مساوی ہے مگر اوس کی لیاقت جیسی میدان جنگ مین مانی جاتی تہی ایسی ہی علوم و فنون مین بھی مسلم تھی اوسنے تزک بابری کا ترجمہ جس کا ٹہیک نام ابوالفضل کا رکھا ہوا خسرونامہ ہے

ترکی زبان سے فارسی بولی مین جو اوس زمانہ مین درباری بولی تہی کرکے اکبر کو دیا تہا۔ اسکے سوا اور بہی کتنے ہی اوسکے عہد کے عالم صاحب تصنیف گذرے ہین نظام الدین احمد نے تاریخ طبقات اکبری لکہی ہے جسمین اکبر کے عہد کے حالات کا بیان کیا ہے تاریخ الفی کے مصنفین بہی اوسی کے وقت مین تھے جنہون نے اسلام کے عہد کے ہزار سال کی تاریخ پوری بیان کی ہے۔ اور اون سب سے بڑہکر عبدالقادر بدایونی پکا مسلمان بہی اوسیکے زمانہ کا نامی گرامی مورخ ہے جس نے تاریخ بدایونی بنائی ہے اور کشمیر کی تاریخ کو صحیح کیا ہے اور اوسپر نظر ثانی کی ہے۔

یہہ بدایونی بڑا مشہور و معروف شخص گذرا ہے۔ عمر مین اکبر سے دو سال بڑا تہا۔ اوسنے اپنے ابتدائی ایام طفولیت سے ہی اپنے زمانہ کی نہایت مشہور و معروف اور نیک کردار لوگون سے طرح طرح کے علوم و فنون حاصل کئے تھے۔ اور تاریخ دانی اور علوم موسیقی اور نجوم مین بڑا صاحب کمال تہا اوس کی خوش الحانی کے باعث دربار مین نماز پڑہانے کے لئے امامت کا عہدہ اکبر نے دیا تہا۔ اور جمعہ کو نماز پڑہایا کرتا تہا۔ چالیس برس تک شیخ مبارک اور اوسکے بیٹون فیضی اور ابوالفضل کے ساتہہ وہ دربار شاہی مین رہا۔ مگر ان مین سچی دوستی نہ تہی۔ کیونکہ بدایونی ایک پکا مسلمان تہا اور اونکو ہمیشہ مبتدع اور بدعتی خیال کرتا تہا۔ اکبر کے حکم سے اوسنے اصلی سنسکرت زبان سے رامائن کا اور نیز مہابہارت کے ایک حصّہ کا ترجمہ فارسی زبان مین کیا ہے۔ اوس کی تاریخ کی کتاب جس کا تاریخ بدایونی کے نام سے ہم نے

اوپر ذکر کیا ہے اور جسے منتخب التواریخ بھی بولا کرتے ہین اس سبب سے نہایت قدر کے قابل ہے کہ اوس مین اکبر کے مذہبی رایون کا اور نیز اوسکے عہد کے اور مشہور و معروف ونامی گرامی لوگون کے حالات کا تذکرہ ہے۔

یہ عالم اگرچہ اکبر کے مرنے سے گیارہ برس پہلے مرچکا تھا مگر اوس کی بڑی کتاب تاریخ مذکور جسے اوسنے نہایت احتیاط کے ساتھہ چھپ کر لکھا تہا۔ اکبر کے زمانہ مین شایع نہین ہوئی بلکہ جہانگیر کی سلطنت کا بھی کچھہ زمانہ گذر چکا جب جاکر لوگون مین اوسکی شہرت اوڑی متعصب مسلمان جو اکبر کی نئی اور انوکھی باتون کو پسند نہین کرتے تھے اس کو نہایت قدر قیمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اوسوقت سے جس جس قدر اکبر کی نئی باتین دنیا سے معدوم ہوتی گئین اور بتدریج خیالات انسانی کی آزادی مین رکاوٹین اور مزاحمتین پیدا ہونے لگین اوسیقدر اس کتاب کی قدر دانی زیادہ ہوتی گئی۔

چونکہ آئین اکبری مین اکبر کے عہد کے بڑے اور چھوٹے سب طرح کے عالمون کا ذکر موجود ہے اسلیئے ہمارے لیئے یہان اس کی ضرورت نہین معلوم ہوتی کہ ہم اون لوگون کے یہان حالات بیان کرین جنہون نے اکبر کے زمانہ مین اپنی لیاقت اور محنت اور علم کے جواہرات دکہاکر اوسکے عہد کو فخر ومباہات کے لایق کردیا ہے لیکن علم وہنر کی ترقی کے لیئے جو اس بادشاہ نے کوششین کین اور توجہ مبذول فرمائی تھی البتہ اوسکا کچھہ ذکر کردینا اسجگہہ زیبا نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکبر کو اپنے کتب خانہ مین کتابین جمع کرنے کی طرف بڑی توجہ تھی۔ وہ دور دور کے

ملکون سے کتابین منگاتا اور ہندون کے اصلی کتابونکو جمع کرتا اور فارسی مین اونکے ترجمہ کرایا کرتا تھا۔ اس کتب خانہ کی نسبت آئین اکبری کا مصنف بیان کرتا ہے کہ وہ کئی حصّون مین منقسم تھا کچھ کتابین محلسراے شاہی کے اندر اور کچھ حرم سرا کے باہر رہا کرتی تھین۔ پھر ان حصّون کی اور بھی شقّین تھین اور کتابون کی قدر و قیمت اور اونکے مضامین کی دلچسپی کے لحاظ سے اون کی جدا جدا قسمین قرار دی گئی تھین نثر کی کتابین اور نظم کی دوادین ہندی۔ فارسی۔ یونانی۔کشمیری۔ عربی زبان کے نسخے سب الگ الگ رکھے گئے تھے۔ اور اسی ترتیب کے لحاظ سے اونکا معائنہ بھی ہوا کرتا تھا۔ تجربہ کار لوگ اونہین روزمرہ نکال کرلایا کرتے اور بادشاہ کو پڑھ پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔ اور بادشاہ ایک کتاب کو ابتدا سے انتہا تک بتوجہ تمام سنا کرتا تھا۔ جب پڑھنے والا پڑھ چکتا تو صفحون کی تعداد کے موافق بادشاہ اپنے قلم سے کتاب مین ایک نشان بنادیا کرتا تھا اور قاری جس قدر صفحہ سناتا اوسی کے اندازے بادشاہ اوسکو اشرفیان اور روپے انعام مین دیا کرتا تھا۔ نامی گرامی کتابون مین سے بہت ہی کم کتابین ایسی نکلینگی کہ بادشاہی مجلس مین سنائی نہ گئی ہون۔ سنین ماضیہ کے تاریخی واقعات علوم و فنون کے عجائب و غرائب اور فلسفہ کی دلچسپ باتین کوئی بھی ایسی نہین ہین کہ جن سے ہمارا بادشاہ جس کا سلاطین عادل مین اوّل درجہ ہے ناواقف ہو۔ پھر اس مصنف نے کتابون کی ایک فہرست لکھی ہے اور اوس مین وہ کتابین بتائی ہین کہ جنہین بادشاہ بہت پسند کرتا تھا۔ ان کا اوپر ہم ذکر بھی کر آئے ہین۔

مین جانتا ہون کہ مین نے اکبر کے زمانہ کے عالمون کا اور نیز علوم و فنون کا بخوبی بیان کر دیا۔ اور جو اثر کہ ان لوگون سے اوسکے عہد پر ہوا ہے وہ میرے بیان سے کافی طور پر ظاہر ہوتا ہے جب تک کہ فیضی اور ابو الفضل دونو عالم بھائی زندہ رہے اون کا اثر بھی سب پر غالب رہا۔ بلکہ ابو الفضل کا اثر تو اوسکے مرنے کے بعد بھی قایم رہا۔ کیونکہ اوسنے جو بادشاہ کو سبق پڑہایا تھا وہ ایسا تھا کہ اوس سے اوسکے آقا کا جبلی میلان اور بھی پختہ ہو گیا تھا ان دونو بھائیون کے جو پیارے اصول تھے وہ ایسے تھے کہ اکبر کی طبعی میلان کے موافق تھے اور نہایت درجہ کے مفید اور رفاہ عام پر مبنی تھے کسی کی راے اور خیال سے اوسمین عداوت کا نام نہ تہا اور عدل و انصاف کے کرنے مین قوم و ملت کی کوئی تفریق نہ تھی۔ اون کے اصولون سے سب کے سب یکسان تھے۔ اس ملک کے باشندون کی گردن پر جو بوجہ لدے ہوئے تھے وہ اون سے ہلکے ہوتے تھے۔ اور مخلوق کی تمام طبقات کے مقاصد بلکہ اون اصولون سے متحد ہو جاتے تھے۔ اون مین خواہ راجپوت راجاہون جو اپنے قدامت پر بڑا فخر کرتے اور مسلمان حملہ آورون کو ذات سے اوچھا اور بیگانہ تصور کرتے تھے یا اذبک اور مغل سردارون جو فتحمندی کی بنا پر اس ملک پر اپنے ہی ملک کا حق جتاتے اور یہان کے باشندون کو غلامی کے قابل سمجھتے تھے یا افغان نسل کے لوگ ہون جنہون نے یہان سکونت اختیار کر لی تھی اور چار سو برس یہان اپنی بسنے اور ملنے جلنے کے باعث یہین کے باشندے

بن گئے تھے - یا یہان کے اصلی باشندے ہون جو حکام کی مہربانی کی نظر اور
اچھا برتاؤ دیکھکر ہمیشہ حکم برداری کے لئے موجود رہتے تھے ان دونو بہائیون کے
اصولون سے ان تمام طبقات کے آدمی ملکر شیر وشکر ہو سکتے اور ایک دوسرے
کے مقاصد کو ایک ہی یقین کر سکتے تھے -

مگر ایک طبقہ ایسا تہا کہ اوس کا راضی کر لینا غیر ممکن تہا - وہ اون مسلمان سردارون
کا گروہ تہا جنکے خاندان یہان ہندوستان مین پہلے حکومت کر چکے تھے اور جنکے
دل مین لو لگی ہوئی تھی کہ ہم بھی کسی وقت یہا نکے بادشاہ ہو جا ئینگے - اور بنگالہ اور اوڑیسہ
اور بہار اور نیز مغربی ہندوستان کے کتنے ہی حصون مین ابھی تک برسر حکومت
تھے اور بڑی فوج وسپاہ کے مالک ہو رہے تھے - اور اپنے آپ کو اکبر سے بھی
بڑے اعلےٰ درجہ کے القاب کا مستحق تصور کرتے تھے - اور اس بات کو نہین
سمجھتے تھے کہ جب اونکے باپ دادے دنیا مین موجود تھے اوسی وقت اکبر ایسے کام
کر رہا تہا کہ جس سے اس ملک مین اوس کی حکومت کی جڑ استحکام کے ساتھ جمتی جاتی
تھی - اس ناواقفی کے باعث وہ لوگ اکبر کے دعاوی کو تسلیم نہین کرتے اور اوس سے
بمقابلہ پیش آتے تھے چنانچہ اکبر نے اونکے راضی کرنیکی جس طرح کوشش کی اور
اور جسطرح اونکے اوضاع واطوار نے اکبر کو اونکے اخراج پر مجبور کیا اوس کا ذکر
ہم اپنی کتاب کے پچھلے باب مین بیان کر آئے ہین اعادہ کی ضرورت نہین ہے -
اب مین اس امر کا بیان کرتا ہون کہ ان رفاہ عامہ کے اصولون نے جو اکبر کے

فطرتی اور ذاتی تھے اور جنہین فیضی اور ابو الفضل کی فیض صحبت نے استحکام اور استواری بخشی تھی اوس نظام حکومت پر کیا گیا اور کسطرح اثر کیا جو اس مصلح مزاج اور اصلاح پسند بادشاہ نے جاری کیا تہا اسی باب کے کسی صفحہ مین مین نے اس بادشاہ کا خود اپنا بیان نقل کیا ہے جس مین وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنی حکومت کے زمانہ مین ایک مرتبہ برہمنون کو مسلمان ہونے کے لئے مجبور کیا تہا چونکہ اکبر خود ہی ایسا بیان کرتا ہے اس لئے یہ واقعہ تو ضرور ہوا ہوگا۔ مگر کہین زبردستی مسلمان کرنے کا حال تاریخون مین لکھا نظر نہین آتا غالبًا یہ واقعہ اوس وقت کا ہوگا جب کہ اکبر چھوٹا تہا اور بیرام خان ملک کے کاروبار کو دیکھتا تہا اور اوسی کے ہاتھہ مین سارا اختیار تہا کیونکہ جب سے کہ اوسنے سلطنت کی حکمرانی اپنے ہاتھہ مین لی اور بیرام خان کو جو مختار کل ہو رہا تہا مکہ معظمہ جانے کی اجازت عطا کی تب سے اوسنے اپنا یہ قاعدہ مقرر کر لیا تہا کہ ہندو اور مسلمان کو بلا امتیاز قومیت سرکاری عہدون پر برابر مامور کرے اور پھر اس قاعدہ سے مادام الحیات اوسنے تجاوز نہ کیا۔ جسوقت اکبر اکیس برس کی عمر کا تہا اور اوسکو سات برس تخت نشین ہوئے گذرے تھے اوسنے پرانے دستور کو موقوف کر دیا کہ جسسے فاتح قوم والے مفتوح قوم کے جورو بچے اور متعلقین کو قید کر کے غلام بنا لیتے یا فروخت کر دیا کرتے تھے دشمن کا کیسا ہی تصور کیون نہ ہوتا اوسکے عیال واطفال کو اس بادشاہ کے حکم کے بموجب کامل اجازت تہی کہ چاہے تو وہ اپنے خاص گھرون مین رہتے یا اپنے اپنے رشتہ دارون کے پاس جہان چاہتے وہان چلے جاتے

تھے۔ کوئی شخص چاہے امیر کبیر ہو یا غریب و فقیر کا درجہ رکھتا ہو غلام کوئی نہین بنایا جاتا تھا۔ وہ نیک مزاج بادشاہ کہتا تھا کہ اگر کسی شخص نے کوئی بُرا کام کیا تو اوس کی بیچاری بی بی نے کیا قصور کیا ہے اور اگر کسی شخص کے باپ نے بادشاہ سے بغاوت کی ہو تو اوسکے بچون کو ملامت یا بُرا بھلا کہنے کا کیا سبب ہے، لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِزْرَ اُخْریٰ۔

فقط اسی بات پر اوسنے قناعت نہ کی بلکہ اور خرابیون کی اصلاح کے واسطے بھی بڑے جوش و خروش کے ساتھ اوسنے ایسے ہی نیک اور عمدہ قوانین جاری کئے جس سے اوس کی دور اندیشی اور دور بینی بخوبی ثابت ہوتی ہے اسی کے دوسرے ہی سال سنہ جلوس مین اکبر نے ایک محصول کے موقوف کرنے کا ارادہ کیا اگرچہ اس محصول کی بڑی آمدنی تھی۔ مگر اکبر کے نزدیک اوس کی ہندو رعایا کو مذہباً نہایت ناگوار گزرتا تھا۔ دنیا مین کسی ملک کے آدمی اپنی عبادت گاہون کو اس قدر سفر نہین کیا کرتے جس قدر ہندوستان مین ہندو جاترا کیا کرتے ہین۔ اونکے متبرک مقامات اور مقدس مندر ہندوستان کے ہر ایک صوبہ مین موجود ہین اور ہر مقام کا مندر کسی خاص دیوتا کے نام سے موسوم ہے اور اوس کی کوئی مخصوص خاصیت مانی جاتی ہے جو دوسرے دن مین نہین ہوتی۔ ان جاتریون کے سفر اکثر بڑے لمبے اور نہایت سخت ہوا کرتے ہین اور جسقدر سفر لمبے ہوتے ہین اوسیقدر اون کو اون سے ثواب کی امید ہوا کرتی ہے مغلون سے پہلے یہان جو افغان نسل کے بادشاہ

تھے اونھون نے ہندوؤن کی ان جاتراون کو اپنی آمدنی کا ایک بہت بڑا اور دوامی ذریعہ سمجھ رکھا تھا اور اس سبب سے تمام جاتریون پر ایک محصول لگا چھوڑا تھا اور اونکی مقدرت کو تحقیق کر کے یا اون کی دولتمندی کی شہرت کے لحاظ سے ایک شخص سے ایک خاص تعداد محصول کی لیا کرتے تھے - ابو الفضل لکھتا ہے کہ اس محصول سے بڑی آمدنی ہوتی تھی لاکھون روپیہ ہر سال شاہی خزانہ مین داخل ہوا کرتا تھا - مگر وہ بڑی بھاری دل شکنی کا باعث تھا - ہندوؤن کے نزدیک جاترا کرنا ایک مذہبی فرض ہے یا اونکے برہمن گرو اور پروہت کے کہنے سے لازمی خیال کیا جاتا ہے اسلئے جب وہ لوگ اپنے جسمون کو نہایت بڑی بڑی تکلیفین دیتے اور اپنی بدنون سے زمین کو ناپ ناپ کر جاترا کرتے اور سیکڑون میل تک چلے جاتے تو کہتے تھے کہ کوئی وجہ نہین ہے جس سے سرکار ہمین اس کام پر لوٹتی ہی اور ہم سے محصول لیتی ہے - اکبر کی ہندو رعایا کے خیالات اوسکے کانون تک بہت جلد پہونچ گئے - مگر جن لوگون نے کہ ایسی آمدنی کو صرف ایک بڑا سہل الحصول ذریعہ خیال رکھا تھا وہ کہنے لگے کہ جاترا کرنا ہندوؤن کا ایک بیہودہ خیال ہے جسے وہ چھوڑنا نہین پسند کرتے اسلئے یہ آمدنی یقینی اور ہمیشہ کے لئے ہے اگر اسے موقوف کر دیا جائے تو خزانہ کی آمدنی مین بڑا نقصان ہوگا - اکبر نے کہا کہ بیشک یہ محصول اونکے بیہودہ خیال پر لگایا گیا ہے اور ممکن ہی کہ کوئی نہ کوئی ہندو جاترا نہ کرے اور گھر رہکر محصول کے دینے سے بچ بھی جائے - مگر جب کہ جاترا کرنا ہندوؤن کے

مذہبی فرائض مین داخل ہے اور ہندو او سے قادر مطلق کی عبادت خیال کرتے ہین تو پھر یہ تو بہت بڑی بات ہے کہ اس عبادت کی بجا آوری کے وقت جسے وہ خدا کا حکم سمجھتے ہین ایک ذرہ سے بھی مزاحمت روا رکھی جاے اس لئے اوسنے اس محصول کو بالکل موقوف کر دیا۔

اسیطرح اکبر نے جزیہ کی نسبت کیا جو مسلمان بادشاہون نے غیر مذہب والون کے ہر ایک آدمی پر جدا جدا لگا رکھا تھا۔ ہندوستان کے افغانی نسل کے بادشاہون نے جب ہندوستان کو فتح کیا تو ابتدائی زمانہ مین یہ محصول لگایا تھا۔ ایسا محصول کبھی کوئی نہین لگایا گیا ہے جس سے دینے والون کو اس سے اِسکے برابر رنج گذرا ہو۔ اور اوس سے ایسے آزاد ہوئے ہون اور نہ کبھی نوع بشر کو جبر تعدی کے عمل مین لانے کا ایسا موقع ملا ہے جیساکہ اس محصول کے وصول کرنے مین ملا تھا اگر کوئی شخص فقط اس محصول کی کارروائی کی ہی تاریخ پڑھ لے تو اوسے وہ اسباب معلوم ہوجاینگے کہ اکبر سے پہلے جو بادشاہ گذرے وہ ہندوستان کے باشندون کو کیون اپنا دوست نہ بنا سکے اور اس مین بالکل عاجز رہے۔ تاریخ فیروزشاہی کا مصنف لکھتا ہے کہ جب دیوان کا عامل آیا یا تحصیلدار جاکر ہندوؤن سے جزیہ طلب کرتا ہے تو وہ دبکر اور ذلیل ہوکر اوسے ادا کر دیتے ہین۔ اور اگر عامل چاہتا ہے کہ اونکے منہ مین تھوک دے تو وہ ہرگز ذرہ بھی چھوت اور ناپاکی کا اندیشہ نہین کرتے اور منہ کھول دیتے ہین تاکہ عامل اگر چاہے تو اونکے منہ مین تھوک سکے۔ اس قسم

کی تذلیل اور منہودن مین تہوک دینے کا مقصد یہ تہا کہ کافر رعایا کی اطاعت کا جو مسلمانون کی حمایت مین ہے اظہار ہو جاسے اور اسلام کے جاہ و جلال مین جو خدا کا سچا دین ہے ترقی ہو اور ادیان باطلہ کی تحقیر و تذلیل سب لوگ جان جائین مجھے اس امر کی بحث کرنے کی تو یہان کوئی ضرورت نہین ہے کہ ان عہدہ دارون کی ایسی کارروائیان سچے اسلام کی بالکل مخالف تہین۔ اور نہ یہ کہنا ضرور ہے کہ اگر کسی مذہب کی ناجائز طرفدارون اور متعصبون نے اپنے مذہب کی بیجا جوش کا اظہار کیا ہے تو اوسے ضرور اوسکے برے نتائج اوٹھانا پڑے ہین۔ اور اسلام کو بھی یہ نقصان اور مذہبون کی طرح سے اوٹھانا پڑا ہے بلکہ اس خلاصہ سے یہ بات دکھانا منظور ہے کہ جو بادشاہ عموماً مہذب اور روشن ضمیر نہین ہوتے تھے اون کے عمال اور کارندون کو مذہب کے نام سے جسکے سچے عقاید کو وہ اپنے اسطرح کے افعال سے بدنام کیا کرتے تھے اقوام مفتوحہ پر کہان تک ظلم کرنے اور اونہین کہان تک ذلیل کرنیکی گنجایش ہوتی تہی۔

اکبر نے صرف اسی بات کو ہی نہین تاڑلیا کہ اس قسم کے محصول وصول کرنے مین ایسی ایسی خرابیان پیدا ہو جایا کرتے ہین بلکہ وہ یہ بھی جان گیا کہ ایسا محصول رعایا پر لگانا ہی برا ہے۔ اوسے تو "کافر" کے لفظ سے ہی نفرت تھی وہ ہمیشہ کہا کرتا تہا کہ کوئی اس بات کا یقین نہین کرسکتا کہ مین ہی راہ راست پر ہون۔ وہ جانتا تہا کہ سب مذہبون مین کوئی نہ کوئی اچھی بات ضرور ہوا کرتی ہے اسلئے اگر کوئی شخص اپنے

دل سے کسی مذہب کو اچھا سمجھکر اختیار کرے تو اسوجہ سے اوس پر محصول لگانا ہی ناجائز ہے اس سبب سے اوسنے اپنے ۹ سنہ جلوس کی ابتدا ہی مین صرف اپنی ہی راے صائب سے قبل اس سے کہ وہ دونو نامی گرامی بہائیون فیضی اور ابوالفضل مین سے کسی کی صحبت سے فیض اوٹھائے ایک فرمان جاری کیا۔ اور جزیہ کو یک قلم موقوف کر دیا جسکے بعد ہندوستان مین اوس وحدہٗ لاشریک ازلی اور ابدی کے روبرو دین و ایمان کے خیالات مین سب کے سب یکسان عملدرآمد کرنے لگے۔ اور مذہبی امورات کے بجالانے مین کسی کو کچھ خدشہ باقی نہ رہا۔

اکبر نے ہندوؤن کے ساتھ جو جو سلوک کیے وہ ان محصولات کے معاف کرنے ہی پر محدود نہ تھے جن سے اونکے مذہبی خیالات پر بڑا ہی ناگوار بوجھ پڑتا تھا۔ بلکہ اوسنے اس کی کوشش بھی کی تہی کہ مخلوق کے خوش حالی اور عیش و راحت کے حاصل کرنے مین جو جو مزاحمتین ہین وہ بھی دور ہو جائین۔ پھر اوسنے اس کوشش مین اپنے اقتدار شاہانہ اور حکومت کو حتی الامکان ہرگز دخل نہ دیا تھا۔ یہ تو مین اوپر بیان کر چکا ہون کہ ستی کے مقدمہ مین اوسنے کیا کیا کیا تھا۔ اسی معاملہ کے قریب قریب بیوگان کے ازدواج ثانی کا معاملہ ہے جسکی طرف اوسنے لوگون کو بڑی ہی رغبت دلائی تھی۔ پھر اسی تحریص و ترغیب پر ہی قناعت نہ کی تہی۔ بلکہ ایک فرمان جاری کر دیا تہا کہ بیواؤن کا مکرر شادی کر دینا قانوناً جائز ہے۔ اور اسی اصلاحون کے ساتھ اوسنے اون شادیون کو منع بھی کر دیا جو ایام بلوغت سے پیشتر کیجائین۔ اگرچہ عقلمند

ہندو اس بات کو بڑا ابتلا یا کرتے ہین مگر یہ رسم نہ صرف اوسی زمانہ مین اس قوم مین نہایت درجہ مروج تھی بلکہ اس وقت بھی برابر چلی آتی ہے۔ اسی طرح سے اوسنے قربانی کے واسطے جانورون کا مارنا بھی منع کر دیا تھا اور ایسی قسمون اور شرطون کی تصدیق کی بھی ممانعت کر دی تھی جن کا امتحان خطرناک چیزون سے کیا جاتا تھا۔ پھر یہی نہین کہ ہندوؤن ہی کی نسبت اوسنے ایسی توجہ ظاہر کی تھی وہ اوس دین والون کی اصلاح مین بھی کم توجہ نہین کرتا تھا جن مین کہ وہ خود پیدا ہوا تھا مگر اوس نے اون کی اصلاح کا طریقہ دوسرا رکھا تھا۔ وہ اپنے آپ ایسے کام کرتا کہ وہ اوسے دیکھکر سیکھین اونہین سمجھاتا اور اونہین لعنت ملامت کرتا لیکن کبھی کسی کام کرنے کا حکم نہ دیتا اور مجبور نہ کرتا تھا۔

اوسنے اونھین رغبت دلائی کہ نماز روزہ مین حد سے زیادہ مشغول نہ رہا کرین اور حج و زکوٰۃ ضرورت سے زیادہ نکرین مگر ان کامون سے اونہین منع نہین کیا یہہ کام ایسے ہین کہ جن مین ہر ایک شخص کا خیال جدا ہوا کرتا ہے۔ کوئی سچے دل سے یہ کام کیا کرتے ہین اور کوئی جھوٹی ہوتے ہین مگر اکبر بخوبی جانتا تھا کہ ان لوگون مین جو بڑے عابد زاہد دکھائی دیتے ہین اکثر صرف ظاہر پرست اور ریاکاری کا لباس پہنے ہوا کرتے ہین۔ وہ یہ بات بھی جانتا تھا کہ انسان کو اپنا وقت ظاہری عبادت مین اور دکھانے کیلیے بڑی لمبی نمازون اور وظائف مین ضایع کرنے کے بجائے اور بہت سے ایسے کام ہین کہ جن مین لگانے سے اوسے فائدہ پہونچ سکتا ہے خصتہ

کی رسم کی تو مسلمانون کو کسیطرح مخالفت نہین ہوسکتی تہی۔ مگر اکبر نے اونہین اتنا سمجہادیا کہ یہ رسم اوسوقت تک نہ کیجاے کہ لڑکے کی عمر بارہ برس کی نہو جاے۔ پہر اوسنے ہندوون کو راضی کرنے کے لیئے مسلمانون کو رغبت دلائی کہ گاے ذبح نہ کیا کرین۔ برخلاف اسکے اوسنے کہدیا کہ خنزیر کا مارنا اور اوسکے گوشت کا لین دین منع نہین ہے کتون کو مسلمان نجس اور ناپاک جانتے ہین اور ابہی تک بہی پکے مسلمان اونہین ایساہی خیال کیا کرتے ہین۔ اکبر نے کہدیا کہ وہ پاک وصاف ہین۔ شراب خواری مسلمانون کے یہان ممنوع ہے۔ اکبر نے اوسے حد اعتدال تک پینے کے واسطے جائز قرار دیدیا۔

سنہ ۱۵۹۲ء مین جب کہ اکبر کی سلطنت کا اخیر زمانہ تہا اوسنے ڈاڑہی منڈانے کا دستور نکالا۔ جس سے اوسکے دربار کے متعصب فریق کو سخت رنج پہونچا۔ استرہ کے کام مین لانے اور بال منڈانے کے فوائد جو ہندوستان سے گرم ملک مین ہوسکتے ہین وہ اس قدر بین ہین کہ دلیل کے محتاج نہین لیکن اکبر نے داڑہی منڈانے کے لیئے کسی پر زبردستی نہین کی۔ تاہم اس حکم کی تعمیل اور عدم تعمیل دربار شاہی مین بڑی گہری نگاہون سے دیکہی جاتی تہی۔ پکے مسلمانون کے نزدیک بہت ہی کم چیزین ایسی بُری ہین جو ڈاڑہی منڈوانے سے زیادہ نفرت انگیز سمجہی جاتی ہون اوس زمانہ مین بہی اوس سے ایسی ہی نفرت تہی اور اب بہی مسلمان اوسے ایساہی بُرا سمجہتے ہین۔ جب اکبر نے ڈاڑہی منڈوائی لوگون نے بہت کچہہ شکایتین اور سرگوشیان

کین اور چہپے چہپے لوگ اوس سے متنفر ہو گئے ۔

اکبر کی اور فطرتی میلانون مین سے اوسکے رشتہ دارون سے بڑی الفت کا کرنا بھی تذکرہ کے قابل ہے ۔ ایک اوس کا رضاعی بہائی تہا جو اوسے ضد اور ہٹ کر کرکے آزردہ کیا کرتا تھا جب کبھی اکبر اوسکو کوئی ضعیف سی بھی سزا دیا کرتا تھا تو کہا کرتا تھا کہ میرے اور عزیز کے درمیان ایک جوی شیر بہا کرتی ہے جسے مین عبور نہین کرسکتا یعنی اوسے دودہ کی شراکت کی وجہ سے سزا نہین دیسکتا ہون ان الفاظ سے جو مضمون مترشح ہوتا ہے وہ اکبر کے اون تمام معاملات مین دکھائی دیتا ہے جو اوسے اپنے متعلقین سے پیش آتے تھے ۔ اگر کوئی ایسا معاملہ نہ حادث ہوتا جسکی اصلاح غیر ممکن ہوتی یا کسی بے گناہ کے خون سے اونکے ہاتھ رنگین نہ ہوتے تو باقی تمام امورات مین وہ اون سے بہ نرمی و ملاطفت و کشادہ دلی سے پیش آتا اور اونکو پہر اپنا بنا لیتا تہا ۔ وہ اس کو پسند کرتا تہا کہ اونکی خطائین معاف کرے اور پہلے کیطرح اپنی حالت پر اونہین برقرار رکھے اور کسیطرح اون پر بے اعتباری نہ کرے ۔ اور اگرچہ ان اچھے صفات کے کام مین لانے سے اوسے کبھی کبھی دہوکے بھی ہوتے تھے مگر پہر بھی تا آخیر کو ایسا ہی کرتا تہا وہ اپنے باپ کا اچھا اور سپوت بیٹا تہا اور اپنے بیٹون کی الفت اور محبت سے مسرور رہتا اور اپنے بیٹون پر حد سے زیادہ شفقت اور پیار کرتا تہا ۔

اوس کے بیٹون کے لئے یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہوئی کہ وہ باپ کی دولت و امارت کے زمانہ مین پیدا ہوے تھے ۔ اور اسی سے اونہین نقصان اوٹھانا پڑے

اوس کا ایک بیٹا شاہزادہ دانیال تھا جو بڑا ہی ہوشیار معلوم ہوتا تھا۔ مگر چونکہ اوسکے چارونطرف اقسام اقسام کی دلکش اور شہوت انگیز چیزین موجود تھین اور اوس کے نگران اور استاد اوسے نہ روکتے تھے اس لئے اوسے قبل از وقت گور کا منھہ دیکھنا پڑا۔ یہی حال شاہزادہ مراد کا ہوا۔ رہا جہانگیر جو اوسکے بعد بادشاہ ہوا اوس کا مزاج اکثر باتون مین باپ کے بالکل برعکس تھا۔ اکبر کے عہد حکومت کے اخیر زمانہ مین اس بیٹے نے ایسے کام کئے کہ جو اس مغلیہ خاندان کے شاہزادون کا ایک شیوہ ہو گئے یعنی اوسنے اپنے باپ کے عین حیات ہی جس کے دوست دلی اور خیرخواہ صمیمی ابوالفضل کو اوس نے قتل کرادیا تھا چاہا کہ خود بادشاہ بنجائے اور ملک کا مالک ہو جائے۔ اسوقت جو اکبر نے صبر وتحمل کیا اور جیسے اپنے نالایق بیٹے سے اچھا سلوک کیا اوس کی مثال دنیا مین کہین نہین پائی جاتی۔

پھر اکبر ظلم ستم سے نہایت نفرت کرتا اور فرایض منصبی کی بجا آوری کو ایسا ہی ضروری سمجھتا تھا کہ جیسے کوئی اپنے خلاق مطلق کی عبادت کو فرض جانتا ہو۔ اس معاملہ مین وہ چھوٹے بڑے کا کچھہ فرق نہ کرتا سب کو یکسان نظر سے دیکھتا۔ اور اسی پر قناعت نہ کرتا تھا کہ اس اس قسم کے احکام جاری و نافذ کئے جائین بلکہ وہ اون کی تعمیل اور عملدرآمد کو بھی دیکھتا اور جانچتا تھا۔ اور اگر کامیابی نظر نہ آتی تو اوس کی تکمیل بھی کراتا تھا۔ اور اپنی رعایا مین سے ہر ایک قوم پر جو اثر پڑتا اوس پر اچھی طرح سے غور کرتا تھا۔ اوسی آدمیون کی لیاقت کی شناخت مین صرف اپنی ہی رائے پر اطمینان

ہوتا تہا۔ اوسکے عمدہ قیافہ شناس ہونیکو سب لوگ تسلیم کرتے ہین۔ ابوالفضل کہتا ہے کہ وہ لوگون کی لیاقت کو ایک نظر مین پہچان جاتا ہے اس بات کو لوگ یہان تک اوسوقت تسلیم کرتے تھے کہ عبدالقادر بدایونی بہی اس بات کو مانتا ہے اور اپنی عادت کے بموجب ہندونکو بعبارت طعن وتشنیع یاد کرکے کہتا ہے کہ اکبر کو مخلوق کے باطن کے حالات معلوم کرنے کی قدرت جوگیون سے حاصل ہوئی ہے (جو ہندو تپشیا کرنے والون اور جادوگردن کا ایک فرقہ ہے) گو اکبر بڑا نیک مزاج اور رفاہ عام کے کامون کی طرف بڑا متوجہ تہا مگر عقائد باطلہ اور توہمات واہیہ سے خالی نہ تھا وہ ایام کی سعادت اور نحوست کا معتقد تہا کسی دن کو اچھا اور کسی کو بد سمجہتا تہا مسٹر بلاکمین کہتے ہین کہ یہ اعتقاد اوسنے زردشتی مذہب کے لوگون کے ملنے جلنے سے سیکہا ہوگا۔ اسی مذہب والون کا ایسا اعتقاد ہوا کرتا ہے۔ اوسکے دربار والے خصوصاً وہ لوگ جو پہیپے چھپے اوسکے مذہب کی انوکھی باتونکے مخالف تھے کہا کرتے تھے کہ اوس کی خوش نصیبی اور رضامندی کے باعث سے اوسکو ہر جگہہ فتح ہوا کرتی ہے چنانچہ بدایونی لکھتا ہے کہ "بادشاہ اپنے معمولی خوش نصیبی اور اقبال کے باعث اپنے تمام دشمنون پر غالب رہا کرتا ہے" حالانکہ یہ بات نہ تھی بلکہ اوسکے فتوحات اور کامیابیون کا سبب یہ تہا کہ وہ اور اوسکے مشیر نہایت غور وخوض سے آئین وقوانین بناتے اور جانچ لیتے کہ اون سے ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ پہر بادشاہ قوانین کے عملدرآمد کی ذرہ ذرہ سی بات کو دیکھتا اور اوس پر نہایت ہی توجہ کرتا تہا اور یہی وجہ اوس کی

کامیابی کی تھی

اوسے سیر و شکار سے دل بہلانے کا بڑا شوق تہا۔ خصوصاً شکار مین اوس کا جی بہت لگتا تہا۔ مگر جب اوس کا وہ بیٹا پیدا ہوا کہ جو اوسکے بعد تخت و سلطنت کا مالک ہوا ہے تو اوسنے جمعہ کے دن شکار کرنا موقوف کر دیا تہا۔ اگر ہم جہانگیر بادشاہ کے بیان کو تسلیم کرلین تو اس کی وجہ یہ معلوم ہوسکتی ہے کہ اکبر نے جہانگیر کی پیدایش کے وقت منت مانی تہی کہ اگر جہانگیر کی مان اس مشکل سے بصحت و سلامتی نجات پاجائے تو وہ جمعہ کے دن کبہی شکار نہ کہیلیگا۔ چنانچہ اوسنے مادام الحیات جمعہ کے روز شکار نہین کہیلا۔ اس امر کے ثبوت کے لئے تو بہت سی شہادتین موجود ہین کہ اکبر نہ صرف نغمہ و سرود کے سننے کا ہی بڑا شایق تہا بلکہ اوسے خود بہی گانا بجانا اچھا آتا تہا۔ وہ خوارزم کے قدیمی سُرون کو پسند کرتا تہا۔ ابوالفضل کہتا ہے کہ اوسنے دو سو سے زیادہ سُر خود ایجاد کئے تہے جنہین جوان اور بوڑہے سُنکر نہایت خوش ہوتے تہے۔ سپھر اوسی کی کتاب مین لکہا ہے کہ بادشاہ کو علم موسیقی مین اتنا بڑا دخل ہے کہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ موسیقی دان بہی اوسکے مقابلہ مین ہیچ ہین۔ ہر روز دربار مین گانے بجانے کی محفل گرم رہا کرتی تہی جس کی کہ مشرقی ممالک کے بادشاہ ہر ایک زمانہ مین بڑے شایق اور نہایت مشتاق رہے ہین۔ اکبر کو خدا تعالی نے ایجاد و اختراع کے واسطے بہی بہت ہی اچھا ذہن عطا کیا تہا۔ آئین اکبری مین اوسکے اختراعات کا ذکر لکہا ہے کہ کیسی اوسنے ایک گاڑی اور ایک پہیا بندوقون کے صاف کرنے کے لئے

اور ہاتی کی جہول ایجاد کی تہی۔ اور اسکے سوا افواج شاہی اور گولندازون کے لباس مین کیسی کیسی اصلاحین عمل مین لایا تہا۔

اکبر اپنے کہانے پینے مین نہایت سیدہا سادہ تہا۔ دن بہر مین صرف ایک ہی وقت کہانا کہاتا تہا۔ گوشت کو پسند نہین کرتا تہا۔ اور اکثر ایسا ہوتا کہ مہینون تک اوسے نہین کہاتا تہا۔ اوسکو میوہ اور پہل پہلاری کا بڑا شوق تہا۔ اور اوسکے کاشتکاری اور بونے کے طریق بہی اوسنے سیکہہ لئے تہے۔ ابوالفضل کہتا ہے کہ وہ فواکہ کو خلاق عالم کی ایک عظیم نعمت سمجہتا تہا۔ اور ایران توران سے باغبان اور کاشتکار بُلاکر آگرہ اور فتحپور سیکری مین آباد کئے تہے۔ خربوزہ اور انگور وہان کثرت سے اور نہایت اچہے ہوتے اور تربوز بادام پستہ۔ انار وغیرہ ہر جگہہ بافراط پائے جاتے تہے۔ وہ یہہ بہی لکہتا ہے کہ کابل۔ قندہار۔ کشمیر۔ بدخشان اور سمرقند تک سے میوہ بکثرت آیا کرتا تہا۔ آئین اکبری مین ان میوون کی ایک طول طویل فہرست لکہی ہوئی ہے ناظرین مین سے جو لوگ کہ ہندوستان کے حالات سے واقف ہین وہ اوسکو پڑہ کر دلکو خوش کر سکتے ہین۔ یہ بات ایک بڑی توجہ کے قابل ہے کہ ہندوستان مین شیرین میوہ جات مین اوس زمانہ مین بہی آم کو ہی تسلیم کیا ہے اور اوس پہل کو رنگ مزہ اور خوشبو مین بے نظیر بتلایا ہے اور لکہا ہے کہ بعض ایران و توران کے شکم پرست اوسے خربوزہ اور انگور سے بہی بڑہ کر سمجہتے ہین۔

کچہہ تہوڑا سا حال مین اکبر کے عادات و اطوار کی نسبت بہی لکہتا ہون اور

بتلاتا ہون کہ جب وہ آگرہ اور فتحپور سیکری مین ہوتا تہا تو وہ معمولی ایّام مین اپنی اوقات کسطرح بسر کیا کرتا تہا - یہ معلوم ہوتا ہے کہ رات کو وہ بہت دیر تک بیدار رہا کرتا تہا اور شام سے لیکر صبح کی ابتدا تک برابر رات کو گفتگو اور بحث مباحثہ مین صرف کیا کرتا تہا اور ابوالفضل کے قول کے بموجب رات بہر یہی ہوتا رہتا پہر جب صرف ایک ساعت دن نکلنے کو باقی رہتی تو مطرب و قوال دربار مین آتے اور بادشاہ کو گانا سناتے تھے دن نکلتے ہی بادشاہ اپنے خاص کمرون مین چلا جاتا - اور ہاتہہ مُنہ دہوکر اور لباس بدلکر قریب ایک گھنٹہ کے بعد پہر آموجود ہوتا کہ اہل دربار آکر اوسکے سلام سے مشرف ہون پہر دن کا کام شروع ہوتا اور غالباً یہ کام اکثر دوپہر ہونے سے قبل ہی ختم ہو جاتے تھے - کیونکہ اوس وقت اکبر کا دسترخوان چنا جاتا جس کا دن رات مین صرف اسی وقت ایک ہی مرتبہ معمول تہا - مگر کوئی خاص گھنٹہ مقرر نتہا سہ پہر کا وقت اوسنے اپنے سونے کے واسطے رکھا تہا - کبھی کبھی اکبر صبح کے تڑکے مین سیر و شکار کو بھی جایا کرتا اور شام کے اندہیرے مین چوگان بازی جسے اب پولو کہتے ہین - کہا کرتا تہا - اور اسی واسطے اوسنے پلاس کی لکڑی کے گیندین بنوائی تہین - اور وہ اوقات جن مین نہایت گرمی ہوا کرتی ہے اوسنے اپنے آرام و استراحت کے لئے رکھے تھے -

اکبر نے ابھی کچہہ بہت مدت سلطنت نہین کی تھی بلکہ اوس کی حکومت کے آغاز کا ہی زمانہ تہا کہ اوسنے جان لیا کہ راجپوتانہ کے ہندو راجاؤن کو فقط اپنا دوست

بنا لینا ہی کافی نہین ہے بلکہ ان سے کوئی اس سے بھی بڑھکر رشتۂ اتحاد پیدا کرنا اور اونہین اپنی حکومت کا وابستہ کرلینا بڑا ضروری اور اہم کام ہے ۔ یہ ایک تعجب معلوم ہوتا ہے کہ راجستان کی بڑی ذات والے راجاون کو مسلمانون کے ایسے میل جول سے سخت دلی نفرت تہی اور اون مین سے اسے اپنے دلون مین کثرت سے لوگ اپنی ذلت وخواری تصور کرتے تھے ۔ مگر اکبر اونکے خیالات پر غالب آگیا اور اونکی نفرت کو دور کردیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے باپ ہمایون نے اس کارروائی کا راستہ کچھ پہلے ہی کھولدیا تہا ۔ کرنل ٹاڈ صاحب اپنی کتاب مین جو اونہون نے بڑے عالمانہ طرز پر لکھی ہے اور نہایت دلچسپ ہے اس کیفیت کو بیان کرتے ہین ۔ کہ جسطرح ہمایون چتور کی رانی کرناولی کا طرفدار ہوگیا تہا ۔ اور اوس سے اوس کی خدمت کرنے کا اقرار کرلیا تہا اس خدمت کو اوسنے بڑی وفاداری کے ساتھ انجام کو پہونچایا ۔ اور ہمیشہ اوسے پیاری اور نیک بہن کہتا رہا ۔ اور ایسے ہی اوسنے راجہ بہاری مل والے امیر پدر بہگوانداس کو بہی رفیق کرلیا تہا جس کا ذکر کئی جگہ اس کتاب مین اوپر آچکا ہے ۔

اکبر نے اسکے بعد اوس کی بیٹی سے شادی کی ۔ اور جب اوسکا راجہائے امبر (یعنی جیپور) سے اس طرح رشتہ ہوگیا تو بہگوانداس اور اوسکے بھتیجے اور متبنے بیٹے مان سنگھہ کو جو اکبر کے سپہ سالارون مین سے ایک بڑے درجہ کا سردار تہا اکبر اپنا سچا اور پکا دوست شمار کرنے لگا ۔ کرنل ٹاڈ صاحب بہگوانداس کا ایک اور مقام پر ذکر کرکے لکھتے ہین کہ وہ اکبر کا دوست تہا اور اکبر ایسے لوگون کو اپنی حکومت

سے وابستہ کرنیکی قدر وقیمت کو پہچانتا تہا" اور وہ یہ بہی کہتے ہین کہ بہت ہی تہوڑے لوگ ایسے گذرے ہین جن کو راجپوتانہ کے راجاؤن کی اصلی خواہشون کو دریافت کرنے کے اکبر سے زیادہ موقعے ملے ہون۔ مگر بہگوانداس کے نام سے لوگون کو بڑی نفرت ہے کیونکہ یہی پہلا شخص ہے کہ جس نے اہل اسلام سے رشتہ مصاہرت پیدا کیا اور بیٹی دینے کا قاعدہ نکالکر راجپوتون کی خالص ذات مین بٹا لگایا" تعصب تو ہمیشہ ہی سخت ہوا کرتا ہے مگر ذات پات کا تعصب سب تعصبون سے بڑہ کر ہے۔

راجپوتانہ کے راجاؤن مین راجہ بہگوانداس اور اوسکے بہتیجے سے بڑے دل ودماغ کے راجے کبہی نہین پیدا ہوے۔ اکبر سے جو اونکا بڑا گہرا اتحاد ہوگیا تہا اس بات نے اور سب باتون کی نسبت اس امر پر بہت زیادہ اثر کیا کہ راجپوت مغلون کی حکومت کو مان گئے۔ پہر اس اتحاد کو اوسوقت اور بہی استحکام ہوگیا جب کہ حسب مذکورہ بالا شاہزادہ سلیم کے راجہ بہگوانداس کی بیٹی سے شادی ہوئی۔ اکبر کی حکومت کا رعب داب جو اس بہادر قوم پر تہا اس کا حال اوس مختصر تحریر سے مترشح ہوتا ہے جسے کرنل ٹاڈ صاحب نے جو راجپوتون کی تعریف و توصیف کرنے مین راجپوتون کا جامہ پہنے ہوے ہین اور خود راجپوتون کی بہ نسبت وہ اونکے زیادہ مداح ہین۔ اکبر کے بیان مین قلمبند کیا ہے۔

ٹاڈ صاحب لکہتے ہین کہ "راجپوتون کی آزادی کو چہین کر او نہین جس نے سب سے پہلے ٹہیک اپنا مطیع اور تابع بنایا وہ مغلیہ سلطنت کا اصلی بانی اکبر بادشاہ تہا

اس مقصد کے حصول مین اوسے اپنے اوصاف جلیلہ سے بڑی زبردست مددملی تھی۔ اوسے مخلوق کے طبعی میلانون کے پہچاننے مین بڑا ملکہ تہا اور اون باتون کو خوب جانتا تہا کہ جس سے کسی کا دل کام کرنے کی طرف بہت جلد برانگیختہ ہوجاتا ہے اوہین اوصاف کے باعث اوسنے اوس مسی زنجیر کو جس سے اوس نے راجپوتون کو اپنی اطاعت کے پہندے مین جکڑا تہا خوبصورت سنہری کردیا تہا۔ اس سے وہ ان زنجیرون کے عادی ہوگئے۔ اور اون کو ہمیشہ کے لئے اطاعت کی عادت پڑگئی۔ خصوصاً اوس وقت اس عادت کا بڑا ظہور ہوا کہ جب بادشاہون نے اپنے قومی جاہ و جلال کے اظہار کے لئے اپنی طاقت کو خرچ کیا۔

یا اس سے بھی بڑہ کر بڑے بڑے کامون اور نفسانی خواہشون مین اوس سے اپنا کام لیا" ہمارے نزدیک کرنل ٹاڈ صاحب اکبر کے اوس اصول کو نہ سمجھ سکے جو اوسکے تمام کامون مین سرایت کئے ہوئے تہا۔ یعنی وہ ملکون کو اسلئے فتح کرتا تہا کہ اون مین اتفاق و اتحاد پیدا کرسکے اسیواسطے اوہنون نے اکبر کو ایسا ہی سمجھ کر جیسا کہ وہ اپنے پہلے افغان اور پٹہان بادشاہون کو سمجھتا تہا اوسکے فتوحات اور کشورکشائی کے سبب سے اوس پر حملہ کیا ہے مگر پہر بھی کرنل ٹاڈ صاحب نے اس بات کو مجبوراً تسلیم کیا ہے کہ جو اکبر نے بلند حوصلگی کے باعث مخلوق کے دلون پر زخم لگائے تھے آخر کار وہ اوسکے اچھا کرنے مین کامیاب ہوا۔ اور اس سبب سے عالم مین اوس کی ایسی نیکنامی کی تعریف و توصیف پہیلی کہ اوسکے قوم مین کسی کی ویسی کبھی نہ ہوئی تہی"

مجھے اس بات کے تو کہنے کی ضرورت نہین معلوم ہوئی کہ اگر بادشاہی اور سلطنت کا مقصد اعظم مخلوق کی خوش حالی اور فارغ البالی ہے اور اس مقصد کے حصول مین اتفاق اور اتحاد کا فتوحات کے ذریعہ سے پیدا کرنا پڑتا ہے تو اسوجہ سے کشورکشائی اور ملک گیری ایک جائز کام ہو جاتا ہے۔ اکبر نے راجپوتانہ کو اسلیئے نہین فتح کیا تھا کہ وہ وہان پر حکومت کرے۔ بلکہ اسلئے فتح کیاتھا کہ تمام راجپوت راجا اپنی اپنی حکومتون مین ایسے امن چین اور خوشحالی کے ساتھ بیٹھے رہین۔ کہ

جودہپور کے راجا اودے سنگھ کی بیٹی سے جو اوس وقت وہان کا راجہ اور تمام راجپوت راجاؤن مین سب سے زبردست تھا اکبر نے اپنے بیٹے سلیم سے بیاہ کیا تھا۔ اس رانی کے پیٹ سے ایک بیٹا پیدا ہوا جو اپنے باپ کے بعد شاہجہان کے نام سے ہندوستان کا بادشاہ ہوا۔ اور راجپوت خون کے سبب سے اوسے وہ رتبہ حاصل ہوا کہ جس کا اس سے پیشتر ہندوستان مین کسی نے کان سے ذکر بھی نہین سنا تھا۔ اس شادی کی نسبت جس کا ایسا اچھا نتیجہ ہوا۔ کرنل ٹاڈ صاحب لکھتے ہین کہ اکبر نے رشوت دیکر راجا کی بیٹی لی تھی اور چار صوبے اوسے دے تھے جس سے مارواڑ (جودہپور) کی عملداری دوچند ہوگئی تھی۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ امیر اور مارواڑ کی اس طرز کو دیکھکر اور طمع اور حرص نفسانی سے مجبور ہو کر راجستان کے چھوٹے چھوٹے سردار جن کی رعایا بکثرت اور بہادر تھی دہلی کے جائز اور خود رائے بادشاہون کی طرح ہوگئے۔ اور اسی انقلاب کے سبب سے اکثر کے مراتب اور مدارج مین ترقی ہوگئی۔

سچ ہے جو اس مغلیہ تاریخ نویس نے کہا ہے کہ وہ سب کے سب تخت مغلیہ کے مددگار اور اوسکے زیور اور زینت وزیب دینے والے تھے۔"

واقعی حسن انصاف کے ساتھ اکبر کی پالسی کا حال راجپوتانہ اور راجپوت سرداروں کے ساتھ اس مورخ نے بیان کیا ہے جو راجپوتوں کا بڑا پکا طرفدار ہے اوس سے بڑھکر کوئی دوسرا نہین لکھتا ہے اسلیے مین اسی پر اکتفا کرتا ہون۔

مگر مین بادشاہ کی شادیوں کی نسبت اسقدر بیان کرنا چاہتا ہون کہ اکبر کی اگرچہ کتنی ہی بی بیان تہین مگر آٹھ کا ذکر کتابون مین لکھا ہوا پایا جاتا ہے اوسکے پہلی بی بی اوسکی چچا ہندال مرزا کی بیٹی تھی۔ اس بی بی سے کوئی اولاد نہین ہوئی اور وہ اکبر کے بعد بھی جیتی رہی اور ۸۴ برس کی عمر مین مری۔ اوس کی دوسری بی بی بابر کی نواسی تھی اور اسکے ساتھ شادی ہونے سے پیشتر مرزا نور الدین محمد سے شادی کر چکی تھی۔ یہہ بیگم شاعرہ تھی اور اس کا تخلص مخفی تہا۔ اوس کی تیسری بی بی راجہ بہاری مل کی بیٹی اور راجہ بھگوانداس کی بہن تھی اس سے اوسنے سنہ ۱۵۶۱ع مین بیاہ کیا تہا۔ اوس کی چوتھی بی بی اپنے حسن و جمال مین بڑی مشہور تھی اور عبد الواسع سے پہلے نکاح کر چکی تھی۔ پانچوین بی بی جہانگیر کی مان جودہا بائی جودھپور کی رانی تھی۔ اور چونکہ ولیعہد کی مان تھی اس لیے حرم سرا مین اوس کا سب سے بڑا مرتبہ تہا۔ باقی چھٹی ساتوین آٹھوین بی بیان سب مسلمان تہین۔

ملک کے اندرونی انتظامات مین سے اکبر کے قواعد تحصیل مالگذاری کی طرف

بڑی بہاری توجہ تھی۔ اوسوقت مالگذاری کا ایک قاعدہ جاری تھا جسے شیر شاہ نے جسنے اوسکے باپ کو شکست دیکر نکالدیا تھا ایجاد کیا تھا اس انتظام کے اصول جن پر اسکی بنیاد تھی یہ ہین کہ اول زمین کی ٹھیک ٹھیک پیمایش کی جائے دوسرے ہر بیگہ کی مقدار پیداوار کا اوسط دریافت کیا جائے۔ تیسرے یہ کہ اوس پیداوار مین سے سرکار کو کونسا فی بیگہہ حصّہ لینا چاہیئے۔ چوتھے یہ کہ اس حصّہ کی قیمت روپیون مین کیا ہوگی اوسکو تحقیق کیا جائے۔ اکبر نے اس اصول مین کوئی دست اندازی نہین کی۔ بلکہ اوسنے چاہا کہ اوسے ترقی دیجائے اسلیئے اوسنے سب جگہہ ایک ہی قواعد اور پیمانہ جاری کیئے اور جو جو اختلافات کہ اون کے برتاؤ مین ابتک جاری تھے اون سب کو موقوف کردیا۔

آئین اکبری مین لکھا ہے کہ جب یہ قابل تعریف قواعد جاری ہوگئے۔ تو عمال اور تحصیلدارون کے دل مین جو جو تذبذب اور شک وشبہ تشخیص جمع کی نسبت رہا کرتے تھے وہ دور ہوگئے۔ اور رعایا پر جو اقسام اقسام کے ظلم وستم ہوتے تھے اونہین اوس سے نجات ملگئی۔ اور اسی کے ساتھ شاہی آمدنی مین اضافہ ہوگیا اور سرکار کو بڑا فائدہ پہونچا۔ پھر اسی پیمایش کے آلات وہ اختیار کیئے جو نہایت عمدہ تھے۔ اور جسقدر سلطنت کی قابل الزراعت آراضی تھی اوس کا جدید بندوبست اونہین آلات کی روسے کرایا۔ آئین اکبری مین ہے کہ وہ فی بیگہہ دس سیر غلہ حق شاہی کے طور پر رعایا سے لیا کرتا تھا لیکن اخیر عہد مین اس غلہ کے بجائے روپیہ لینے کا قاعدہ جاری ہوگیا تھا سوائے اسکے ہر ایک ضلع مین اکبر نے گودام ہنوا رکھے تھے وہان سرکاری جانورون

کو گھاس دانہ دیا جاتا اور اوس مین غلہ جمع رہتا کہ کاشتکارون کو اوس سے غلہ تخم ریزی کے لئے دیا جائے۔ اور اگر کبھی قحط پڑ جاے تو غریبون کو کھلایا جائے۔ پھر ان گوداموں کے داروغہ ایسے لوگ مقرر کئے تھے کہ جن کی ایمانداری اور دیانت داری جانچ پڑتال لی جاتی تہی

سلطنت کے ابتدائی عہد مین باعتبار زرخیزی اور ترو تازگی کے زمین کی تین قسمین کی گئی تہین۔ اور ہر ایک قسم کی اراضی کے ایک ایک بگیہ کی پیداوار دریافت کرکے ان تینون مقدار کو جمع کرتے تھے۔ اوس کا اوسط سرکاری جمع مقرر کی گئی تھی۔ مگر مزارع کو اختیار رہتا کہ اگر وہ اس اوسط سے ناراض ہو تو اپنے کھڑی کہیتی کا کنکوت کرالے۔ اور اوس کے مطابق سرکاری جمع ادا کرے اسطرح ادائے مالگذاری کی صحیح مقدار زمین کی حیثیت کے بموجب دریافت کرنے کے لئے زمین کی پانچ قسمین کی گئی تہین۔ اور اوس مین حوادث ناگہانی مثلاً غرقابی وغیرہ سے جو نقصانات ہوتے تھے اوس کا بھی خیال کیا گیا تہا اس کے سوا اور بھی قواعد باحتیاط تمام زمین کی حیثیت دریافت کرنے کیواسطے بنائے گئے تھے۔ اور ان سب کا مقصد یہ تھا۔ کہ وصول مالگذاری مین نہ تو سرکار کو نقصان رہے اور نہ مزارع اور زمیندار کو تکلیف پھونچے۔ دونو سرکار اور مزارع کے لئے ایک ہی سادہ قاعدہ جاری ہو جائے۔

جیسا کہ مین اوپر ذکر کرچکا ہون جب حکومت کو استقلال ہو گیا تو رفتہ رفتہ ادائے مالگذاری سرکاری کی تعداد مقرر کرنے کے واسطے اچھے قواعد جاری ہو گئے

اس تعین مقدار کے واسطے پیمایش کے وقت سے پیشتر اکبر کی حکومت کو جو انیس برس گذر چکے تھے۔ اوس تمام مدت کے نقشجات قیمت پیداوار کی تمام دیہات کے مقدمون سے طلب کیئے اور اون کی قیمتین لیکر اوسط نکالا گیا۔ اور پیداوار کی قیمت نرخ موجودہ کے بموجب معین کی گئی پہلے پہل تو یہ بندوبست سال بسال ہوا کرتا تھا۔ مگر ہر سال کے نئے نرخون مین بڑی دقت پڑا کرتی تہی اس لئے دس سال کے واسطے بندوبست کردیا گیا۔ اور اوس کی بنیاد پچھلے دس سال کے اوسط پر رکھی گئی۔

اس زراعت اور کاشتکاری کی کامل انتظام کے واسطے اکبر نے اسی کے ساتھ ساتھ مالگذاری وصول کرنے کے لئے ملک کی نئے تقسیم کی اور ملک کے ایسے حصّہ کئے کہ جن مین سے ہر ایک سے ایک کرور دام جو پچیس ہزار روپیہ کے برابر ہوتی تھی وصول کرتے تھے۔ ان قطعات کے اور جو شخص مالگذاری وصول کرنے کے واسطے مقرر ہوتا تھا اوسے کروری کہا کرتے تھے۔ جب کروری دو لاکھ دام وصول کر لیتا تو اوسے حکم تھا کہ زر مجتمعہ کو صدر خزانہ شاہی مین بہیجدے۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد پتہ ثابت ہوا کہ ملک کی اس نئی تقسیم سے جو صرف محاسبانہ خیالات پر مبنی تھی مالگذاری کے لین دین مین بڑی گڑبڑی پڑگئی ہے اور جو پورانے طریق چلے آتے تھے اور جسے ہندو سب سے زیادہ پسند کرتے تھے اوسکے سبب سے گڈبڈ ہوگئے ہین۔ اس سبب لئے کچھ دنون کے امتحان کے بعد اس مصنوعی تقسیم کو موقوف کیا۔ اور وہی یہانکے لوگون کا پورانا طریق جاری کردیا جس کے بموجب زمین اپنی قدرتی زرخیزی وغیرہ کی حیثیت سے اور ملک کے مروجہ دیہاتی دستور

کے بموجب منقسم تھی۔

ٹھیکہ کے ذریعہ سے مالگذاری وصول کرنے کے باب مین جو ایک قسم کا ظلم ہے اکبر کی راے بالکل برخلاف تھی۔ اوسنے اپنے تحصیلداران مالگذاری کو خاص احکام دے رکھے تھے کہ حتی الامکان کاشتکار سے براہ راست معاملہ کیا کرین اور گانون کے مقدمون کو واسطہ نہ بنائین۔ یہہ ایک نئی ایجاد تھی اور گو اس کا منشا نہایت ہی اچھا تھا مگر ہمیشہ اس سے کام نہ چل سکتا تھا۔ ہندوستان مین رسم و رواج کی پابندی کو بڑا دخل ہے۔ رواج یہ چلا آتا تھا کہ گانون کے مقدم کے رعب داب کو مانا جاے جس سے عملاً یہ ضرور ہوا کہ اونہین تو گانون کے مقدم کو بھی کاشتکارون کے ساتھہ معاملہ کرنے مین شریک ہی کر لیا جاے۔

جب بادشاہ نے لوگون کی آراضی مقبوضہ کے حالات کی طرف توجہ کی تو اوسے نہ صرف یہی بات معلوم ہوئی کہ پچھلے بادشاہون نے آراضی لوگون کو اچھے اغراض کے لئے نہین دی ہے بلکہ اوسکے خود عامل اور کارپرداز بھی رشوت خوار ہین اور اقسام اقسام کے دغل فصل کر رہے ہین جس زمانہ مین کہ فیضی بادشاہ کے دربار مین داخل ہو گیا اور بادشاہ کے روبرو اوسکی کمال عزت و توقیر ہو گئی تو اوس سے کچھہ ہی عرصہ کے بعد یہ خرابیان اور برائیان اکبر کے دل پر کھل گئین اور جب اوسے یہ معلوم ہوا کہ ان خرابیون کے بڑے بڑے ایسے لوگ مرتکب ہین جو اپنے آپ کو نہایت ہی مقدس مخلوق مین ظاہر کر رہے ہین تو اوسکے دل پر ایک ہول طاری ہو گیا اوسکی

بعد اوسنے ان لوگون کو ملک کو نکالنا شروع کردیا۔ اور اوس کے بعد اچھی طرح سے سررشتہ مین ان معاملات کی تحقیقات کرائی۔ چار قسم کے لوگ اوسوقت ایسے خیال کئے جاتے تھے کہ جن کی سرکار کو مدد کرنا لازم سمجھا جاتا تھا۔ ان مین سے اوّل طبقہ تو اون لوگون کا تھا کہ جو تحصیل علوم و فنون مین اپنی عمر کو صرف کرتی تھی مگر اونکی آمدنی کی کوئی وسائل نہ تھے۔ اسلیئے یہ مناسب سمجھا گیا تھا کہ ان لوگون کو اپنے کھانے پینے کے سامان پیدا کرنے کے واسطے تفکرات مین پہنسنے سے بچایا جاے اور سرکار ان کے مدد کرے۔ دوسرے درجہ مین وہ لوگ تھے کہ اپنی نفس کشی کے لئے ریاضت کرتے اور ہوا وہوس بشری سے بچنے کے واسطے دنیاوارون کی صحبت سے عزلت گزین ہو گئے تھے۔ تیسرا گروہ غربا اور مساکین کا تہا جو ضعف جسمانی کے سبب سے محنت مزدوری کے لایق نہ تھے۔ چوتھے طبقہ مین وہ معزز شریف النسب اور خاندانی لوگ تھے جو بے علمی کی وجہ سے اس لایق نہ تھے کہ کسی پیشہ سے کچھہ پیدا کرکے اپنی بسر اوقات کرسکین۔

اب ایک تجربہ کار آدمی کو جس کی نسبت یہ سمجھہ لیا گیا تھا کہ وہ اس سررشتہ کے اغراض کو صحیح صحیح سمجھتا ہے اکبر نے اس غرض سے مقرر کیا کہ ان چارون اقسام کے عرضی گذارون کے حالات کی تحقیقات کیا کرے اس شخص کے عہدہ کا نام صدر تھا اور اوس کا درجہ تمام قضات اور عدالت کے حاکمون سے بڑا تھا۔ جب فیضی کی راے کے بموجب تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ سررشتہ کا سررشتہ ہی رشوت

ستانی اور خرابیون کا آتشکدہ بنا ہوا ہے۔ اکبر نے اس پر تمام عہدہ دارون کو صدر سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے قاضی تک کو بھی نکال باہر کیا اور دوسرے گروہون کے آدمیون کو اس سررشتہ مین مقرر کیا اور اونکی خدمات کو سخت ضوابط و قواعد سے محدود کر دیا کہ جس سے وہ ایک معین احاطہ سے تجاوز نہ کر سکین۔

مگر چونکہ بادشاہون کا قاعدہ ہوا کرتا ہے کہ جو کوئی سرکاری خدمتون کو اچھی طرح بجا لائے اوسکو انعام و اکرام دیا کرتے ہین۔ اکبر چاہتا تھا کہ جن لوگون نے اوسکے لئے کارہائے نمایان کئے ہین اونکو بڑی بڑی جاگیرین عطا کرے اسیلئے اوسنے کچھہ زمینین اون لوگون کو کچھہ دنون کے لئے عطا کین جنہین وہ کچھہ روپیہ دینا چاہتا تہا۔ اوسنے دیکھا کہ پہلے بادشاہون مین سے شیر شاہ جو سب سے آخر مین بڑا بادشاہ ہوا ہے اور جس نے اوسکے باپ ہمایون کو ہندوستان سے نکالدیا تہا اپنے خاص ہوا خواہون کو جن مین اکثر افغان نسل سے تھے بڑے فیاضانہ اور مسرفانہ طور پر جاگیرین دی ہین۔ اکبر نے اون کی تحقیقات کرائی کہ یہ جاگیرین کس طور پر دی گئی تہین اور اکثر ایسا ہوا کہ اون سے جاگیرین لے لیکر اپنے خاص رفقا کو عنایت کر دین۔

اس امر مین اوسنے صرف اوسی قواعد پر عمل کیا جو اوس سے پیشتر کے بادشاہون نے بیان کر دکھایا تہا۔ بلکہ اوس کو پیشتر کے بادشاہون سے اس نظیر پر عمل کرنے کے لئے زیادہ حق پہنچتا تہا۔ کیونکہ جو اراضی فرمانون مین بطور جاگیر کے لکھی ہوئی تھی بہت ہی کم ایسا ہوتا تہا کہ اراضی مقبوضہ سے اوسکے حدود مطابق ہوتے ہون

پھر اسکے سوا فرامین کی عبارت کبھی کبھی ایسی ذو معنین لکھی ہوتی تھی کہ جاگیر دار اوس تمام آراضی کو لے سکتا تھا۔ جسے وہ قاضیون کو اور صوبہ کے صدر کو کچھہ دے دلاکر اپنے قبضہ مین لاسکتا تھا۔ اسلئے بہ نظر انصاف اور بغرض مفاد سرکار ورعایا اوسے کامل حق حاصل تھا کہ تحقیقات کامل کے بعد جو آراضی جاگیر دار کے پاس زیادہ نکلے اوسے واپس لیلے۔ علاوہ برین اوسے یہ بھی معلوم ہوا کہ علما فضلا نے جن سے اکبر کو دلی نفرت تھی اور جن کا طبقہ پچھلے تاریخ کے آدمیون مین سے انجیل کے فریسی فرقہ کے لوگون سے بہت کچھہ مشابہ ہے اوسکے ایام نابالغیت مین اور اون تحقیقاتون سے پیشتر جو فیضی کی تحریک پر کیگئی تھین بازادی تمام بہت کچھہ فائدہ اوٹھا لیا ہے اسلئے اونکے حقوق کی نسبت اوسنے نہایت ہی سختی کے ساتھہ تحقیقاتین کرائین اور جب اونکی خطائین ثابت ہوگئین یا اوسے یقین ہوگیا کہ اونھون نے بے ایمانی سے جاگیرین حاصل کرلی ہین تو اوہنین اون سے چہین لیا۔ اور اون لوگون کو سندہ کے ملک مین بھیجکر یا بنگالہ کو نکالدیا جہان کی آب وہوا اوس زمانہ مین نہایت ہی خراب مشہور تھی۔ پھر جس زمانہ مین کہ یہ اصلاحین ہورہی تہین اوس نے صدر کے اختیارات بہت کچھہ گھٹا دئے۔ اور جو اختیارات کہ اب تک اوس سررشتہ کو حاصل تھے اون کا بڑا حصہ خود اپنے ہاتہہ مین لے لیا۔

ہندوستان کے ملکی معاملات مین اکبر کی اصلاحون سے جو نتیجہ پیدا ہوا اور جن جن باتون کے پیدا ہونے کے آثار اوس سے عموماً پائے جاتے تھے اون کی

نسبت ایک بڑا نامی گرامی مورخ اپنی راے اسطرح بیان کرتا ہے کہ اگرچہ اوس زمانہ کی رعایا کو اون اصلاحون سے خوشحالی اور فارغ البالی مین بہت کچھ ترقیان نصیب ہوئین۔ مگر اون ترمیمون کے اصول کچھ ایسے نہ تھے کہ جن سے ترقی متواتر جاری رہی اور دیہاتیون اور مزارعین کے فرقہ کو اوس سے کوئی ایسی امید نہین ہوسکتی تہی کہ وہ دوسرے پیشون کو بھی کرنے لگین یا اپنے ہی پیشہ مین کوئی کوئی لوگ اپنی محنت مزدوری سے کچھہ سربلندی حاصل کرلین۔ مگر مجھے کسیقدر شرم وحجاب اور نیز مصنف کے نہایت ادب واحترام کے ساتھہ اوس کی راے سے اس باب مین اختلاف ہے یہ تو مان لیا گیا ہے کہ اکبر نے اپنے زمانہ کے لوگون کے عیش وراحت اور خوشحالی مین ترقی دی تہی۔ اور ملک آسودہ ومرفہ الحال ہوگیا تہا۔ اب رہا یہ کہ الفنسٹن صاحب کے بتاے ہوئے طریق کو اوسنے کیون نہ اختیار کیا اوس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کرتا تو وہ اصول برباد ہوجاتے کہ جو اوس زمانہ کے ہندو رعایا کے ابقا کے لئے نہایت ہی اہم اور ضروری تھی اکبر نے جس وقت چاہا تہا کہ گاؤن کے مقدم اور چودہریوان کو چھوڑکر براہ راست کاشتکارون سے کارروائی کیجاے تو اوسوقت وہ اس خطرناک موقع کے قریب پہونچ گیا تھا۔ لیکن اوسنے جلد اس بات کو دریافت کرلیا کہ دیہات کے دستور اور رسم ورواج کی پابندی کرنے سے جو ملک کا ایک قانون سا ہوگیا ہے بڑی ہوشیاری ودور اندیشی اور نہایت احتیاط سے کارروائی ہوسکتی ہے اسلئے اوسنے اپنے حکم کو منسوخ کردیا۔

اکبر کا مالگذاری و خزانہ اور سکہ کے معاملات مین بڑا مشیر اور صلاح کار راجہ ٹوڈرمل تہا۔ جس کا کہ مین پیشتر گذشتہ باب مین ذکر کر چکا ہون۔ یہہ شخص بہت بڑا لایق تہا۔ اور اوس کی دیانتداری اوس کے معاملات سے معلوم ہو گئی تھی۔ اور اگرچہ ایک مسلمان بادشاہ کے دربار کا ملازم تہا۔ مگر پکا ہندو تہا اور اپنے مذہب کے تمام دستورات کو اچھی طرح سے برتتا تہا۔ ایک مرتبہ جب وہ اکبر کے ساتہہ پنجاب کو گیا تہا تو کہین جلدی مین چلتے وقت اپنی پرستش کے دیوتاؤن کا لیجانا بہول گیا۔ چونکہ اوسکا قاعدہ تہا کہ اپنی معمولی روزانہ پوجا کے بدون کوئی کام نہین کرتا تہا۔ اس لئے اوسنے کئی روز تک نہ کہانا کہایا نہ پانی پیا جس سے آخرکار مشکل سے بادشاہ نے خود اوسے منایا پہسلایا اور تشفی کر کے اوسکے رنج کو رفع کیا۔

اب فوج کا حال سنئے۔ اکبر کے فوج کا بڑا حصہ سوارون کی فوج تہی اور لڑائی کی صف آرائی مین ہاتی بہی بڑی بہاری چیز سمجہی جاتی تہی۔ یہ قاعدہ سا ہو گیا تہا کہ لڑائی کے وقت ہاتہیون کے ہونے سے یہ سمجہا جاتا تہا کہ بادشاہ بہی اس وقت خود بذات خاص موجود ہے۔ اور اتنا تو ضروری خیال ہوتا تہا کہ اگر لڑائی کے وقت ہاتی نہ ہوتے تو مخلوق جان لیتی تہی کہ بادشاہ ہی میدان جنگ مین نہین ہے۔ پچھلے باب مین مینے ایک قصہ بیان کیا ہے جس مین کہ اکبر کے ایک بڑے خوفناک دشمن کو اسی مشہور و معروف اور مانے ہوئے خیال کے سبب سے غلطی ہوئی تہی اور اکبر کو اوس سے فائدہ پہونچا تہا۔

اکبر کی سلطنت کا وہ حصہ جو کوہستان ہندہیاچل کے شمال مین تہا بارہ صوبون مین منقسم تہا۔ اور ہر ایک حصہ پر ایک صوبہ دار حکومت کرتا تہا جو اپنے کاروبار کی نسبت براہ راست بادشاہ کے ماتحت ہوتا تہا۔ وہ اوسوقت تک بحال رہ سکتا تہا جبتک کہ اوس کا چال چلن اچھا رہے اور اوس پر یہ لازم تہا کہ اپنے آقا کے احکام کی تعمیل ہر ایک معاملہ مین بخوبی کرتا رہے اس کی ماتحتی مین چند فوجی افسر ملقب بہ لقب فوجدار رہا کرتے تھے۔ ان لوگون کی خدمات اوس طرح کی ہوتی تہین کہ جیسے کسی پولس کے افسر اور فوج کے کمانڈر کے ہوا کرتی ہین۔ اور اون کا یہ کام تہا کہ اپنے اپنے اضلاع مفوضہ مین امن وامان قایم رکھین۔ اور فوجی آدمیون کی اپنے ضلعون مین نگرانی کرتے رہین۔ اور جو باقاعدہ فوج وہان رہتی ہے اون کی کمان کیا کرین اور اگر فتنہ وفساد کہین پیدا ہو تو اوسے فرو کرتے رہا کرین۔

معاملات ومقدمات رعایا کے فیصلہ کے واسطے اکبر کے افسرون کے لئے بھی وہی آئین وقوانین معین تھے جو افغان بادشاہون کے وقت سے چلے آتے تہے۔ ان قوانین کی بنیاد قرآن شریف پر تہی۔ مگر اکثر مثالین ایسی پائی جاتی ہین کہ آیات قرآنیہ کے صریحی معانی سے جن کی صورت بدلی ہوئی تہی علاوہ برین جہان کہین کہ اس قانون مین سختی ہوتی تہی تو اوسے خود بادشاہ کی یا اوس کے مشیرون کی ہدایات کے بموجب بدلدیا جاتا تہا۔ ان ہدایتون مین بڑی بات یہ ہوتی تہی کہ معاملات کا تصفیہ عدالت وانصاف اور ترحم کے ساتھ کیا جائے۔ بڑے بڑے عہدہ دارون

کو حکم تھا کہ حتی الامکان موت کی سزا کسی کو نہ دیا کرین - ایک مرتبہ گجرات کے صوبہ دار کو
جو دارالسلطنت سے بہت دور پر تھا شاہی فرمان مین یہ تاکید کی گئی تھی - کہ اگر خطرناک
بغاوت کے سوا اور کوئی معاملہ ہو تو اُسے اوسوقت تک کہ دربار شاہی سے منظوری
حاصل نہ ہوجائے کسی حالت مین قتل و قصاص کا اختیار نہین ہے -
اب رہا وہ حصّہ کوہستان ہندہیاچل کے جنوب یا دکن مین ممالک محروسہ شاہی کا
واقع تھا اوس کی ابتدا مین تین صوبہ تھے - لیکن جب یہ نہین اور صوبی اور اضلاع فتح
ہوگئے تھے تو اون کی تعداد چھہ ہوگئی تھی - اکبر کی وفات کے بعد ان سب صوبون کا
ایک ہی سردار صوبہ دار کے نام سے معین تھا جسے بعد مین نظام کا لقب عطا کیا
گیا تھا - اسکے ساتھہ جو اس کا ماتحت ہوا کرتا تھا ایک اور عہدہ دار دیوان کے لقب سے
مقرر ہوتا تھا جس کا کام یہ تھا کہ وہ خزانہ اور روپیہ کے حساب و کتاب کا انتظام کیا
کرے اکبر بڑی شان و شوکت و جاہ و جلال کا بادشاہ تھا - اگرچہ وہ عادات و اطوار
مین سیدھا سادہ اور فخر و مباہات کا کچھہ شایق نہ تھا مگر برطانیہ عظمی کے اوّل درجہ
کے ویسراے کی طرح وہ اس بات کو بخوبی جانتا تھا کہ ممالک مشرقی کے لوگون
پر حکومت کرنے کے لئے نمایش اور چمک بھڑک بھی ایک جز اعظم اور نہایت
ہی اہم چیز ہے - اور یہ ضروری ہے کہ رعایا کو قدرت و جبروت کا خاص نمونہ دکھا دینے
کے لئے آنکھون کو اوس شخص کے گرد چمک دمک اور جاہ و جلال دکھایا جاے
جس کی نظر کا اشارہ قضا و قدر کی شان دکھاتا ہے اور جسے وہ سمجھتے ہین کہ دنیا مین

قادر مطلق کے اوصاف جلیلہ مجسم ہوکر اوس کی شکل مین اون کے سامنے آ گئے ہین یہ بات جو ہم کہتے ہین فقط خیال اور توہم ہی نہین ہے بلکہ اسوقت تک بھی ہندوستان کے لوگ اپنے کامون مین جو نمایش کیا کرتے ہین اون سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اونکے دماغون مین یہ خیالات کیسے بیٹھے ہوئے ہین جو شخص صاحب مقدرت اور ذی اختیار ہو اور مخلوق مین اوسکو بڑا اقتدار اور حکومت مل گئی ہو تو وہ اوسے ان داتا اور ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ تک سمجھتے ہین - اوس کے حکم کو جانتے ہین کہ اونکے لئے وہ ہی طالع کا اقبال وادبار ہے اور اوسی سے خوشحالی اور راحت میسر آتی ہے اوسی سے پریشانی اون کو ستاتی ہے - اونکو تمنا ہوتی ہے کہ میلہ اور تہوارون کے دن یہ شخص جو تمام سپید وسیاہ کا مالک ہے اپنے لوازم شاہانہ اور سطوت ملوکانہ کو دکھائی اور بڑی دھوم دھام اور جاہ وجلال کے ساتھ جس سے جلوہ شاہی ظاہر ہوتا ہو نکل کر اون کی نظر کے سامنے آئے - اور اکبر بھی اس بات کو بخوبی سمجھتا تھا اور اوسی کے مطابق عمل کیا کرتا تھا۔

آئین اکبری کا مصنف ہی اوسکے میلون اور تہوارون کے تعجب انگیز جاہ وجلال اور شان شوکت کا حال ہمین نہین سناتا ہے بلکہ اور بھی ہندوستانی مورخ بیان کرتے ہین کہ اوسکے پانچ ہزار ہاتی اور بارہ ہزار سواری کے گھوڑے تھے اوس کے لشکرگاہ کے سامان مین خیمہ ڈیرے نہایت عالیشان اور مکلف مخملی واطلسی وغیرہ بیش بہا کپڑون اور نہایت بھڑکدار رنگ برنگ کے بنائے جاتے تھے - ان ڈیرون

مین دربار کے لئے بڑے بڑے دیوانخانہ کہانے کے واسطے اچھے اچھے کمرے اور تفریح طبع کے کامون کے لئے برآمدے اور آرام واستراحت کی خاطر حجرے ہوتے تھے۔ مورخ بیان کرتے ہین کہ خاص خاص تہوارون کے دن بادشاہ خود آکر ایک نہایت شاندار خیمہ مین جلوہ افروز ہوتا اور اوس کے وسط مین بیٹھتا۔ یہہ خیمہ چارون طرف سے کہلا ہوتا تھا اور اوسکے بیچ مین نہایت ہی ملایم اور نرم چیزون کا بنا ہوا قالین بچھایا جاتا اور اس قدر لمبا چوڑا ہوتا کہ کم از کم ایک ایکر یعنی ۴۸۴۰ مربع گز زمین اوس سے گہری تہی۔ یہان اراکین اور امراے سلطنت حاضر ہوتے اور بادشاہ کے سلام سے مشرف حاصل کرتے تھے۔ یہ لوگ بھی خیمون مین ہی قیام پذیر ہوتے تھے جو بادشاہ کے خیمہ سے صرف درجہ مین کم ہوتے تھے۔ جب سب لوگ اکٹھے ہو جاتے تو اونکے سامنے بادشاہ کے تلنے کی رسم عمل مین آتی بادشاہ قسم قسم کے اشیا سے تلتا اور وہ چیزین خواہشمندون کو تقسیم کردی جاتی تہین۔ بادشاہ کے عمر کے سالون کی جسقدر تعداد ہوتی اوسیقدر بہیڑ بکری اور پرندے اون جانورون کے کھانے والون کو دیدیے جاتے اور کسی قدر چھوٹے چھوٹے جانور چھوڑ بھی دیے جاتے تھے بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے بھی بادام اور اور چھوٹے چھوٹے میوہ اپنے درباریون کو تقسیم کیا کرتا تھا۔

جب کبھی کوئی بڑے تہوار کا دن ہوتا تو اکبر خود آکر تخت پر رونق افروز ہوتا جو اس وقت الماس و ہیرون سے چمکتا ہوتا۔ اور اوسکے چارون طرف بڑے بڑے

بڑے اراکین سلطنت اپنے شاندار لباس پہنے ہوئے موجود ہوتے تھے پھر
اوس کے سامنے سے جلوس وغیرہ کا سامان گذرتا۔ ہاتی آتے جنکے سر اور سینہ
پر لعل وجواہرات کی مرصع تختیان لگی ہوتین گھوڑے بڑے مزین اور خوبصورت
زینون سے سجے ہوئے گینڈے شیر پلنگ۔ چیتے۔ شکاری یوز شکاری کتے
باجرہ۔ اور سب سے پیچھے خوشنما لباسون سے آراستہ وپیراستہ گھوڑونکے سوار گذرا
کرتے تھے یہ کوئی ایک خیالی پلاؤ نہین ہے بلکہ مسٹر ہاکنس ومسٹر رو ومسٹر ٹیری
نے اکبر کے بعد جو اوس کا بیٹا بادشاہ ہوا تہا اوسکے زمانہ مین ایسا ہی خود اپنی
آنکھون سے مشاہدہ کیا ہے۔ اور ان بڑے نامی گرامی سیاحون نے اس تماشے
کے جاہ وجلال کو بڑی شان وشوکت کے ساتھ رنگ برنگ کی تقریرون مین بیان کیا ہے
یہہ دہوم دہام صرف بڑی بڑی تقریبون کے ایام مین ہوا کرتے تھے معمولی
دنون مین اکبر بالکل سیدہا سادہا رہتا کوئی بناوٹ نہ کرتا سنجیدگی اوسکے بیان سے
دکھائی دیتی۔ اور ہمیشہ ایسی باتین کرتا جس مین ریا اور بناوٹ کو کچھ دخل نہ ہوتا تہا اور
جو اوسکے کئے ہوئے کامون سے ابتک نمایان ہو رہی ہین اوسکے کام کیا تھے
یہی تھے کہ سلطنت کے مختلف حصے ملکر ایک ہو جائین جنھین مسلمان فاتحون نے
چار سو برس سے جدا جدا کر رکھا تہا اور اس چار سو برس کے بعد بھی اوس کا انتظام
کچھ نہ ہوا تہا اور وہ حصے ملا کر ایک نہ کئے گئے تھے۔ ان چار سو برس مین افغان
بادشاہون نے قرآن کے اصولون کو آیات کے متعصبانہ اور خلاف مفہوم معانی لگاکر

ایسا توڑمروڑ لیا تہا کہ اوس سے یہان کے ہندو باشندون کی لوٹ کھسوٹ جائز کر رکھی تہی - ان مین سے سلطان فیروز شاہ جو اکبر سے پیشتر بڑا مہذب بادشاہ گذرا ہے اور ایک انگریز مورخ بھی اوسے انسانیت اور سخاوت و نیک مزاجی کے اوصاف سے موصوف بتایا ہے اوس ایذادہی اور ستانے کا خود اقرار کرتا ہے کہ جس سے وہ اسلام نہ قبول کرنے والون کے ساتھ پیش آیا کرتا تہا - ان قواعد کو جنکے بموجب کسی کے اعتقادات کی وجہ سے اوسے ایذا پہونچائی جاتی تھی اور اکبر کی تخت نشینی کے وقت اون سے کوئی مزاحمت نہ رہی تہی اکبر نے خود ہی موقوف کر دیا - اکبر کا بڑا مقصد یہ تہا کہ سلسلہ اتحاد ایسا پیدا کرے کہ جس سے تمام ہندوستان ملکر ایک ہو جاوے - یہ تو وہ پہلے ہی جان گیا تہا کہ تمام لوگون کا ایک ہی مذہب مین آجانا غیر ممکن ہے اس لئے یہ اتحاد بجز اسکے اور کچھ نہین ہوسکتا تہا کہ اونکے مقاصد ملکر ایک ہو جائین اس مقصد کے پورا کرنے کے واسطے یہ ضرور تھا کہ پہلے ملک کو فتح کر لے - دوسرے یہ لازم تہا کہ جس قدر مذاہب اور اعتقادات ہین - اور جس قدر قادر مطلق کی عبادت اور پرستش کے طریق ہین اون سب کو عزت و حرمت کی نگاہ سے دیکھے اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے اوسنے مسلمانونکے دستورات کو لیا بلکہ کسیقدر بدل دیا - لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے حکم کے بجائے جسکے پردہ مین صدہا ظلم و ستم ایجاد کر لئے گئے ہین اوسنے لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ فی الارض کا کلمہ جاری کیا اور اس تبدیلی پر وہ دلیل یہ لایا کہ

جناب پیغمبر علیہ السلام توحید اور خدا کی وحدانیت بت پرستون کے سامنے بیان کرنے اور سکھانے کے لیئے آئے تھے اور ان لوگون کو بشارت دینے کے لیئے محمد صاحب خدا کے پیغمبر اور اوسکے رسول بنائے گئے تھے۔ مگر وہ قوانین جو اس پیغمبر نے ایجاد کیئے ہین اور قرآن مین اون کو مدون کیا ہے اونکا مطلب کچھہ ایسا لگایا جاتا ہے کہ توحید یزدانی کی تعلیم مخلوق کو بزور شمشیر سکھائی جائے ۔

مگر اکبر کی رائے مین اس غلط معانی لگا کر عمل کرنے سے نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ہندوستان مین تو یقیناً مسلمانون کو ناکامیابی ہوئی۔ اور اس ناکامیابی کی دلیل مسلمانونکے اوس سے پیشتر کے چارسو برس کی تاریخ تہی۔ اوس کی عمر کا ابھی اکیسوان ہی سال شروع ہوا تھا کہ اوس نے جان لیا کہ ایسے اصولون پر حکمرانی کرنے سے یقیناً حکومت بغیر دوسرون پر منتقل ہوئے بچ نہین سکتی ہین کہان تک اوسکے مقصد کو بار بار بیان کرون۔ اوس کا مقصد تو یہ تھا کہ سب کو اکٹھا کرے اور اونکے جھگڑون کو دور کرکے اونکو باہم ایک دوسرے سے وابستہ کر دے اور ایسے اصول جاری کرے کہ جس سے اوسکے تمام رعایا کے مقاصد ملکر متحد اور ایک دوسرے سے وابستہ ہو جائین۔ مگر اس قاعدہ اور اصول کی بنیاد اوسوقت تک قایم نہین ہوسکتی تہی جب تک کہ مسلمانونکے مذہب متذکرہ بالا مین کچھ تبدل و تغیر نہ کیا جاتا۔ محمد صلعم کے احکام کے لوگون نے معانی اور اور لگائے تھے اور اونکو اپنی جگہ پر کام مین نہین لایا جاتا تہا۔ جس کا نتیجہ بجز اسکے اور کچھ نہین ہوسکتا تہا کہ نااتفاقی اور عداوت لوگون کے دلون مین پیدا ہو۔ اسلیئے وہ اپنے زمانہ مین اور اپنے ایّام حکومت کیلئے خود پیغمبر کا قایم مقام

تہا۔ اوس قادر مطلق وحدہٗ لاشریک کے احکام ترحم آمیز اور فیاضانہ کے اظہار کا خود اپنے کندھون پر بوجھ لیا۔

اوسنے کہا کہ جب تک مین واسطہ ہون اوسوقت تک وہ مسلمانون کا مذہب جو اس وقت غالب ہو رہا ہے تلوار کا مذہب نہ ہونا چاہیئے بلکہ برخلاف اس کے وہ تمام مملکت ہند مین آفت رسیدون کے زخمی دلون پر مرہم لگانے والا بنے۔ اور تعصب اور ایذا دہی کے نام تک کو محو کرے اور مخلوق کے اعتقادات مین پوری پوری آزادی عنایت کرے اور کسی مذہب سے اوسے عداوت و دشمنی نہ ہو۔ جب اس تغیر و تبدل کا حال سب لوگون کو معلوم ہو گیا تو اکبر نے ہندوستان کے باشندون اور یہان کے راجاؤن سے کہا کہ میری اطاعت کرو مین تمہاری حفاظت اور حمایت کرون گا۔ اور کسیطرح تم کو ایذا نہ دونگا۔ اور کہا کہ ایسی اصلاح مین میری مدد کرو کہ جو مین اپنی کسی خاص مطلب کے لئے نہین بلکہ اون کرورون آدمیون کے مقاصد کے واسطے کرتا ہون جو چارسو برس سے بیرونی حملون اور اندرونی خانہ جنگیون سے پریشان اور نالان ہو رہے ہین اور اگر ان سے فرصت ملتی ہے تو تعصب مذہبی کی مصیبت مین مبتلا رہا کرتے ہین۔

اکبر نے یہ بات ایسے لوگون سے نہ کہی تھی کہ جو بات کو نہ سمجھتے ہون اور ضد و نفسانیت کے باعث کسی کی بات کو نہ مانتے ہون۔ اسلئے ایک شخص چتور والے کے سوا جراب اودے پور کے نام سے مشہور ہے ہندوستان کے نہایت زبردست اور شاندار اقطاع کے باشندے اور راجپوت راجے سب اوس کی تجویز مین اوسکے شریک

ہو گئے اور اون مین سے جیپور اور جودھپور کے راجاؤن نے جو نہایت زبردست اور صاحب قدرت تھے اوسے اپنے اچھے اچھے سورما سپاہی اور ایسے ہندو مشیر دئے جو اوسکے نہایت معتبر سردارون مین سے ہو گئے تھے۔ جو بڑی مزاحمت اوسکو پیش آئی وہ اونھین لوگون کی طرف سے تھے جو اوسکے خود درباری تھے یا پہلے افغان حملہ آورون کی اولاد مین سے ابھی تک بنگالہ اوڑیسہ اور مغربی ہند مین موجود تھے لیکن اوسے اپنی عمدہ تجویز کی تکمیل کیلئے یہہ بھی ضرور تھا کہ انھین بھی وہ اپنے احاطہ قدرت مین لے آئے۔ اوسنے اوّل اوّل چاہا کہ وہ اونھین اپنی طرف سے حاکم بنائے اور وہ اوسکی اطاعت کرین۔ اس بات کو اونھون نے تسلیم تو کیا مگر صرف اس لئے کہ موقع ملتے ہی اوس سے بغاوت کرین۔ اسواسطے اکبر کو اب کوئی ذریعہ بجز کشورکشائی اور ملک گیری کے اپنی تجویز کے پورا کرنے کا نہ رہا۔ اسلئے اوسنے ملک کو فتح کیا۔ جسکے بعد اوسنے ہمیشہ کے لئے ایسے قواعد قوانین جاری کئے کہ جس سے مذہبی عداوت نیست ونابود ہو گئی اور تمام رعایا کیلئے اچھے اور یکسان قوانین جاری ہو گئے۔ اور عدل وانصاف تمام رعایا برابا کے لئے ہونے لگا

اسطرح پر اوسنے ہندوستان کے مسلمان حملہ آورون مین سے پہلے پہل مفتوحہ ممالک کو باہم پیوستہ کر دیا۔ اور جہانتک کہ اوس نے ملک کو فتح کر لیا تھا اون سے ملا کر ایک متحدہ سلطنت قایم کر دی۔ صرف جنوبی ہند کا وہ حصہ جو فتح نہین ہوا تھا باقی رہ گیا۔ باقی سب ملک ہند ایک ہو گیا۔ اکبر کے یہ یہ اوصاف حمیدہ اور اطوار پسندیدہ ہین کہ جنھین ہم لوگ

آج دیکھکر تعجب اور ستایش کرتے ہین اور ہم مین سے جن لوگون نے اوسکے کامون پر غور کیا ہے اور اوسکے میلان طبع کو دریافت کرلیا ہے اور اوسکے منشا کے تہ کو پہونچ گئے ہین تو اون پر اوس کے ارادون کی صفائی اور نیک نیتی اظہر من الشمس ہو رہی ہے۔ اور جانتے ہین کہ اوس کا یہ کبھی ارادہ نہ تہا۔ کہ مخلوق خدا خدا کی طرح اوسے مانے اور خلاق علی الاطلاق کی طرح اوس کی پرستش و عبادت کرے جیساکہ اوس کے درباری متعصبون سے بدنام کیا کرتے تھے۔ نہین بلکہ وہ تو کہتا تھا کہ نبی عربی جس مذہب کا پیغمبر ہوکر آیا ہے مین تو اوسی مذہب کے بڑی بڑی حق باتون کو سکھاتا ہون اور مہربانی و نوازش کے اصول کو پھیلاتا ہون اور کسی مذہب سے دشمنی نہ کرنے اور بلا امتیاز مذہب و ملت تمام مخلوق خدا کو یکسان نظر سے دیکھنے اور اونکے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنے کے اصول کو جاری کرتا ہون۔ واقعی اوسکے آئین و قوانین کا مجموعہ ایک ملک کے بادشاہ اور کسی سلطنت کے بانی مبانی ہونے کی حیثیت سے نہایت ہی اعلی درجہ کا اور بہت ہی عمدہ ہے۔

اوس کا مسلک خُذ ما صفا ودع ما کدر کے اصول پر مبنی تہا۔ وہ جانتا تہا کہ ہر ایک مذہب مین کوئی نہ کوئی اچھی بات ہوا کرتی ہے۔ اوسنے دیکھا کہ ہندو بڑے کنبہ پرور اور اپنے خاندان والون کے بڑے خبرگیران ہوتے ہین اور اونھین اور لوگون کو اپنے مذہب مین لانے اور بند کرنیکی ہوس نہین ہے اسلیئے اوسنے جان لیا کہ اونکا مذہب بڑا نرم اور شیرین ہے اور سب کا بھلا چاہتا اور خیرخواہ خلایق ہونے

کا عمل کرتا ہے اسی قسم کی سادگی اوسنے زردشتی اور پارسیون کے مذہب مین بھی ملاحظہ کی اور یہی حالت اوس نے نصرانی اور عیسوی دین مین بھی پائی۔ غرضکہ ہر ایک مذہب مین اوسنے کوئی نہ کوئی بھلائی اور عمدہ بات کو موجود پایا خوبی ہوا کرتی جسسے اوسکے مزاجمین تحمل اور بردباری نہایت درجہ کی سما گئی۔ اور ایسی عادت پڑگئی کہ جب تک اوسسے اصلاح کی اُمید ہوتی تو کسی کے سزا دینے سے کبھی خوش نہ ہوتا اور ہمیشہ معافی اور ترحم کو وسعت رکھتا اور ہر ایک کام مین اوسکی مزاج کی خوبو سی خطا کارون کیلیئے بھی مترشح ہوتا کہ ''جاؤ پھر ایسا نہ کرنا''۔

اس طرح کا اکبر تھا جسنے مغلیہ سلطنت کو یہان قایم کیا اور ایسے اوسکے اصول تھی کہ جن سے اوسکے قایم کرنیکی اوسے طاقت اور قدرت حاصل ہوئی۔ یہ اصول ایسے تھے کہ اگر اونکے برابر پیروی کیجاتی تو یہ سلطنت ہمیشہ قایم رہتی اور اوس مین ہرگز جنبش نہین آتی۔ اور ایسے تھے کہ اون کی تقلید کرتے اور اونپر عملدرآمد کرنے سے وہ مغربی لوگ جو اوسکے بعد یہان آئے آجتک سر حکومت اور عنان سلطنت ہاتھ مین رکھنے کے قابل ہین یہان تک مین نے اکبر اور اوس کی کامیابیون کا بیان اسطرح پر کیا ہے کہ گویا مین اوسے اپنے زمانہ کے بادشاہون سے مقابل کر رہا ہون۔ باوجود اسکے کہ اوس کا زمانہ دو سو برس پہلے گذر چکا ہے۔ مگر اکبر اس لائق ہے کہ وہ اس زمانہ کے بادشاہون سے بھی مشابہ اور مقابل کیا جا سکتا ہے اوسکے ہمعصر یورپ کے بادشاہ گو اپنے ملکون مین نہایت ہی نامی گرامی گذرے ہین ملکہ الیزبتھ انگلستان مین اور ہنری چہارم فرانس مین اوسکے وقت مین بادشاہ تھے مگر وہ ان کے مقابلہ مین بھی ہرگز کم نہین ہے

اوس کی تعریف اون کامون پر موقوف اور منحصر ہے جو اوسکے کئے ہوئے اوسکے
پیچھے برقرار اور قایم رہے یہ بات ہرگز کوئی خیال مین بھی نہین لا سکتا کہ اگر اوس کا جانشین
جہانگیر بادشاہ ہمایون کے قدمون پر قدم رکھتا تو اون جد اجدا ملکون کو جو اوسے
میراث مین ملے تھے یا اوسنے فتح کئے تھے ملا کر متحد المقصد کرتا اور اپنے سے راضی
کرلیتا۔ اوس کی تندمزاجی اور متعصبانہ طبیعت سے یہ کام اوسکے لئے غیر ممکن اور
دشوار نظر آتا ہے۔ مگر اکبر نے حکومت کی بنیاد ایسی گہری اور مضبوط جمائی تھی کہ اوس کا بیٹا
جو مزاج مین اپنے باپ سے بالکل برخلاف تھا اوس سلطنت کو قایم اور برقرار رکھہ سکا۔
جو اوسکے باپ کے آئین و قوانین نے ملا کر متحد کر دئے تھے۔ جب ہم اوسکے کامون
کا خیال کرتے ہین اور اوسکے زمانہ پر نظر ڈالتے ہین اور اوسکے اصولون کو دیکھتے ہین جو
اوسنے اپنے مقاصد کی تکمیل اور انجام دینے کے لئے قایم کئے تھے تو ہم اکبر کو ایسا
نامی گرامی اور قدر کے لایق سمجھتے ہین کہ جیسے پروردگار عالم نے مخلوق کی تکلیفون کے
وقت اسلئے بہیجا تھا کہ دنیا مین وہ امن چین اور تحمل و بردباری کے قوانین جاری کرے
جن پر خلق اللہ کی خوشحالی اور مرفہ البالی منحصر اور موقوف ہے۔

باب الخــــــــــــــــــــــــــــــــاتمہ

غلطنامہ نظام اکبری

ناظرین پڑہنے سے پیشتر ان غلطیون کو کتاب مین درست کرلین +

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۸	اپنے پرپوتے	اپنے پوتے	۱۴۲	۱۱	بلکہ اس نے وجہ سے	
۲	۱۸	پوراطرز	پوراناطرز			کہ اکبر کی ملکی آمدنی	
۷	۱۱	قرازسے	قرارادسے			کا انتظام دوسری	
۱۰	۸	کیا	کیسا			طرز کا تہا جس سے	
״	۱۳	بازادے	بازادی			جزیہ کی بابت درست	
۱۴	۷	بہی	بہی			نہ رہی تہی۔	
״	۱۲	ہوسے	ہوئے	۱۴۹	۸	دریاسے	دریامین
״	۱۶	جیہی کی	جیہی کہ	۱۵۰	۴	بہی	یہی
۳۴	۱۳	لودی خان	لودی خاندان	۱۵۰	۱۶	چل کہڑ ہوا	چل کہڑا ہوا
۷۹	۱۵	راجاسے امبر	راجاسے امبہر	۱۵۸	۱۱	کم توجہ ہی	کم توجہی
۸۳	۱۴	فوائد واعتراض	فوائد واغراض	۱۶۸	۲	اور بروز	روز بروز
۱۰۴	۹	اوس سے بیان	اوسکے بعد بیان	״	۱۱	اصول کے اسلامیہ	اصول اسلامیہ کے
۱۳۲	۸	حصاو دار	حصار دار	״	۱۶	ہوگئی بہر تمام	ہوگئی کہ تمام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۹	۲	کی صداقت	کی طرح صداقت	۲۲۴	۸	اونہین	اور نہین
"	۳	مذہب ہین	مذہب ہے	۲۲	۵	وہ جو حصہ	وہ حصہ جو
"	۴	اوسی نہ دوسرا	اوسے دوسرا	۲۲۴	۸	مشرف	شرف
۱۷۰	۶	جالیا تھا	جا بسا تھا	۲۲۴	۴	بتایا ہے	بتاتا ہے
"	۸	فیضی جو	فیضی نے جو	"	۱۵	حکم لے بجا لائے	حکم کی بجاے
۱۷۱	۶	کونہ صرف	کو صرف	۲۲۸	۱۶	اور رہندو	اور ہندو
۱۸۱	۱۶	کہ اپنے جتنے	کہ سب جتنے	۲۲۹	۳	پایا خوبی	پایا اور اسی طرح
۱۸۰	۶	گھر ہے	گرد ہے				اوسکو یقین ہوگیا
۱۹۰	۹	ایسا ہی اگر ہوتا	ایسا ہی ہوتا				کہ یہ ایک مذہب
۱۹۲	۷	دور	ادر				مین کوئی نہ کوئی
۲۰۱	۱۵	تصور	قصور				خوبی۔
۲۰۴	۹	آزاد	آزردہ	۲۲۹	۶	کیلیئے بہی	کے لیے بہی
"	۱۴	عامل یا تحصیلدار	عامل یا تحصیلدار	"	۱۰	کرستے	کرتے
۲۱۸	۶	مین ایسے امن	مین امن	"	۱۳	تک کہ مین	تک مین۔
"	"	کہ	-				
۲۲۲	۱۰	اوپا	اوپر				